اسلام میں ضابطہ تجارت

تالیف

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

تہذیب

مولانا عزیز زبیدی

ترتیب

مولانا عبدالوکیل علوی

www.KitaboSunnat.com

مکتبۃ السلام وسن پورہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں ضابطہ تجارت

تالیف

مولانا عبد الرحمان کیلانی

تہذیب

مولانا عزیز زبیدی۔ منڈی واربرٹن

مولانا عبد الوکیل علوی ایم اے (عربی۔ اسلامیات۔ تاریخ)

www.KitaboSunnat.com

ناشر

مکتبۃ السلام۔ وسن پورہ۔ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشاعت ــــــــــ اوّل

ناشر ــــــــــ مکتبۃ السلام وسن پورہ لاہور

مطبع ــــــــــ نعمت علی پرنٹرز۔ لاہور

قیمت ــــــــــ ۶/-

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹-بی ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 06558

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

اسلام نے بنی نوع انسان کو آپس میں مل جل کر رہنے کے طریق سکھلائے اور ایک دوسرے کے حقوق کی تعلیم دے کر باہمی معاملات میں پوری پوری رہنمائی فرمادی ہے لیکن آج کا مسلمان احکام و مسائل سے، جو شریعت مطہرہ نے باہمی معاملات اور لین دین کے متعلق تعلیم فرمائے ہیں بہت حد تک ناواقف ہے۔ مثلاً ہمارے ہاں "بیعانہ کی ضبطی" والے سودے اتنے رواج پاچکے ہیں کہ ان کے ناجائز ہونے پر عموماً شک بھی نہیں گزرتا۔ حالانکہ یہ ناجائز ہیں۔ اسی طرح اموالِ تجارت یعنی چالو سرمایہ پر زکوٰۃ کی ادائیگی کا تصوّر تقریباً مفقود ہے، علاوہ ازیں موجودہ دور کی کچھ خودغرضانہ اور محض دنیادارانہ فضانے بھی اسے کسی حد تک مجبور و بے بس کر دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ باہمی معاملات اور لین دین کے اکثر امور شرعی نقطہ نظر سے ناجائز اور مشکوک ہو کر رہ گئے ہیں۔

ان حالات میں ایک ایسے کتابچہ کی ضرورت محسوس کی گئی جس میں لین دین کے معاملات اور تجارت کے متعلقہ مسائل و احکام آسان اور سلیس زبان میں لیکن مستند طور پر درج ہوں تاکہ ہر کوئی اس سے فائدہ اُٹھا سکے۔

یہ موضوع جتنا اہم ہے اس سے زیادہ نازک ہے۔ تاہم اس معاملہ میں عام بے راہ روی دیکھ کر اپنے علم اور وسائل کی بے بضاعتی کے باوجود اللہ کا نام لے کر جسارت کر لی۔ اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا کہ جو کچھ لکھا جائے وہ مستند ہو اور حوالہ کے ساتھ لکھا جائے۔ چنانچہ اس کا بیشتر مواد آیات و احادیث صحیحہ پر مشتمل ہے۔ اپنی طرف سے حسب ضرورت و موقعہ تھوڑی بہت تشریح کر دی گئی ہے۔

اس چھوٹے سے کتابچہ کی تدوین پر تقریباً چھ ماہ صرف ہو گئے۔ اور یہ مسودہ مولانا عزیز زبیدی صاحب کو نظرِ ثانی کے لئے پیش کیا گیا۔ انہوں نے خاص توجہ فرما کر مسودہ دیکھا، جابجا مفید اضافے بھی کئے اور حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔ بعد ازاں یہ مسودہ اپنے عزیز مولوی عبدالوکیل صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوی (ایم اے اسلامیات، عربی، تاریخ) کو دکھلایا گیا۔ انہوں نے بھی بنظر غائر دیکھ کر چند مشورے دیئے۔ سب سے اہم مشورہ یہ تھا کہ "اموالِ تجارت میں زکوٰۃ" پر مستقل الگ تفصیلی باب ہونا چاہیئے چنانچہ کتاب کے آخر میں اس باب کا اضافہ کر دیا گیا۔ میں ان دونوں اصحاب کا بہت مشکور ہوں۔

پھر یہ مسودہ مختلف مکاتب فکر کے ناقدین کو دکھلایا گیا۔ اور اس پر (نتیجتاً) دو قسم کے اعتراضات ہوئے۔ اولاً یہ کہ احادیث کے علاوہ فقہی استنباط بھی درج ہونے چاہئیں، دوسرے یہ کہ نقلی دلائل تو بہت ہیں لیکن عقلی بہت کم ہیں۔

اور یہی دو باتیں ہیں۔ جن سے میں بچنا چاہتا تھا۔ فقہی استنباط کو اس لئے قطع نظر کیا کہ یہ فرقہ وارانہ اختلافات کی نذر ہو کر عام افادیت نہ کھو بیٹھے اور عقلی دلائل سے اس لئے کہ عقلی دلائل کا جواب عقلی دلائل سے دیا جا سکتا ہے لیکن نقلی دلائل خصوصاً آیات و احادیث صحیحہ کا کم از کم ایک مسلمان انکار یا اختلاف کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

بہر حال ان مختلف آراء کا یہ اثر ضرور ہوا کہ کتابچہ کی اشاعت معرض التوا میں پڑ گئی۔ پچھلے دنوں اتفاقاً مولانا عزیز زبیدی سے ملاقات ہو گئی تو انہوں نے از سر نو حوصلہ افزائی فرما کر اس کتاب کی فوری اشاعت کی ترغیب دی۔

اب یہ کتاب حاضر خدمت ہے، خدا کرے یہ مسلمانوں کے لئے قابلِ عمل اور مفید ثابت ہو۔ اگر چند ایک لوگوں نے بھی ارشاداتِ باری یا فرموداتِ نبویؐ میں سے کسی پر عمل کر لیا۔ تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت کا مجھے صلہ مل گیا۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

میں قارئین کرام سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مجھے اپنے مفید مشوروں اور تعمیری تنقید سے مشکور فرمائیں گے اور یہ شکریہ کے ساتھ قبول کئے جائیں گے۔

والسلام

عبدالرحمان کیلانی

۲۶/۱۰/ ۱۹۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز زبیدی۔ واربرٹن، ضلع شیخوپورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا فراموش انہماک بُرا ہے۔

دنیا بری نہیں، اس میں خدا فراموش استغراق مہلک ہے، نافرمانوں کے ذکر میں فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا (پ۱۱۔ یونس ع۱)

"جن لوگوں کو (مرنے کے بعد) ہم سے ملنے کا کھٹکا نہیں اور (اس) دنیا کی زندگی سے خوش ہیں اور (اخروی خطرات سے بے فکر ہو کر) باطمینان زندگی بسر کرتے ہیں"

اُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (ایضاً)

"یہی وہ لوگ ہیں جن کی کمائیوں کا بدلہ یہ ہوگا کہ ان کا (آخری) ٹھکانا دوزخ"۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۝ ذٰلِکَ مَبْلَغُھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (پ۲۷۔ النجم ع۲)

جو شخص ہماری یاد سے روگردانی کرے اور دنیا کی زندگی کے سوا (اور بات سے غرض ومطلب) نہ ہو تم ایسے شخص کی ذرہ بھی پرواہ نہ کرو۔ ان کی عقل کی رسائی (بس) یہیں تک ہے۔"

اس قدر انہماک کے باوجود اس بے ہوشی کی سنگینی کا احساس نہیں کرتے بلکہ الٹا اس پر جھوم جھوم جاتے ہیں۔

قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (کہف ع۱۲)

"(ان سے) کہہ دو کہ کہو تو ہم تمہیں وہ لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے گھاٹے میں ہیں (ہاں تو یہ) وہ لوگ (ہیں) جن کی دنیوی زندگی کی ساری کوشش اس دنیا کے گورکھ دھندے میں کھپ گئی اور (اس کے باوجود) اس خیال میں ہیں وہ (سب) اچھے کام کر رہے ہیں"

اس قماش کے لوگ شب زندہ دار زاہد بھی ہوں تو بھی مالِ حرام کو شیر مادر تصور کر کے ہڑپ کرنے میں کوئی مضائقہ تصور نہیں کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ (پ۱۰۔ توبہ ع۵)

(اہل کتاب کے) اکثر علماء اور مشائخ لوگوں کے مال ناحق ڈکرتے ہیں"۔

اگر یہ بیماری لاحق نہ ہو تو یہ دنیا' فضل خدا کہلاتی ہے جس کے متعلق فرمایا کہ جمعہ پڑھتے ہی اس کی تلاش میں نکل جائیں پر خدا یاد نہ بھولے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ۲۸۔ الجمعہ)

"پھر جب نماز ہو چکے تو تم کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی راہ لو اور خدا کے فضل (معاش) کی جستجو میں لگ جاؤ اور کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ"

دستور العمل اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب صورت حال یہ ہے تو پھر اس مخمصہ سے نکلنے کیلئے بین بین وہ کونسی راہ ہو سکتی ہے جس پر چل کر انسان متوازن زندگی گزار سکے کہ خدا بھی راضی رہے اور دنیا کی راحتیں اور عافیتیں بھی سلامت رہیں؟ اگر واقعی کوئی خوش نصیب بندۂ مومن اپنے دل میں اس سوال کی تڑپ محسوس کرتا ہے تو اس سے ہم یہی کہیں گے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرے۔

فاضل مؤلف مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیلانی نے یہ چھوٹا سا رسالہ لکھ کر ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے' قرآن حدیث کی روشنی میں اس سلسلے کے مسائل کو جسطرح انہوں نے مرتب کیا ہے وہ قابل داد ہے اس کتاب کی یہ خوبی ہے کہ خواص کے ساتھ عوام بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ بیان شیریں سہل اور جامع ہے اور دور حاضر میں جو معاشی مسائل پیدا ہو گئے ہیں ان کی لسٹ گو کافی طویل ہے تاہم اس کتاب کے مطالعہ سے ایسے رہنما اصول دستیاب ہو سکتے ہیں جن کے ذریعے ان مسائل کو آسانی کے ساتھ حل کیا جا سکتا ہے۔

اکل حلال دینی نقطۂ نظر سے ایک بنیادی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر قلب و نگاہ پر وہ رنگ نہیں چڑھتا جو احکام الٰہیہ کی تعمیل کا قدرتی نتیجہ ہوتا ہے۔ نماز روزہ' حج' زکوٰۃ' ذکر و فکر تہجد' دعا اور نوافل غرض کچھ بھی ہو' وہ اب ایک بے روح رسمِ عمل کے سوا کچھ نہیں رہیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت امام احمد بن حنبل ؒ سے کسی نے پوچھا کہ سکونِ قلب اور طمانیت کے لئے کیا کرنا چاہیئے آپ نے فرمایا۔ اکلِ حلال کی پابندی کی جائے، اسی شخص نے ایک دوسرے صوفی بزرگ سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ:۔ اس کے لئے "ذکر اللہ" کافی ہے۔ کیونکہ خدا کا ارشاد ہے:۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب، سائل نے کہا کہ: جناب! حضرت امام احمدؒ نے تو اس کا یہ جواب دیا ہے یہ سُن کر وہ بزرگ جھوم اُٹھے اور فرمایا: بالکل ٹھیک ہے کیونکہ ذکر اللہ بھی اکل حلال کے بغیر رنگ نہیں لاتا۔

اس کے علاوہ معاشی مسائل کا تعلق "انسانی حقوق" سے بھی ہے اور لین دین کا یہ وہ مرحلہ ہے جس میں حق تلفی کے امکانات زیادہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ اگر اس مرحلہ میں احتیاط نہ برتی جائے تو اندیشہ ہے کہ مال وجائداد میں بے برکتی راہ پا جائے اور آخرت بھی بوجھل ہو جائے۔

ہمیں یہ کتاب پڑھ کر حد درجہ مسرت ہوئی ہے کہ اسے جو صاحب بھی پڑھیں گے انشاء اللہ وہ "لین دین" میں مناسب احتیاط کی توفیق سے ضرور ہمکنار ہوجائیں گے۔ مؤلف نے جس دلسوزی اور جذبہ کے ساتھ اس کو مرتب کیا ہے اس نے کتاب کی افادیت اور اہمیت کو اور اُجاگر کر دیا ہے اس میں کاروباری اور لین دین کے سلسلے کے جو احکام اور اصول بیان کئے گئے ہیں وہ کثیر الوقوع ہیں اور عموماً ہر فرد بشر کو شب و روز پیش آتے رہتے ہیں۔

کتاب کے شروع میں ایسے امور کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کو پڑھنے کے بعد بیع وشریٰ کے خشک احکام کی تعمیل کے لئے بھی انسان کے اندر قدرتی استعداد اور سازگاری پیدا ہوجاتی ہے، دُعا ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے اور اس سے خلق خدا زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ آمین۔

عزیز زبیدی

۱۱ رجمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ ھجری

۳۰ رمئی ۱۹۷۷ عیسوی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حوالہ : ۲۷۳ مورخہ : ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ

۱۱ جون ۱۹۷۷ء

جناب مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب کی ... اسلام ... تجارت" کے مطالعے ... رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے بڑی محنت کے ساتھ قرآن وحدیث کے ان احکام وہدایات کو ایک ترتیب کے ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو لین دین، بیع وشری، تجارت، شراکت، مضاربت وغیرہ سے متعلق ہیں۔ بعض دیگر ... مثلاً قرض، سود، رہن، امانت، زکوٰۃ، عشر سے تعلق رکھنے والی نصوص کتاب وسنت کو بھی اختصار کے ساتھ کتابچے میں ترجمہ وتشریح کے ساتھ نقل کر دیا گیا ہے، اس ضمن میں بعض جدید مسائل مثلاً بیمہ، بینک انٹرسٹ وغیرہ سے بھی تعرض کیا گیا ہے۔

یہ بات تو ظاہر ہے کہ مؤلف کا منتخب کردہ موضوع اتنا اہم اور وسیع الاطراف ہے کہ ایک مختصر تصنیف میں ان احکام وارشادات کا عشر عشیر بھی درج نہیں کیا جا سکتا جو اس موضوع پر قرآن وحدیث میں وارد ہیں، چہ جائیکہ ان کی تشریح اور حالات حاضرہ پر ان کی تطبیق کی نازک ذمہ داری سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کا گمان ہو سکے، تاہم موجودہ مادی دنیا میں انسان کی معاشی حرص اتنی تیز ہو گئی ہے اور اقتصادیات ومعاشیات کو اتنی غیر معمولی اہمیت حاصل ہو گئی ہے کہ اس شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والی اسلامی تعلیمات کو جتنی مرتبہ بھی دہرایا اور اجاگر کیا جائے، اس کی ضرورت پھر بھی باقی رہتی ہے اور اس کی افادیت علی حالہٖ باقی رہتی ہے۔

قرآنی آیات اور احادیث کی توضیح وتشریح میں جو کچھ اجمالاً کیلانی صاحب نے بیان فرمایا ہے اس میں بعض جگہوں پر تشنگی کا احساس ہوتا ہے اور بعض مقامات پر میری ناقص رائے ان سے مختلف ہے۔ مثال کے طور پر جہاں کتے کی خرید وفروخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زاید از ضرورت فالتو پانی کی بیع کو ممنوع بیان کیا گیا ہے وہاں اس بات کی وضاحت ضروری تھی کہ پانی کے معاملے میں نہی کا اطلاق اس صورت پر ہوتا ہے جب کہ پانی بغیر محنت کے حاصل کیا گیا ہو مثلاً بارش کا پانی ہو، اسی طرح میرے نزدیک صرف اس کتے کا خریدنا یا بیچنا ممنوع ہے جس کا پالنا اور گھر میں رکھنا ہی جائز نہیں اور جو محض شوقیہ یا کسی غیر شرعی مقصد کے لئے رکھا جائے مگر کھیتی باڑی، گلے یا گھر کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا جائز ہے جیسا کہ بعض احادیث ہی میں مروی ہے، اس لئے اس کی خرید و فروخت بھی ممنوع نہیں۔ بس اس کی نجاست سے بچاؤ کا اہتمام ضروری ہے اسی طرح جہاں خون کی قیمت کو حرام قرار دیا گیا ہے وہاں یہ وضاحت مناسب تھی کہ بعض شارحین نے اس سے سینگی لگانے یا فصد کھولنے کا پیشہ مراد لیا ہے۔ خون کے عام معانی لئے جائیں تب بھی میں سمجھتا ہوں کہ حالت اضطرار میں اور کسی مریض یا زخمی کی جان بچانے کے لئے اسے خون دینا اور اس غرض کے لئے خون خریدنا یا بیچنا جائز ہے اور ایسے شدید اضطرار و مخمصہ میں حرمت حلت میں تبدیل ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

بہرکیف یہ جزوی و تفصیلی امور ہیں۔ جہاں تک کتاب کے اصولی مقاصد و مباحث کا تعلق ہے، میری رائے میں ان کی افادیت مسلّمہ اور اختلاف سے بالاتر ہے، میری دعا ہے کہ اللہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور عامۃ المسلمین کے لئے نفع بخش بنائے، آمین۔

(غلام علی)

معاونِ خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

نوٹ:۔ مولانا موصوف نے جو اختلاف کیا ہے وہ یا استثنائی صورت ہے یا اضطراری۔ اور اس کتابچہ میں صرف اصول بیان کئے گئے ہیں، جیسا کہ پیش لفظ میں عرض کیا گیا ہے۔ مؤلف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر
باب۱ خود غرضی اور ایثار	۹
خود غرضی اور فساد فی الارض	۱۰
ایثار	۱۰
دوسروں کے کام آنا	۱۱
باہمی ہمدردی	۱۲
قدر مشترک	۱۲
انفاق فی سبیل اللہ سے مال بڑھتا ہے	۱۳
باغ والوں کا قصہ	۱۴
داناؤں کی دانائی	۱۵
خدا خود آپ کی فکر کرتا ہے	۱۶
فیاضانہ معاملہ کی برکتیں	۱۷
مقروض پر ترس کھانا	۱۹
خشیت الٰہی کی برکت	۲۰
باب۲ بیع مبرور	۲۲
بیع اور تجارت	۲۳
حلال اور پاکیزہ رزق	۲۳
دینی بے حسی	۲۵
کسب حرام	۲۶
حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی	۲۶
حرام خور کا صدقہ قبول نہیں ہوتا	۲۷
کسب حلال	۲۷
بہترین کمائی	۲۸
تجارت	۲۹
تجارت کی فضیلت	۲۹
غلط کار تاجر	۳۰
ناجائز ذرائع آمدنی	۳۰
مے فروشی	۳۱
مردار کے گوشت اور چربی کی بیع	۳۲
پیشگوئی کرنے والے	۳۴
غنا اور موسیقی	۳۵
سود خور مصور اور متفرقات	۳۷
باب۳ سود	۳۹
سود اور بیع میں فرق	۴۰
سود کی حرمت؟	۴۱
پراویڈنٹ فنڈ	۴۲
سود، بہت بڑا گناہ ہے	۴۵
سود کی مختلف شکلیں	۴۶
باب۴ بیمہ اور انعامی بانڈ	۵۱
بیمہ اور اس کی شرائط	۵۱
بیمہ پالیسی کا تجزیہ	۵۲
انعامی بانڈ	۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ نمبر
باب ۵ ذخیرہ اندوزی، کنٹرول اور بلیک مارکیٹ	۵۵
ذخیرہ اندوزی اور معیشت	۵۵
ذخیرہ اندوزی اور بینک	۵۵
ذخیرہ اندوزی کا دائرہ	۵۷
کنٹرول	۵۸
کنٹرول کے نقصانات	۶۰
کسٹم اور سمگلنگ	۶۰
آزادانہ تجارت اور کسٹم	۶۱
باب ۶ اقسام تجارت	۶۲
تجارت کی ناجائز صورتیں	۶۲
تجارت کی جائز صورتیں	۶۷
پیشگی سودے (بیع مسلم)	۶۸
نیلام	۶۸
تجارت کی پسندیدہ صورتیں	۷۰
(۱) مضاربت	۷۰
(۲) شراکت	۷۰
شراکت مشروط	۷۳
باب ۷ تجارت کے متعلق مسائل واحکام	۷۵
(۱) سودا فسخ کرنے کا اختیار	۷۵
(۲) سودا میں اختلاف کی صورت	۷۷
(۳) سودا طے ہونے کے بعد جھگڑا	۷۷
(۴) جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنا	۸۱
(۵) ماپ تول میں کمی	۸۲
ماپ تول کے پیمانے	۸۵
(۶) چوری کا مال	۸۶
(۷) غیر موجود مال کا سودا	۸۶
(۸) راہ روک کر سودا کرنا	۸۷
(۹) مال پر قبضہ کی شرط	۸۸
(۱۰) جنس کا وزن کرنا ضروری ہے	۸۹
(۱۱) دو شخصوں کی سودابازی میں تیسرے کا بات شروع کر دینا	۹۱
(۱۲) طے شدہ سودا خراب کرنا	۹۲
(۱۳) بھاؤ سے ناواقفی سے فائدہ اٹھانا	۹۲
(۱۴) کسی کو نقصان پہنچانا	۹۲
(۱۵) جانوروں کا دودھ روک کر بیچنا	
(۱۶) کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا	۹۳
(۱۷) قرض دینے کے بعد سودابازی	۹۵
(۱۸) مال پر قبضہ نہ ہوا ہو تو نفع جائز نہیں	۹۵
(۱۹) مال کا عیب چھپانا	۹۷
(۲۰) سودا واپس کرلینا	۱۰۰
(۲۱) ایک بیع شکلیں دو	۱۰۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ نمبر
(۴۲) پھل اور درختوں کی بیع	۱۰۲
(۴۳) وعدہ کی پابندی	۱۰۲
(۴۴) مشورہ میں خود غرضی	۱۰۳
(۴۵) تول میں اضافہ	۱۰۳
(۴۶) مساجد میں سودا بازی	۱۰۴
باب ۸ قرض۔ رہن اور دیوالیہ	۱۰۵
قرض حسنہ کیا ہے؟	۱۰۵
قرض لینے والا (مقروض)	۱۰۷
قرض ناقابل معافی گناہ	۱۰۸
نادہندگی	۱۱۱
قرض کی نیت کا پھل	۱۱۱
نادہندگی بحیثیت تعزیری جرم	۱۱۲
حسن ادائیگی	۱۱۲
قرض دینے والا (قرضخواہ)	۱۱۵
مقروض سے نرمی برتنا	۱۱۵
دوسرے کے قرض کی ادائیگی	۱۱۶
	۱۱۷
دیوالیہ	۱۱۹
قرقی	۱۲۱
باب ۹ عاریت، امانت اور ضمانت	۱۲۳
عاریت کی واپسی	۱۲۳
مانگی چیز کا نقصان ہو جائے تو	۱۲۴
امانت	۱۲۵
امانت میں خیانت	۱۲۵
امانت کے مال کا نقصان	۱۲۶

عنوان	صفحہ نمبر
ضمانت	۱۲۶
ضامن کی ذمہ داری	۱۲۷
باب ۱۰ اموال تجارت اور زکوٰۃ	۱۲۹
(۱) ادائیگی زکوٰۃ میں اجتماعیت	۱۳۰
(۲) حیلہ سازی سے اجتناب	۱۳۱
(۳) بخل سے اجتناب	۱۳۴
(۴) زکوٰۃ کے مستحقین	۱۳۶
محل نصاب	۱۳۶
(۱) زرعی پیداوار	۱۳۶
(۲) مویشی	۱۳۷
(۳) سونا چاندی اور	۱۳۸
(۴) اموال تجارت	۱۳۹
زکوٰۃ کی وصولی کے متعلق احکام	۱۴۰
(۱) مال زکوٰۃ کی تشخیص موقعہ پر	۱۴۰
(۲) زکوٰۃ اصل مال سے نکالنا بہتر ہے۔	۱۴۱
(۳) عوامل پیداوار	۱۴۱
(۴) مال مستفاد کی آمیزش	۱۴۲
مال زکوٰۃ کی تشخیص	۱۴۳
جائداد کی خرید و فروخت کرنے والے	۱۴۵
مشترکہ کاروبار کی زکوٰۃ	۱۴۵
مضاربت	۱۴۵
اشراکت	۱۴۶
کمپنیوں کے حصص اور زکوٰۃ	۱۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

①

خودغرضی اور ایثار

انسان فطرتاً خودغرض واقع ہُوا ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ ہر بہتر چیز اسے کسی نہ کسی طرح حاصل ہو جائے۔ خلاقِ فطرت نے خود اس انسانی کمزوری کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ۔ (۴۱/۴۹)

انسان، بھلائی (مال و دولت) مانگتے کبھی نہیں تھکتا۔

یہ حیوانی جبلت اگر اپنی حد کے اندر رہے تو گوارا ہے۔ لیکن جب یہ اپنی حدود سے تجاوز کر جائے اور ہر انسان اپنے فائدہ کی بات سوچنے لگ جائے تو اس سے معاشرہ میں ایک ایسا بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے جو پُورے معاشرے کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے۔ باہمی ہمدردی، اخوّت اور ایثار جیسی صفاتِ جمیلہ ناپید ہونے لگتی ہیں۔ اور ان کی جگہ جھُوٹ، بددیانتی، مکروفریب اور شقاوتِ قلبی جیسے اخلاقِ رذیلہ اُبھر آتے ہیں۔ جو آگے چل کر اور بہت سی برائیوں کو جنم دیتے ہیں۔ ہر شخص اپنے معمولی سے فائدہ کی خاطر دوسرے بھائی کا بھاری نقصان کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ جب ہر فرد خودغرضی کا مجسمہ بن جائے۔ تو اس سے ہمارے لین دین کے معاملات، ہمارے کاروبار۔ ہماری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت ان سب کا متاثر ہونا لازمی امر ہے۔

مثل مشہور ہے کہ تمام تنازعات اور جھگڑوں کی بنیاد زر، زن اور زمین یہی تین چیزیں ہیں" لیکن اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان سب کی تہہ میں بھی یہی خود غرضی کارفرما ہوتی ہے۔

خود غرضی اور فساد فی الارض:۔

بدقسمتی سے آج کل ہمارے معاشرے میں خود غرضی کا جذبہ بڑی حد تک سرایت کر چکا ہے۔ ہر کوئی اپنے معمولی سے مفاد کی خاطر دوسرے بھائی کے حلق پر چھری چلانے تک سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ کاروبار میں ہر طرح کی بددیانتی اور بدمعاملگی ہو رہی ہے۔ ہر شخص اپنے حقوق زیادہ سے زیادہ وصول کرنے اور دوسرے کا حق دبانے کی فکر میں رہتا ہے۔ یہی وہ وقت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا ۔ (٣٠/٤١)

جنگلوں اور دریاؤں میں لوگوں کے گناہوں کی بنا پر فساد رونما ہو گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے سے سزا دلوا دے۔

گویا جب بنی نوع انسان اپنے مفاد کی خاطر دوسرے پر ظلم کرتے ہیں۔ تو ہر ایک کو اس عمل کی سزا ایک دوسرے سے ہی ملتی رہتی ہے۔ اور اس طرح ظلم وجور کی ایسی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ ساری مملکت اس زد میں آجاتی ہے۔

ایثار:۔

اسلام اسی خود غرضی کو اپنی حدود کے اندر مقید کر کے، اس کے بجائے ایثار، ہمدردی اور اخوت جیسی صفاتِ جمیلہ کو فروغ دینا چاہتا ہے۔ اور اسے ہی ذریعہ نجات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (۵۹/۹)

وہ مسلمان اپنی ذات پہ دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ فاقہ سے ہوں۔ اور جو شخص اپنے نفس کے لالچ سے بچا لیا گیا۔ تو ایسے ہی لوگ فلاح یافتہ ہیں۔

دوسروں کے کام آنا:۔

اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے۔ کہ اپنے سے زیادہ دوسروں کے مفاد کو مقدم سمجھا جائے۔ اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پہ ترجیح دی جائے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

مَنْ كَانَ فِىْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِىْ حَاجَتِهٖ ۔

جو شخص اپنے بھائی کے کام میں لگا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگا ہوتا ہے

اسلام صاحبِ استطاعت لوگوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ اپنے غریب بھائیوں۔ یتیموں، مسکینوں اور قرابت داروں کی ہر طرح سے خدمت کرے۔ خدا تعالےٰ ایسا مال خرچ کرنے کو اپنی ہی راہ میں خرچ کرنے سے منسوب کرتے ہیں۔ اور رجو ایسا صدقہ دیا جائے، یا قرضِ حسنہ دے کر کسی حاجت مند کی ضرورت پوری کر دی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ صدقہ یا قرضہ اس کو نہیں بلکہ مجھے دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں آپ کو سینکڑوں آیات ایسی ملیں گی جن میں اَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز زکوٰۃ کو اسلام کا دوسرا ضروری رُکن قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہمارے اس صدقہ و خیرات اور روپے پیسے کی خدا تعالیٰ کو خود تو ضرورت نہیں۔ انہیں حق داروں کے حقوق ادا کرنے کو ہی انفاق فی سبیل اللہ کا نام دیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہمی ہمدردی:۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں قیامت کے دن ایک شخص سے سوال کروں گا۔ کہ "میں جب بیمار تھا تو تم نے میری عیادت بھی نہ کی"۔ وہ شخص کہے گا "الٰہی! آپ کیسے بیمار ہو سکتے ہیں"؟ خدا تعالیٰ فرمائے گا "میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ اگر تو عیادت کے لیے اس کے ہاں جاتا تو مجھے اس کے ہاں پا لیتا"۔ گویا اپنے بیمار بھائی سے یہ ہمدردی خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث اور اس کو پا لینے کے مترادف ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کہ "میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی بھی نہ پلایا"۔ پھر یہی سوال و جواب ہوگا۔ کہ اگر تو میرے فلاں پیاسے بندے کو پانی پلا دیتا تو گویا تو نے مجھے ہی پانی پلایا ہوتا۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ "کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا بھی نہ کھلایا"۔ پھر ویسے ہی سوال و جواب ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیے۔ دوسروں سے ہمدردی کتنا بڑا نیکی کا کام ہے۔ مولانا حالی مرحوم کا یہ شعر بھی حدیث ہی کا ترجمہ ہے ؎

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان　　　کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

نیز درج ذیل شعر بھی اسی حقیقت کی ترجمانی کر رہا ہے:؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

قدرِ مُشترک:۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی ہمدردی و اخوت کا سبق دے کر خود غرضی پر کاری ضرب لگائی ہے۔ فرمایا:۔

اَلنَّاسُ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: اَلْكَلَاءِ وَالْمَاءِ وَالنَّارِ

تین چیزوں میں سب لوگ شریک ہیں۔ گھاس، پانی اور آگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تینوں چیزیں ہر شخص کے عام استعمال کی چیزیں ہیں حضورِ اکرم نے ایسی عام چیزوں کی قیمت وصول کرنے سے منع فرمادیا۔ تاکہ لوگ خود غرضی چھوڑ کر باہمی ہمدردی کا احساس کرنا سیکھیں۔ بھلا کس کس بات کو احاطۂ تحریر میں لایا جائے۔ دراصل اسلام کی ساری تعلیم ہی اسی محور کے گرد گھومتی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ سے مال بڑھتا ہے:۔

اسلام نے انفاق فی سبیل اللہ کا جو فلسفہ بیان فرمایا ہے۔ وہ ہم جیسے ظاہر پرستوں کو کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو مال خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے وہ گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔ حالانکہ وہ بظاہر بڑھنے کے بجائے گھٹتا نظر آتا ہے۔

سُود کے متعلق ارشاد ہے۔ کہ اس کمائی میں برکت نہیں لیکن ہمیں سود کا فائدہ یقینی نظر آتا ہے۔

اسی طرح ارشاد نبوی ہے " جس شخص نے حج یا عمرہ کیا تو خدا تعالےٰ اس کا رزق کشادہ کر دیتا ہے۔

اور ہم یہ سوچتے ہیں۔ کہ جو کچھ پاس موجود ہے۔ اگر یہ رقم حج پر صرف کر دی تو کاروبار کیسے چلے گا یا باقی ضرورتیں کیسے پوری ہوں گی۔ یا یہ کہ جو شخص اپنے دوسرے بھائی کے کام میں لگا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے کام میں لگا ہوتا ہے" اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ " ع تجھ کو پرائی کیا پڑی، اپنی نبیڑ تو"۔

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا لَاتُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰہُ عَلَیْکَ مال سنبھال کر نہ رکھا کرو۔ وگرنہ خدا تم سے بھی ہاتھ کھینچ لے گا (وَعِیْ کا لغوی مفہوم یہ ہے۔ کہ مال گٹھلی میں رکھ کر اس کا مُنہ بند کر دیا جائے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات صرف اتنی ہے۔ کہ ہماری عقل نہایت محدود اور خود غرضی پہ مبنی حریص واقع ہوئی ہے۔ بمصداق قول ربانی :۔

وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ۔ (۴/۱۲۸)

اور طبیعتیں بخل کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

یعنی بخل اور حرص انسان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ وہ اپنا حق تو پورا لینا چاہتا ہے۔ مگر دوسرے کے حق کی چنداں پرواہ نہیں کرتا۔

لیکن خلاق کائنات کی حکمت نہایت وسیع و بلیغ ہے۔ رزق کے تمام تر وسائل و ذرائع بھی اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ خدا تعالیٰ صرف ایک فرد کا ہی رازق نہیں وہ تمام کائنات کا رازق اور نگہبان ہے۔ لہٰذا وہ تمام بنی نوعِ انسان کی بھلائی کے احکام جاری کرتا ہے۔ ہماری ناقص عقل ارشاداتِ ربانی کے فائدہ اور نقصان کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتی۔ تاہم ایک مومن آدمی جو خدا تعالیٰ اور اس کے احکامات پہ ایمان رکھتا ہے۔ اور ان پہ عمل کرتا ہے اپنی زندگی میں بارہا یہ تجربہ از خود ہی ہوتا رہتا ہے۔ کہ خدائی احکامات کس قدر حقیقت پہ مبنی ہیں۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے رزق کے ایسے نئے نئے وسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک اس کی عقل کی رسائی ناممکن ہوتی ہے۔

اس دعوے کی تائید میں یہاں سابقہ امتوں کے واقعات میں سے تین واقعات درج کیے جاتے ہیں۔ جو ان حقائق پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ان میں سے پہلا واقعہ تو قرآن کریم میں سورۂ قلم میں مذکور ہے۔ جو بغیر کسی اضافہ اور ترمیم کے درج کیا جا رہا ہے۔ باقی احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔

(۱) باغ والوں کا قصہ :۔

کسی شخص کا ایک باغ تھا۔ جو بھرپور فصل دیتا تھا۔ اس شخص کا ساری زندگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دستور رہا کہ جب بھی پھل کا فصل اٹھاتا تو اس کے تین حصے کرتا۔ ایک حصہ تو خود اپنے گھر کی ضروریات کے لیے رکھ لیتا' دوسرا حصہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور ہمسایوں میں تقسیم کر دیتا۔ اور تیسرا حصہ فقراء و مساکین میں بانٹ دیتا اس ایثار کی وجہ سے اس کا باغ سب سے بڑھ کر پھل دیتا۔ کٹائی کے دن غریب عوام اس کے باغ کے گرد اکٹھے ہو جاتے۔ اور اس سے اپنا اپنا حصہ وصول کر لیتے۔

داناؤں کی دانائی:۔

جب یہ شخص انتقال کر گیا' تو اس کے لڑکوں کو خیال آیا کہ ہمارا بوڑھا باپ تو عقل سے عاری تھا۔ ساری عمر اپنی کمائی یوں ہی لٹاتا رہا۔ اب کے برس یہ ریت ختم کر دینی چاہیے۔ باغ ہمارا ہے اس پر ہمارا ہی حق ہے۔ لہٰذا انھوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ جب کٹائی کا موقع ہوگا تو کٹائی راتوں رات کر لی جائے تاکہ نہ غریب مسکین آئیں نہ ہمیں تنگ کریں۔

جب کٹائی کا وقت آگیا تو وہ راتوں رات، خوشی خوشی اچھلتے کودتے فصل کاٹنے روانہ ہوئے۔ ادھر خدا کا کرنا یوں ہوا کہ ان کے وہاں پہنچنے سے پیشتر وہاں سخت آندھی کا طوفان آیا۔ جس میں آگ تھی۔ آندھی کے ذریعہ وہ آگ درختوں کو جلا کر راکھ کر گئی۔ آن کی آن میں سارا باغ راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ جب یہ عقل مند بھائی وہاں پہنچے تو نقشہ ہی بالکل بدل چکا تھا۔ باغ نام کی کوئی چیز وہاں نظر نہ آئی سوچنے لگے کہ ہم شاید رات کے اندھیرے میں کسی غلط جگہ پر پہنچ گئے ہیں۔ پھر جب کچھ حواس درست ہوئے تو حقیقت ان پر آشکارا ہو گئی۔ ان کی نیت کے فتور کی سزا ان کو مل چکی تھی۔ اب وہ باہم دیگر ملامت کرنے لگے۔ کہ تم نے یہ ترغیب دی تھی اور تم نے یوں کیا تھا۔ مگر اب پچھتائے کچھ نہ بن سکتا تھا۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باپ کو ایثار کا عمر بھر یہ صلہ ملتا رہا۔ کہ اس کا باغ سب سے بڑھ کر پھل لاتا تھا جتنا کچھ وہ دوسروں پر خرچ کرتا، خدا اس سے زیادہ اسے مہیا فرما دیتا۔ مگر بیٹوں پہ حرص غالب آئی تو انہیں اس حرص کا ثمرہ مل گیا۔

(۲)

خدا خود آپ کی فکر کرتا ہے۔

دُوسرا واقعہ یوں ہے۔ کہ کوئی خدا کا نیک بندہ ایک دفعہ جنگل سے گزر رہا تھا۔ کہ ایک چھوٹی سی بدلی سر پہ منڈلانے لگی۔ اس بدلی سے آواز آرہی تھی (جیسے اس بدلی کو کچھ حکم مل رہا ہو) "جاؤ اور جا کر فلاں آدمی کی کھیتی کو سیراب کرو"۔ یہ آواز سُن کر وہ سخت متعجب ہُوا اور سوچنے لگا کہ اس نیک بخت کا حال ضرور معلوم کرنا چاہیئے۔ جس کے متعلق آسمانوں سے ہدایات جاری ہو رہی ہیں۔ چنانچہ وہ بادل کے اس ٹکڑے کے ساتھ ساتھ روانہ ہو لیا۔ تھوڑی دور جا کر اس نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے کھیتوں کی نالیاں یُوں درست کر رہا ہے۔ جیسے ابھی اسے پانی مہیا ہونے والا ہے۔ بدلی وہاں رُکی، گاڑھی ہوگئی۔ پھر بارش برسانے لگی۔ یہاں تک کہ اس کا کھیت پوری طرح سیراب ہو گیا۔ جونہی کھیت سیراب ہُوا، بارش تھم گئی۔ اور آسمان صاف ہو گیا۔

جب اللہ کے اس بندے نے یہ منظر دیکھا، تو اس کسان سے حقیقت حال بیان کرکے استدعا کی۔ کہ وہ اسے بھی اپنے ان نیک اعمال سے آگاہ کرے جن کی بنا پر اس کا خدا اس پر اتنا مہربان ہے۔ کسان بولا اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں فقط ایک کام کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ جب فصل پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ تو اس کے تین حصے کر دیتا ہوں۔ ایک حصہ اپنے لیے رکھ لیتا ہوں۔ ایک حصہ اپنے قرابت داروں اور ہمسایوں کو دے دیتا ہوں۔ اور ایک حصہ فقراء میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ بس میرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ صرف یہی کام ہے۔ کہ میں بیج ڈال کر کھیت اور نالیاں درست کر دیتا ہوں۔ اس کو سیراب کرنے کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اور وہ ہر سال بروقت ہو جاتا ہے"۔

(۳)

فیاضانہ معاملہ کی برکتیں:۔

تیسرا واقعہ یوں ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں سے دو آدمیوں نے مل کر کھیتی باڑی شروع کی۔ ایک بوڑھا تھا دوسرا جوان، برابر برابر کی شراکت تھی۔ جب فصل پک کر تیار ہو گیا تو دونوں نے مل کر فصل کے دو برابر برابر حصے کر لیے۔ شام ہو چلی تھی۔ اور ہر شخص کو اپنا حصہ اپنے سر پر اٹھا کر اپنے گھر لے جانا تھا۔ نقل و حمل کا کوئی دوسرا ذریعہ میسر نہ تھا۔ پہلے نوجوان نے اپنے حصہ میں سے گٹھڑی باندھی۔ اور اپنے سر پر رکھ کر چل دیا فصل کے پاس اب بوڑھا اکیلا بیٹھا تھا۔ اسے خیال آیا کہ میں تو زندگی کی بہاریں دیکھ چکا۔ مجھے اب آخر اتنے رزق کی ضرورت بھی کیا ہے؟ یہ نوجوان آدمی ہے۔ اس کو بے شمار ضرورتیں درپیش ہوں گی۔ یہ مجھ سے زیادہ حاجت مند ہے۔ یہ سوچ کر اس نے اپنے حصہ میں سے کچھ فصل اس نوجوان کے حصہ کی طرف دھکیل دی۔

نوجوان گھر سے واپس آیا۔ تو اب بوڑھے کی فصل گھر لے جانے کی باری تھی جب وہ فصل کی گٹھڑی اٹھا کر اپنے گھر کو روانہ ہوا تو نوجوان آدمی کو خیال آیا۔ کہ میں تو نوجوان ہوں خوب محنت کر سکتا ہوں۔ ساری عمر کماتا کھاتا رہوں گا۔ اس اس بوڑھے نے کس شفقت سے میرے ساتھ کھیتی باڑی کا کام کیا ہے۔ میں تو بھلا جوان تھا۔ لیکن اس بیچارے کو بہت مشقت کرنا پڑی۔ لہذا یہ مجھ سے زیادہ حقدار ہے۔ یہ سوچ کر اس نے اپنے حصے میں سے کچھ حصہ اس بوڑھے کے ڈھیر کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتقل کر دیا۔

اس طرح وہ دونوں باری باری رات کے اندھیرے میں اپنا اپنا حصہ اپنے گھروں کو لے جاتے رہے۔ اور یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا' ایک جاتا تو دوسرا اپنے حصہ میں سے تھوڑا سا اس کے حصہ کی طرف منتقل کر دیتا۔ اور جب دوسرا جاتا' تو پہلا اپنے حصہ میں کچھ اس کے حصہ میں شامل کر دیتا۔ لیکن دونوں میں سے کسی کو بھی ان کے اس علیحدگی کے کام کی خبر تک نہ ہوئی۔

خدا دونوں پر مہربان ہو گیا۔ ان کی فصل ختم ہونے کو نہ آرہی تھی۔ دونوں خود حیران تھے۔ کہ ان کا فصل اتنا زیادہ تو نہ تھا جتنا وہ اپنے گھروں کو لے جا رہے تھے۔ آخر جب صبح کی روشنی ہوئی اور ہر چیز نمایاں نظر آنے لگی۔ تب جا کر ان کے ڈھیر ختم ہونے کو آئے۔

سوچنے کی بات ہے۔ کہ آخر یہ رزق میں برکت اور فراوانی جو ان واقعات میں بیان کی گئی ہے۔ کہاں سے آگئی؟ کیا یہ سب کچھ اتفاقی امر تھا؟ اور پھر ان کی حیثیت محض واقعات و حکایات کی نہیں ہے۔ کہ چاہے تو کوئی تسلیم کرے۔ اور چاہے تو انکار کر دے۔ بلکہ ہمیں مسلمان ہونے کی بنا پر خدا اور اس کے رسول کے فرمودات پر یقین کرنا پڑے گا۔ اور پھر ان ہدایات پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ جو ہمیں دی جا رہی ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارے ایمان کا جزو ہیں۔

ایسے واقعات عام کتابوں میں بھی بکثرت مل جاتے ہیں۔ اگر آپ اپنے گرد و پیش نظر ڈالیں تو آپ کو ایسے لوگ آج بھی نظر آجائیں گے۔ صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔

اب ذیل میں چند فرمودات نبوی نقل کیے جاتے ہیں۔ جو صرف لین دین اور تجارت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ ان میں بھی ایسی ہی ہدایات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی جا رہی ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلاً سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی۔ (رواہ البخاری)

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے۔ جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور بصورت اُدھار تقاضا کرتے وقت نرمی اور فیاضی سے کام لیتا ہے۔ (بخاری)

مقروض پر ترس کھانا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ رَجُلٌ یُدَایِنُ النَّاسَ فَکَانَ یَقُوْلُ لِفَتَاہُ اِذَا اَتَیْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْہُ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ؛ فَلَقِیَ اللّٰہَ فَتَجَاوَزَ عَنْہُ

(متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ اور (وصولی کے وقت) اپنے کارندے (جوان بیٹے) سے کہتا۔ جب تو کسی تنگ دست کے ہاں جائے تو درگذر کرنا شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کرے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ جب وہ شخص خدا سے ملا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے درگزر فرما دیا۔ (متفق علیہ)

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلاً کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ اَتَاہُ الْمَلَکُ لِیَقْبِضَ رُوْحَہٗ فَقِیْلَ لَہٗ ھَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَیْرٍ؟ قَالَ: مَا اَعْلَمُ۔ قِیْلَ لَہٗ: اُنْظُرْ، قَالَ مَا اَعْلَمُ شَیْئًا غَیْرَ اَنِّیْ کُنْتُ اُبَایِعُ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا فَاُجَازِیْھِمْ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَ اَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ، فَاَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ۔ (متفق علیہ)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے۔ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم سے پہلے کے لوگوں میں سے ایک آدمی کے پاس جب ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آیا، تو اسے کہا گیا "تو نے کوئی نیک کام بھی کیا ہے؟" اس آدمی نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ کہا گیا، سوچ لو، کہنے لگا، میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا، کہ میں دنیا میں لوگوں کے پاس مال بیچا کرتا تھا تو میں درگزر کرتا تھا۔ صاحب استطاعت کو مہلت دے دیتا تھا۔ اور تنگ دست کو معاف کر دیتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُسے جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ اللّٰهُ أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ، تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي۔

اور مسلم میں عقبہ بن عامرؓ اور ابو مسعود انصاری (مسلم) سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ کہ "پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ایسا سلوک کرنے کا میں تجھ سے زیادہ حق دار ہوں (اور فرشتوں کو حکم دیا) میرے بندے سے درگزر کر دو"

خشیتِ الٰہی کی برکت:۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِشْتَرَى رَجُلًا فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ عَقَارًا مِنْ رَجُلٍ فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ عَنِّي، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ الْعَقَارَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ۔ فَقَالَ بَائِعُ الْأَرْضِ إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا۔ فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ فَقَالَ: أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَيْهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقُوا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص نے کسی سے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا۔ اسے اس قطعۂ زمین میں سے ایک ٹھلیا (گھڑا) ملا۔ جس میں سونا تھا۔ تو اس نے بائع سے کہا کہ اپنا سونا لے لو۔ کیوں کہ میں نے تم سے صرف زمین خریدی ہے۔ یہ سونا نہیں خریدا۔ بائع نے کہا، کہ میں نے تو زمین اور اس میں جو کچھ ہے۔ سب تیرے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ تو وہ اپنا مقدمہ ایک اور شخص (ثالث) کے پاس لے گئے ثالث نے ان سے پوچھا، کیا تمہاری کوئی اولاد ہے۔ ایک نے کہا، میرا لڑکا ہے دوسرے نے کہا، میری ایک لڑکی ہے۔ ثالث نے کہا، اس لڑکے اور لڑکی کی شادی کر دو۔ اور اس سونے کو ان پر خرچ کرو۔ اور کچھ صدقہ بھی کر دو (بخاری و مسلم)

غور فرمائیے۔ اس ایک واقعہ میں ہمارے لیے کتنے اسباق پوشیدہ ہیں۔ یہ دونوں حضرات کتنے راست باز، دیانت دار اور دوسرے کا بھلا چاہنے والے انسان تھے۔ اور ثالث بھی کس قدر بے لوث اور خداترس تھا۔ موجودہ دور کا کوئی ثالث ہوتا۔ تو ایسی بندر بانٹ دکھاتا۔ کہ سب کچھ خود ہضم کر جانے کی راہ تلاش کر لیتا۔

تو یہ ہیں اسلامی تعلیمات۔ مگر مادہ پرستی کے موجودہ دور میں ہمیں یہ رُوحانی غذائیں کیسے ہضم ہوں۔ خود غرضی ہماری گھٹی میں پڑ چکی ہے۔ اور اسی بنیاد پر ہم ہر قسم کے معاملات سوچنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ لہذا ہمارے لین دین ہمارے کاروبار، ہماری تجارت میں آپ کو اسلامی تعلیمات سے جگہ جگہ تضاد اور ٹکراؤ نظر آئے گا۔ بہت سے مسائل ایسے ہیں جن کے ذریعہ حاصل ہونے والے رزق کو ہم بالکل حلال اور طیب سمجھتے ہیں۔ لیکن شرعی لحاظ سے وہ مذموم اور ناجائز ہیں۔ ایسے ہی معاملات کی وضاحت کے لیے یہ مختصر کتاب پیش خدمت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲

بیع مبرور

بیع اور تجارت:۔

شرعی اصطلاح میں بیع کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ہمارے ہاں تجارت خرید و فروخت کے الفاظ بیع کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکتے۔ بیع میں ہر وہ معاملہ شامل ہے۔ جس میں کسی آدمی کا دوسرے سے لین دین کا تعلق ہو۔ مثلاً ایک مالک کسی مزدور کو کام پر لگاتا ہے۔ تو یہ بیع ہے۔ ایک مُغنیّہ عورت گا بجا کر لوگوں سے پیسے وصول کرتی ہے تو یہ بھی بیع ہے۔ ایک مالک مکان اپنے کرایہ دار سے کرایہ کا معاملہ طے کرتا ہے تو یہ بھی بیع ہے۔ ایک عالم شرعی مسائل کی غلط تاویل کر کے فتوٰے کے پیسے یا کوئی اور مفاد حاصل کرتا ہے۔ تو یہ بھی بیع ہے۔ اور اس کے لیے قرآن کریم نے "اشترٰی" لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی فروخت کرنے کے ہیں۔ غرض ہر وہ معاملہ جس کا تعلق دوسرے سے ہو۔ اور اس سے کچھ رقم وصول ہوتی ہو۔ یا دوسرا کوئی مفاد حاصل ہوتا ہو۔ بیع کے ضمن میں آئیں گے جب کہ تجارت کا لفظ محض دکانداری، سودے بازی کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

بیع مبرور:۔

اسلام نے بیع کو جائز قرار دیا ہے۔ تاہم اس پر کچھ پابندیاں بھی عائد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردی ہیں ۔مثلاً حرام اشیار کی تجارت سے یا ناجائز ذرائع سے مال کمانے سے روک دیا گیا ہے ۔ایسی شرعی پابندیوں کو ملحوظ رکھ کر جو بیع بھی کی جائے گی ۔ وہ "بیع مبرور ہوگی"۔

اس باب میں پہلے حرام کمائی اور حرام اشیار کی تجارت پر بحث کی جائے گی ۔ پھر کسبِ حلال کی اہمیت اور اس کے بعد تاجر کی فضیلت زیرِ بحث آئیں گے ۔

حلال اور پاکیزہ رزق :۔

خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں بنی نوع انسان کے لیے بے شمار وسائلِ رزق مہیا کر دیئے ہیں ۔ اور ان سے استفادہ کرنے کی عام اجازت دے دی گئی ہے معدودے چند اشیار بنی نوع انسان کی اپنی ہی بھلائی کی خاطر حرام قرار دی گئی ہیں ۔ بیع کے چند اصول بیان کر دیئے گئے ہیں ۔ان سے بچ کر انسان جو کمائی بھی کرے گا وہ حلال اور طیب ہوگی ۔ ارشادِ باری ہے ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۔ (۲/۱۶۸)

اے لوگو! جو کچھ زمین میں ہے ۔اس میں سے حلال اور پاکیزہ (اشیار) کھاؤ

اس آیت میں حصولِ رزق اور کھانے کے سلسلہ میں دو شرطیں عائد کی گئی ہیں ایک یہ کہ آپ کا رزق حلال ہو حرام نہ ہو ۔ دوسرے پاکیزہ ہو ۔ ناپاک اور گندہ نہ ہو ۔

حلال کے برعکس لفظ حرام ہے ۔ خدا اور اس کے رسول نے حلال اور حرام کی پوری پوری وضاحت فرما دی ہے ۔ قرآن کریم میں تو صرف چند اشیار ہی مذکور ہیں ۔جو حرام قرار دی گئی ہیں ۔ مثلاً مردار کا گوشت' خون' خنزیر کا گوشت اور ہر وہ جانور جو خدا تعالیٰ کے سوا کسی اَور کے نام پر مشہور کر دیا جائے ۔ اور پھر ذبح کیا جائے ۔نیز شراب' جُوا' سود' چوری' ڈاکہ وغیرہا ۔ البتہ احادیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کافی تفصیل آگئی ہے۔ جو انشاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔ بسا اوقات ایسے امور سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔ جن کے متعلق قرآن و سنت میں واضح تصریح موجود نہیں ملتی۔ اور شک کی گنجائش ہوتی ہے تو ان کے متعلق بھی شارع علیہ السّلام کے واضح احکامات موجود ہیں۔ ایسے مشکوک معاملات سے بھی بہرحال پرہیز کرنا چاہیئے۔

قرآن کریم میں صرف ان علماء کے کسب پر گرفت کی گئی ہے۔ جو قرآن کی آیات کو بیچ کھاتے ہیں۔ غلط تاویلات کر کے یا حق کو چھپا کر وہ غلط فتوے جاری کرتے حکومتِ وقت کی خوشامد اور رہم نوائی کر کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے اور عام لوگوں کو گمراہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ اور خود رقم بٹورتے اور بعض دوسرے مفاد حاصل کرتے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ (۲/۱۷۱)

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل شدہ کتاب میں سے کچھ چھپا جاتے ہیں۔ اور حقیر سی قیمت کے عوض بیچ کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھرتے"

دوسری شرط ہے۔ کہ (آمدنی) پاکیزہ ہو۔ پاکیزہ کا مطلب یہی نہیں۔ کہ وہ ظاہری نجاستوں سے پاک اور صاف ستھری ہو۔ بلکہ جس مال سے خواہ وہ جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو۔ زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ وہ پاک نہیں ہوگا۔

اسی طرح یتیم کا مال کھانا، اپنی بیوی کا حق مہر ادا نہ کرنا یا ہضم کر جانا، چوری۔ ڈاکہ، لوٹ کھسوٹ، راہزنی، جیب تراشی اور فریب دہی وغیرہ سے حاصل کیا ہوا مال سب حرام کی مد میں آئے گا۔

آج کل اموالِ تجارت میں زکوٰۃ نکالنے کا تصور ہی معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے۔ لہٰذا اس کتاب کا آخری باب اسی موضوع پر لکھا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اگر اپنے تنگ دست اور فاقہ کش ہمسایوں اور قرابت داروں کے حقوق ادا نہ کیے جائیں گے۔ تو وہ مال بھی پاکیزہ نہ ہوگا۔ ارشادِ ربّانی ہے:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا۔ (۹/۱۰۳)

(اے رسولؐ، ان (مسلمانوں کے) مال سے زکوٰۃ وصول کر کے انہیں (ظاہری اور باطنی نجاستوں سے) پاک وصاف کیجئے۔

لہٰذا پاکیزہ مال وہ ہے۔ جو حلال ذرائع سے کمایا گیا ہو۔ ظاہری نجاستوں کے علاوہ باطنی نجاستوں سے بھی مال کے حقوق ادا کرنے کے بعد پاک کیا گیا ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے یوں خطاب فرمایا ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ (۲/۱۷۲)

"اے ایمان والو! ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے۔ اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ"

لہٰذا ہمارے لیے لازم ہے۔ کہ صرف حلال اور پاکیزہ رزق کو ہی اپنے جسم کا حصہ بنائیں۔ اور ہر اس چیز سے پرہیز کریں۔ جس میں حرام ہونے کا شائبہ تک بھی موجود ہو۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ کہ موجودہ دَور میں حلال اور حرام کی تمیز بالکل اُٹھ چکی ہے۔ ہوسِ زر نے ہر آدمی کو کچھ اس طرح اندھا کر دیا ہے۔ کہ وہ جائز یا ناجائز ہر طریقہ سے دولت سمیٹنے کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ نہ مکر وفریب سے چوکتا ہے۔ نہ جھوٹ اور بددیانتی سے۔ حتیٰ کہ سُود جیسی حرام چیز کی بھی پروا نہیں کرتا۔ یہی وہ دَور ہے جس کے متعلق حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا تھا:۔

دینی بے حسی:۔

وَعَنْهُ (عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ، اَمِنَ الْحَلَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْ مِنَ الْحَرَامِ (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا۔ کہ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا۔ کہ جو مال اس کے ہاتھ آیا ہے وہ حلال ہے یا حرام (بخاری)

کسبِ حرام

کسبِ حرام کتنا بڑا جرم ہے۔ اس کے متعلق درجِ ذیل ارشاداتِ نبوی ملاحظہ فرمائیے۔

حرام خور کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔

ایسا آدمی خواہ کتنی عاجزی سے اپنے رب کو پکارے۔ خدا تعالےٰ اُس کی دعا نہیں سُنتے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَالٰی یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے ایمان والو۔ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے۔ اس میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ پھر حضرت نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا۔ جو لمبے سفر سے آیا ہے۔ پراگندہ مو اور غبار آلودہ ہے۔ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے۔ اے میرے رب، اے میرے رب۔ جب کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام۔ اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوشاک حرام۔ اور وہ خود حرام ہی سے پروان چڑھا۔ تو ایسے شخص کی دعا کیونکر قبول ہو۔

حرام خور جہنمی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِهٖ۔ (رواہ احمد۔ دارمی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ گوشت جو مالِ حرام سے پروان چڑھے۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور جو بھی گوشت حرام سے پروان چڑھا۔ اس کے لیے آگ (جہنم) ہی لائق تر ہے۔ احمد۔ دارمی۔ بیہقی فی شعب الایمان۔

حرام خور کا صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَکْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَیَتَصَدَّقَ مِنْهُ، فَیُقْبَلَ مِنْهُ وَلَا یُنْفِقُ مِنْهُ فَیُبَارَكَ لَهٗ فِیْهِ۔ (احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا "جو شخص مال حرام کمائے۔ پھر اس سے صدقہ کرے۔ تو وہ صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ اور اگر اس سے خرچ کرے۔ تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔

کسبِ حلال

لہذا کسب حرام سے پرہیز لازم ہے۔ اپنی تمام تر توجہ کسب حلال کی طرف دینا لازم ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے مقررہ فرائض (ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج) کے بعد حلال کمائی کا طلب کرنا فرض ہے۔

بہترین کمائی:۔

بہترین کسب کونسا ہے۔ اس کے متعلق ارشادِ نبوی ملاحظہ ہو۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاِنَّ النَّبِيَّ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ۔ (بخاری)

مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے۔ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے لیے بہترین کھانا جو وہ کھاتا ہے۔ وہ ہے جو اس نے اپنے ہاتھ سے کمایا ہو۔ اور بے شک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔

ہاتھ کی کمائی سے مراد دست کاری ہے۔ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہیں بناتے۔ اور بازار میں فروخت کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کہ کونسا کسب سب سے اچھا ہے؟ فرمایا۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْكَسْبِ اَطْيَبُ قَالَ:۔ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَّبْرُوْرٍ (احمد)

www.KitaboSunnat.com

رافع بن خدیج سے روایت ہے کہا کہا گیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کونسا کسب
ہ ہے۔ فرمایا "جو کام آدمی اپنے ہاتھ سے کرے۔ یا وہ تجارت جو شرع میں صحیح ہو
"بیع مبرور" ہی اس کتابچے کا موضوع ہے۔ لہٰذا اس کے مطالعہ کے بعد
پ کو از خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ بیع مبرور کیا ہے۔ اور حلال و حرام میں
ر کرکے آپ کیوں کر حرام کمائی سے بچ سکتے ہیں۔

تجارت

رت کی فضیلت:۔

تجارت ایک باعزت اور باوقار پیشہ ہے۔ اس پیشہ کی فضیلت کا اس
بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود نبوت
قبل ۱۲ سال تک تجارت کرتے رہے۔ علاوہ ازیں آپؐ نے تجارت کی
ت ترغیب بھی دلائی۔

عَلَيْكُمْ بِالتِّجَارَةِ، فَإِنَّ فِيهَا تِسْعَةَ أَعْشَارِ الرِّزْقِ۔

تجارت کی طرف توجہ کرو۔ کیوں کہ رزق کا ۹/۱۰ حصہ تجارت میں ہے۔"

اکثر بڑے بڑے صحابہ کا بھی یہی شغل رہا۔ اور صحابہ کرامؓ کے بعد مسلمانوں
اس میدان میں خوب ترقی بھی کی۔ اور اس میں نیک نامی بھی پیدا کی۔

تجارت کا پیشہ اگر اسلامی حدود کے اندر رہ کر اختیار کیا جائے۔ تو دنیا
فراوانیٔ رزق کے علاوہ اخروی زندگی میں بھی بلندیٔ درجات پر فائز کر
ہے۔ حضورِ اکرم نے فرمایا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ۔ (ترمذی۔ دارمی)

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ راست باز اور امانت دار تاجر (روز قیامت) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

غلط کار تاجر:۔

ایک راست گفتار اور دیانت دار تاجر کا درجہ تو آپ نے دیکھ لیا۔ کہ کتنا بلند ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کتنے لوگ ہیں، جو کاروبار میں جھوٹ، داؤ فریب سے اجتناب کرتے ہیں۔ اب یہ بھی دیکھئے۔ جو لوگ ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے۔ ان کا کیا حشر ہوگا۔

عَنْ عُبَیْدِ بْنِ رِفَاعَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلتُّجَّارُ یُحْشَرُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقٰی وَبَرَّ وَصَدَقَ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

عبید بن رفاعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ تاجر لوگ قیامت کے دن گنہ گار کی حیثیت سے اکٹھے کیے جائیں گے۔ مگر جو شخص ہر گناہ کی بات سے بچتا رہا۔ اور نیکی اور صدقہ و خیرات کرتا رہا۔

ناجائز ذرائع آمدنی

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ ایسے کون کونسے ذرائع آمدنی ہیں۔ یا وہ کونسے پیشے ہیں۔ جن سے خدا اور حضورِ اکرم نے منع فرمایا ہے۔

شریعت نے ایک عام اصول وضع کر دیا ہے۔ کہ جو اشیا حرام ہیں۔ ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت بھی حرام ہے۔ اور اس سلسلہ میں جتنے لوگ بھی متعلق ہوں گے۔ سب کی کمائی ناجائز قرار پائے گی۔ حرام کاروبار میں سرفہرست "سُود" کا نمبر ہے۔ لیکن چوں کہ اس کا بیان بہت تفصیل طلب ہے۔ اس لیے اس کا بیان آئندہ باب میں آئے گا۔ سود کے بعد شراب کا نمبر ہے۔

شراب تمام اہل عرب کی گھٹی میں پڑا تھا۔ اس کی کشید، تجارت اور استعمال سرِعام ہوتا تھا۔ جسے بتدریج حرام قرار دیا گیا۔ ارشادِ باری ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (۵/۹۰)

اے ایمان والو! شراب اور جُوا اور آستانے اور فال نکالنے کے تیر سب شیطانی عمل کی وجہ سے ناپاک ہیں۔ پس اس سے اجتناب کرو۔ تاکہ تم فلاح پاسکو۔

آیت بالا میں چار چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں۔ ان چاروں اشیاء میں ملوّث تمام افراد گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ ان میں سرِفہرست شراب ہے۔ شراب کے متعلق حضورِ اکرم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱) مے فروشی:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشَرَةً عَاصِرَهَا[1] وَمُعْتَصِرَهَا[2] وَشَارِبَهَا[3] وَحَامِلَهَا[4] وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ[5] وَسَاقِيَهَا[6] وَبَائِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِيَ لَهَا وَالْمُشْتَرٰى لَهٗ۔ (ترمذی۔ ابن ماجۃ)

حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سلسلہ میں دس لوگوں پر لعنت فرمائی۔ (۱) شراب نچوڑنے والا (۲) نچڑوانے والا۔ (۳) پینے والا (۴) اٹھانے والا (۵) جس کے پاس لے جائی گئی (۶) پلانے والا (۷) بیچنے والا (۸) اس کی قیمت کھانے والا (۹) اس کو خریدنے والا (۱۰) اور جس کے لیے خریدی گئی (ترمذی، ابن ماجہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب پینا حرام اور قابلِ تعزیر جرم ہے۔ لیکن صرف شراب پینے والا ہی مجرم نہیں۔ بلکہ اس کے کاروبار سے کسی نہ کسی طرح کا تعلق رکھنے والا ہر شخص گنہ گار اور ملعون ہے۔ اور اس کی کمائی بہر صورت حرام ہے۔ کیوں کہ شراب ایک ایسی لعنت ہے۔ جس کے مضر اثرات پورے معاشرہ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

شراب عموماً انگور، گنا، کھجور، گڑ، گندم، جو اور پانی کی ایک خاص ترکیب کی آمیزش سے تیار کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ سب اشیاء بذاتِ خود حلال ہیں لیکن جب ایک خاص ترکیب سے ان میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تو یہ حرام ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہی حلال چیزیں جب شراب کے حصول کے مقصد کے لیے فروخت کی جائیں گی۔ تو ایسی سودا بازی بھی حرام ہوگی۔ ارشاد نبوی ہے :۔

حلال چیز حرام کاروبار کے لیے بیچنا :۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَبَسَ الْعِنَبَ أَيَّامَ الْقِطَافِ حَتَّى يَبِيعَهُ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا فَقَدْ تَقَحَّمَ النَّارَ عَلَى بَصِيرَةٍ ۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن)

"حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص انگور اترنے کے زمانہ میں انگور سٹاک کر کے رکھے۔ کہ اسے شراب بنانے والوں کے ہاتھ فروخت کرے۔ تو اس نے دیکھتے جانتے بوجھے آگ میں جانے کی کوشش کی۔"

اس حدیث میں ایسے آدمی کو دوزخی کہا گیا ہے۔ جو (زیادہ رقم وصول کرنے کی خاطر) اپنے انگور موسم پر فروخت نہیں کرتا۔ اور اس کے بجائے شراب کشید کرنے والوں کو مہیا کرتا ہے۔ گویا حلال چیز کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا جو اس کو حرام میں تبدیل کردے ۔ شرعاً ناجائز ہے ۔

(۲) مُردار کے گوشت اور چربی کی بیع :-

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَھُوَ بِمَکَّۃَ: اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ، وَالْمَیْتَۃِ وَالْخِنْزِیْرِ وَالْاَصْنَامِ ‘‘ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَرَاَیْتَ شُحُوْمَ الْمَیْتَۃِ فَاِنَّہٗ تُطْلٰی بِھَا السُّفُنُ وَیُدْھَنُ بِھَا الْجُلُوْدُ وَیَسْتَصْبِحُ بِھَا النَّاسُ قَالَ: لَا، ھُوَ حَرَامٌ ‘‘ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِکَ: قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَھَا اَجْمَلُوْہُ ثُمَّ بَاعُوْہُ فَاَکَلُوْا ثَمَنَہٗ ۔ (متفق علیہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے ۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال مکہ کے مقام پر یہ کہتے سنا ’’ بے شک اللہ اور اس کے رسولؐ نے شراب مُردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام کر دی ہے ۔ صحابہ نے عرض کیا ۔ اے اللہ کے رسولؐ! بتلائیے کہ مُردار کی چربی سے تو کشتیاں ملی جاتی ہیں ۔ اور چمڑے اس سے تر کیے جاتے ہیں ۔ اور لوگ چراغ بھی جلاتے ہیں (یعنی خوراک کے علاوہ کوئی دوسرا مصرف بھی ناجائز ہے ۔ یا وہ جائز ہو سکتا ہے ؟) فرمایا ’’نہیں ؛ وہ حرام ہے‘‘ ۔ پھر ساتھ ہی فرمایا ’’ اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے ۔ جب ان پر جانوروں کی چربی حرام ہوئی ۔ تو انہوں نے اس کو پگھلایا ۔ پھر بیچ کر اس کی قیمت کھالی ۔

اس حدیث میں چار چیزوں کا ذکر آیا ہے ۔ شراب کے متعلق تو پہلے بیان آچکا دوسرے نمبر پر مُردار ہے ۔ خواہ وہ حرام جانور ہو یا حلال ۔ بہر صورت جیسے مُردار کا گوشت کھانا حرام ہے ۔ اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے ۔ اسی طرح اس کی چربی بھی حرام، کھانا بھی حرام اور خرید و فروخت بھی حرام ہے ۔ جیسا کہ حدیث کے آخری حصہ میں مذکور ہے ۔ کہ صحابہؓ نے سوال کیا ۔ کہ مُردار کی چربی اگر خوراک کے علاوہ دوسری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورتوں میں استعمال کرلی جائے۔ تو کیا ہرج ہے؛ حضورؐ اکرم نے اس سے بھی شدت سے منع فرمادیا۔

البتہ مُردار کی کھال سے ہر طرح کا اِستفادہ کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کو رنگ لیا جائے۔ کیوں کہ اس کے متعلق بصراحت ارشاد موجود ہے۔ کہ چمڑے کو دباغت پاک کردیتی ہے۔

جانور حلال ہو یا حرام اس کی ہڈی کی بیع جائز نہ ہے۔ ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے۔ کہ حضورؐ اکرم نے حضرت ثوبان سے کہا:۔

اِشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ وَسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ۔

ابوداؤد باب فی الانتفاع بالعاج صفحہ ۱۲۳/۲

"اے ثوبان! فاطمہؓ کے لیے منکوں کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لاؤ"۔

خود آں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی ایک کنگھی ہاتھی دانت کی تھی۔

كَانَ يَمْتَشِطُ بِمُشْطٍ مِنْ عَاجٍ۔ (بیہقی۔ نصب الرایہ صفحہ ۱۱۹/۱)

خنزیر زندہ بھی مُردار کا حکم رکھتا ہے۔ زندہ ہو یا مُردہ۔ دونوں صورتوں میں اس کی کسی بھی چیز سے انتفاع حرام اور نا جائز ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ بتوں کی خرید و فروخت، اور ان کی صنعت بھی حرام ہے۔ اس میں صرف وہی بت نہیں آتے، جن کی پرستش کا اِمکان ہو۔ بلکہ ہر جاندار چیز کا بت بھی یہی حکم رکھتا ہے جب مصوّر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ تو پھر بُت تراشی اور بُت فروشی اور عام جاندار اشیاء کی مجسّم شکلیں بنانے والے اس حکم سے کیوں کر مستثنیٰ قرار دیے جاسکتے ہیں۔

(۳) پیشین گوئی کرنے والے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ : اَتَدْرِيْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : وَمَا هُوَ؟ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ اِلَّا اَنِّيْ خَدَعْتُهُ فَاَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِيْ اَكَلْتَ مِنْهُ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَهُ، فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهٖ ۔ (بخاری)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہا حضرت ابوبکرؓ کا ایک غلام تھا جو خراج ادا کرتا تھا۔ اور حضرت ابوبکر اس خراج سے کھا لیتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کچھ لے کر آیا تو آپ نے اس سے کچھ کھا لیا۔ غلام نے کہا۔ آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے۔ پوچھا کیا ہے کہنے لگا۔ میں زمانہ جاہلیت میں کہانت کیا کرتا تھا۔ حالانکہ میں اچھی طرح جانتا بھی نہ تھا اور دھوکہ سے کام چلاتا تھا۔ سو کسی نے مجھے اب اس کی اجرت دی اور وہی اب آپ نے کھائی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر نے قے کر دی۔ اور پیٹ میں جو کچھ تھا۔ سب نکال دیا۔" (بخاری)

حدیث بالا میں کاہن کی کمائی کی حُرمت واضح کی گئی ہے۔ حضرت ابوبکر خود کہانت کا کاروبار نہیں کرتے تھے۔ مگر جب حقیقت حال واضح ہوئی۔ تو طبیعت نے ایسا ایک لقمہ بھی جسم کے اندر رکھنا گوارا نہ کیا۔ اور منہ میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔

واضح رہے۔ کہ کاہن لوگ وہ ہیں۔ جو غیب کی خبریں بتاتے اور پیش گوئیاں کرتے ہیں۔ علم نجوم، رمل اور جفر وغیرہ کے ماہرین اور جوتشی سب اسی ضمن میں آتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان چیزوں پر مطلق یقین نہ کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ علم غیب صرف اللہ کے لیے مخصوص ہے۔

(۱۰) غنا اور موسیقی:۔

عَنْ اَبِيْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ۔
(رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ)

حضرت ابُو امامۃ سے روایت ہے۔ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گانا گانے والیوں کی خرید وفروخت مت کرو۔ اور نہ انہیں گانا سکھاؤ۔ اور ان کی اُجرت حرام ہے۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

حدیث بالا میں گانا بجانے اور اس کی تعلیم سے منع فرمایا گیا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں موسیقی فنونِ لطیفہ میں شمار ہوتی ہے۔ موسیقی، رقص اور مجسّمہ سازی و مصوّری (جن کا بیان آئندہ حدیث میں آرہا ہے) کی کالجوں میں ایک مستقل مضمون کی حیثیت سے تعلیم دی جاتی ہے۔ اور ادب و ثقافت کے نام پر فحاشی اور بے حیائی کا پرچار عام کیا جارہا ہے۔ ہمارے آرٹس کالج جو انہی مضامین کی تعلیم کے لیے مخصوص ہیں پُوری قوم کو فحاشی کی طرف لے جاکر اس کے کردار کو مفلوج کر رہے ہیں۔ اکبرالہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا ‏ ‏ اے کاش کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اور ہم مسلمان، جو عشقِ رسول کا دم بھرتے تھکتے نہیں۔ ان کالجوں اور خرافات کو صرف برداشت ہی نہیں کر رہے۔ بلکہ اپنی بچیوں کو وہاں بھیج کر اس فحاشی میں برابر کے شریک بن رہے ہیں۔

یہ تو کالج کی فضا ہے دوسرے ذرائع ابلاغ ریڈیو اور ٹیلی ویژن اس مشن کو کامیاب کرنے میں کالجوں سے بھی زیادہ کردار ادا کر رہے ہیں۔ پھر سینما گھر اس پرمستزاد ہیں۔ کجا خدا اور اس کے رسولؐ کی پاکیزہ تعلیم۔ اور کجا یہ خرافات ؎

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) خون اور کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کمائی، گودنے والے سود خوار اور مصور :-

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِیِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ۔ (رواہ البخاری)

ابی جحیفہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت، اور فاحشہ کی کمائی سے منع فرمایا۔ اور سود لینے والے، دینے والے۔ اور گودنے والی اور گدوانے والی اور مصور پر لعنت فرمائی۔

اس حدیث میں خون اور کتے کی قیمت، اور فاحشہ کی کمائی سے منع فرمایا گیا ہے سود کے لین دین پر لعنت کی گئی ہے (سود کا بیان خاصا طویل ہے۔ لہٰذا انشاء اللہ اس کا مفصل الگ باب آگے درج ہے علاوہ ازیں جسم کے مختلف اعضاء (خصوصاً چہرہ پہ) اپنا نام یا بیل بوٹے کھدوانے والے اور کھودنے والے دونوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ اسی طرح مصور (آرٹسٹ) جو جاندار اشیاء کی تصویریں بناتا ہے پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ لہٰذا اس کی کمائی بھی حرام ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ کی کمائی اور پیش گوئی کرنے والے کی کمائی سے منع فرمایا۔

یعنی کتوں کی خرید و فروخت اور ان کی کمائی حرام۔ فاحشہ عورت کا کاروبار اور اس کا رزق بھی حرام۔ نجوم، رمل، جفر اور دوسرے ذرائع سے غیب کی خبریں بتلانے والوں کا پیشہ اور کمائی بھی حرام قرار دی گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل احادیث بھی امورِ بالا کی مزید وضاحت کر رہی ہیں۔ دوسری حدیث میں کتے کے علاوہ بلّی کی بیع سے منع فرمادیا۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتّے اور بلّی کی قیمت سے منع فرمایا۔

(۶) نر سے جفتی کروانا:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کے جفتی کروانے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

کسی اچھی نسل کے نر سے جفتی کرانا بذاتِ خود کوئی مذموم فعل نہیں لیکن اس پر اُجرت وصول کرنا اور اسے پیشہ بنا لینا حرام ہے۔

(۷) فالتو پانی کی فروخت:۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ فَضْلِ الْمَاءِ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ضرورت سے زائد پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

یعنی اپنا کھیت سیراب کر لینے کے بعد اگر پانی زائد ہے۔ اور ہمسایہ بھائی ضرورتمند ہے۔ تو اس سے اس کی قیمت وصول نہ کی جائے۔ بلکہ انسانی ہمدردی اور ایثار سے کام لینا چاہیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③

سُود

موجودہ دور میں تجارت اور سود کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تاجر لوگ بسا اوقات بنکوں سے قرضے لے کر اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔ اس طرح اپنی حلال کمائی میں حرام کی آمیزش کر لیتے ہیں۔ لہٰذا سود کے متعلق معلومات حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام جو ہمارے ہاں فی الوقت رائج ہے میں سود ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ طبقاتی تقسیم کو فروغ دیتا ہے۔ امیر و غریب کے درمیان جو خلیج پہلے سے حائل ہوتی ہے۔ اس کو وسیع سے وسیع تر کرتا چلا جاتا ہے۔ انسان میں خود غرضی، تنگ دلی اور شقاوت جیسے اخلاق رذیلہ کی پرورش کرتا ہے۔ اور غریب عوام کے استحصال کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ حکومت بنکوں کی سرپرست ہونے کی بنا پر انہی کے مفادات کا پورا تحفظ کرتی ہے۔ جس سے بنکوں کو ضرورت مند اور غریب عوام کے خون چوسنے کا پورا پورا موقع میسر آتا جاتا ہے۔ اسی حقیقت کی طرف خداوند تعالیٰ نے درج ذیل آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۔ ۳۰:۳۸

جو رقم تم سود پر دیتے ہو تاکہ وہ لوگوں کے مال میں پھلے پھولے۔ تو یہ مال اللہ کے ہاں نہیں پھولتا پھلتا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت بالا میں الفاظ لیربوا فی اموال الناس" کس وضاحت سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ انہی خرابیوں کی بنا پر سود کو قطعاً حرام قرار دیا گیا۔ اور اس جرم کا شمار بڑے بڑے دکبائر گناہوں میں ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ۲/۲۷۵

وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں ایسے کھڑے ہوتے ہیں جیسے کسی کو شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔

یہاں سود خور کی مثال ایک ایسے دیوانے سے دی گئی ہے۔ جسے خود غرضی اور شقاوت قلبی نے اندھا کر دیا ہو۔ اور وہ ایسے دلائل تلاش کرنے لگے جن سے تجارت اور سود کو یکساں ثابت کیا جا سکے۔ حالانکہ اگر اس کی عقل صحیح کام نہیں کرتی۔ تب بھی اس کے لیے سود کی حرمت کے لیے بھی فرق کافی تھا۔ کہ اللہ نے بیع کو جائز قرار دیا ہے اور سود کو حرام۔

سود اور بیع میں فرق

یہاں بیع سے مضاربت ہی مراد ہو سکتی ہے۔ جس کا سود سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ سود اور مضاربت کا فرق بالکل واضح ہے۔ مضاربت میں فریقین میں اخوت اور ہمدردی کے جذبات ہوتے ہیں۔ کیوں کہ وہ نفع اور نقصان دونوں میں شریک ہوتے ہیں۔ جب کہ سود خور کے حصہ میں محض خود غرضی اور شقاوت آتی ہے اور اسے صرف اپنے مفاد کی فکر ہوتی ہے۔ اسے دوسرے فریق کے نفع نقصان سے کچھ غرض نہیں ہوتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سود کو ختم کر کے اس کی جگہ لوگوں میں ایثار کا جذبہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۔ ۳/۳۵

اللہ تعالیٰ سود کو ختم کرتا ہے ۔ اور صدقات کی پرورش کرتا ہے ۔

سود صرف شخص واحد کی ہوس زر کو پورا کرتا ہے ۔ مگر دوسروں کو اس سے نقصان پہنچتا ہے ۔ لیکن صدقات سے عوام الناس کی فلاح و بہبود مقصود ہوتی ہے لہٰذا اللہ کے ہاں صدقات ہی پسندیدہ ہیں ۔

ایک اور مقام پہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۲/۲۷۹

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو ، اگر تم مومن ہو سو اگر ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول ؐ کے ساتھ اعلانِ جنگ کر دو ۔ اور اگر توبہ کرو تو پھر راس المال تو تمہارے لیے ہے ہی (یعنی اصل رقم کے حق دار ہو) نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم ہو ۔

آیت بالا کے آخری الفاظ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ سودی معاملات کو ختم کرنے کی نہایت احسن صورت ہے ۔ کہ سود خوار مقروض سے سود لے کر اس پر ظلم نہ کرے ۔ اور مقروض اس کا راس المال ہی نہ دبا بیٹھے ۔ اور اس طرح وہ ظلم کا مرتکب نہ ہو ۔ فریقین کو چاہیئے کہ وہ اس راس المال کو قرض ہی تصور کریں ۔ اور مقروض بھی اصل رقم کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے

سود کی حرمت ؟

اتنے سخت احکام کے باوجود ہمارے نام نہاد مسلم معاشرے میں سود دن بدن زور پکڑ رہا ہے ۔ ہماری ذہنیت مدینہ اور خیبر کے ان یہودیوں جیسی ہو گئی ہے جنہوں نے کہا تھا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ! ہم بھی سود کو حلال ثابت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے درپے ہو چکے ہیں۔ ہمارا ایک طبقہ سود کی بعض جزئیات کو حلال کرنے کی مکمل کوشش میں مصروف ہے۔ سود اور سودی کاروبار اس طرح قوم کے رگ و ریشے میں سرایت کر گیا ہے۔ کہ ہر ایک اس سے شعوری اور غیر شعوری طور پہ متاثر ہو رہا ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے۔ جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی اَحَدٌ اِلَّا اٰکِلُ الرِّبٰو فَاِنْ لَمْ یَاْکُلْهُ اَصَابَهٗ مِنْ بُخَارِهٖ" (وَرُوِیَ مِنْ غُبَارِهٖ)

(رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ہر کوئی سود کھانے والا ہو گا۔ اور اگر سود نہ کھائے تو بھی اس کا بخار (اور دوسری روایت میں الفاظ ہیں (اس کا غبار") اسے ضرور پہنچ کر رہے گا۔

آج کا دور ایسا ہی دور ہے۔ اس میں ایک مسلمان اگر نیک نیتی سے سود سے بچنا بھی چاہیے۔ تو اس کو کئی مقامات پر الجھنیں پیش آتی ہیں۔ مثلاً آج کل جو شخص بھی کوئی گاڑی (سکوٹر، کار، بس، ٹرک وغیرہ خریدے گا۔ اُسے لازماً بیمہ کرانا پڑے گا۔ ہمارے ہاں یہ قانون ہے۔ کہ جب تک گاڑی کا بیمہ نہ کرایا جائے۔ وہ قابل استعمال نہیں ہو سکتی۔ اور بیمہ جیسا کہ ہم آئندہ انشاء اللہ ایک مستقل باب میں اس کی وضاحت کریں گے) سود قمار اور بیع غرر سے ترکیب پاتا ہے۔

پراویڈنٹ فنڈ

اسی طرح سرکاری ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ کا مسئلہ ہے [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ رقم تو ان کی اپنی تنخواہ میں سے ماہوار وضع ہوتی ہے اور جمع ہوتی رہتی ہے ساتھ ہی سود در سود کے حساب سے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اب اس سود کی رقم کا کیا کیا جائے۔ یہ مسئلہ خاصی الجھن کا سبب بنا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے چند ایک مصلحتوں کے پیش نظر اس کو لے لینا جائز قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ اسے خود استعمال نہ کیا جائے۔ بلکہ:۔

(ا) غریبوں اور یتیموں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(ب) اگر کبھی بینک سے قرضہ لینے کی ضرورت پڑے۔ تو اس سود کی جگہ یہ رقم ادا کر دی جائے۔

(ج) گورنمنٹ جو ناجائز قسم کے ٹیکس عاید کرتی ہے۔ ایسی مدات میں یہ سود کی رقم صرف کر دی جائے۔

مگر جب ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو یہ ساری مصلحتیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ لہذا اس گندگی سے بہر صورت پرہیز لازم ہے۔ پہلی صورت بظاہر بڑی مستحسن نظر آتی ہے۔ مگر خدا کا یہ ارشاد ملاحظہ ہو۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ۔ ۲/۲۶۷

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو۔ اور ہم نے تمہارے لیے جو کچھ زمین سے نکالا ہے۔ اس میں سے ناپاک چیز خرچ کرنے کا قصد مت کرو۔

یہاں انفاق فی سبیل اللہ میں پاک کمائی صرف کرنے کی تاکید کی جا رہی ہے۔ اور ناپاک کمائی سے منع کیا جا رہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سود کبھی پاک نہیں ہو سکتا۔

دوسری اور تیسری صورت اس سے بھی قبیح تر ہے۔ کہ انسان سود لے بھی اور دے بھی۔ صرف اپنی ذات پہ خرچ نہ کرے۔ تو ایک مسلمان کے لیے یہ جسارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت ہی خطرناک ہے۔ جو بالآخر اسے مکمل سود کی لپیٹ میں لے آئے۔ نعمان بن بشیر کی مشہور حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اس کے الفاظ ہیں من وقع فی الشبہات وقع فی الحرام جو شبہ والی چیزوں میں پڑا۔ وہ بالآخر حرام ہی میں جا پڑا) کا ان لوگوں کے پاس کیا جواب ہے۔

لہٰذا ایک مسلمان کے لیے محفوظ ترین راستہ یہی ہے۔ کہ مصلحت کوشیوں کو خدا کے سپرد کرے۔ اور بہر حال اپنے آپ کو اس نجاست سے محفوظ رکھے۔

اس کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو محض پیسہ کی حفاظت کی خاطر بنک میں حساب کھولتے ہیں۔ ان کے لیے دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ چالو حساب کھولیں۔ اور سود سے دست بردار ہو جائیں۔ دوسرے سیونگ حساب کھول کر سود بھی وصول کریں وہ لوگ جو سود سے بچنا ضروری سمجھتے ہیں وہ عموماً چالو حساب ہی کھولتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بھی مخالف فریق کا ایک وزنی اعتراض موجود ہے۔ وہ یہ کہ اگر سود بنک کے پاس ہی چھوڑ دیا جائے۔ تو بنک اس رقم سے مزید سودی کاروبار کرے گا۔ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک :-

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

گناہ اور زیادتی والے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو۔

کی خلاف ورزی ہے۔ اس الجھن کا حل میری ناقص عقل میں تو یہی ہے۔ کہ چند

نوٹ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر اس مجبوری کا کوئی حل ہے بھی؟ بعض علماء نے ایسی صورت حال میں پہلی شق ہی کو ترجیح دی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ تبدیل ید سے احکام شریعت بدل جاتے ہیں۔ میرے پاس جو سود کی رقم ہے۔ میں اسے صدقہ کر دوں۔ تو صدقہ لینے والے کے لیے وہ سود تصور نہ ہوگا۔ وہ اسے ہر جائز مصرف میں لا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ صورت مشتبہ یا دوسری اضطراری صورتوں میں یہی حل جواز کی حد تک قابل عمل ہو سکتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باحیثیت محلہ دار مل کر اپنے پیسہ کی حفاظت کا کوئی معقول انتظام سوچ لیں۔ کسی معتبر آدمی کو امین قرار دے کر امانتیں اس کے سپرد کی جا سکتی ہیں۔ پھر اس کو ادارہ کی شکل دے کر اور بھی کئی مفید کام سوچے جا سکتے ہیں۔ ایسے اداروں کا قیام آج کل تو فرض کفایہ کی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ لہذا معتبر و صاحب استطاعت مسلمانوں کو اس طرف ضرور توجہ دینی چاہیئے۔ اور اس جمع شدہ رقم سے مضاربت کی شکل پر کاروبار چلائیں۔ تاکہ لوگوں کو سود کے بجائے حلال رزق منافع میں مل سکے۔ اگر آپ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ تو اللہ ضرور یہ راستہ آسان فرما دے گا۔

سود، بہت بڑا گناہ ہے

اب سود کے متعلق چند ارشادات نبوی بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے دینے والے اس کی دستاویز لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا کہ یہ سب لوگ (گناہ میں) برابر کے شریک ہیں۔

شراب کی طرح سود بھی تمام متعلقہ آدمیوں کو حرمت کی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اور انہیں برابر کے مجرم بنا دیتا ہے۔ اس جرم کا اندازہ بھی حضور کی زبانی سنیئے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سود کے اگر ستر حصے کیے جائیں۔ تو اس کا کمزور حصہ بھی (گناہ میں) اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ یوں فرمایا:۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً"۔ (رواہ احمد والدارمی)

حضرت عبداللہ بن حنظلہ (غسیل ملائکہ) سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سود کا ایک درہم جو آدمی کھاتا ہے۔ اور وہ (اس کے سودی ہونے کو) جانتا ہے۔ وہ گناہ میں چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

لہٰذا ہم مسلمانوں پر لازم ہے۔ کہ نہ صرف خود ہی سود سے بچیں۔ بلکہ اس لعنت کو حتی المقدور اپنے معاشرہ سے بھی ختم کرنے کی کوشش کریں۔

سود کی مختلف شکلیں

سود دراصل اصل رقم سے "کچھ زیادہ" لینے کا نام ہے۔ یہ زائد رقم مقروض کو مہلت کے عوض ادا کرنا پڑتی ہے۔ سود خور اپنی رقم ایک مقررہ شرح سے اور ایک طے شدہ مدت تک سود وصول کرتا رہتا ہے۔ یہ شرح ضرورت مند کی ضرورت کے مطابق کم و بیش کر لی جاتی ہے۔ بعد میں مدت جتنی زیادہ ہوتی جائے۔ سود اسی شرح سے بڑھتا جاتا ہے۔ پھر ہر سال یا چھ ماہ یا تین ماہ کے بعد (حسب معاہدہ) سود بھی اصل رقم شمار ہو کر سود در سود کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔ یہ سود کی عام مروّجہ صورت ہے۔ جس میں مہلت کے عوض "زیادتی" ادا کرنا پڑتی ہے۔ اس کو شرعی اصطلاح میں "ربا النسیئۃ" کہتے ہیں۔

پھر سود کی ایک اور شکل بھی ہے۔ یعنی ہاتھوں ہاتھ لین دین میں کمی بیشی کرنا۔ مثلاً ریز گاری دینے والا یا کرنسی کی تبدیلی کرنے والے۔ یہ لوگ بازار کی مقررہ قیمت سے (دیتے وقت) کم دیتے ہیں۔ اور لینا ہو تو زیادہ لیتے ہیں۔ بنک بھی یہ کام کرتے ہیں یا بسا اوقات لوگ اپنے مقروض سے دبلا سود قرضہ کی صورت میں (کسی نہ کسی انتفاع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صورت پیدا کر لیتے ہیں۔ چوں کہ یہ سب سود کے چور دروازے ہیں۔ لہٰذا ان سب صورتوں کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اس طرح کے سود کو شرعی اصطلاح میں "ربا الفضل" کہتے ہیں۔ اب ربا الفضل اور اس کی مختلف اقسام کے متعلق حضور کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ: جَاءَ بِلَالٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِیٍّ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مِنْ اَیْنَ ھٰذَا؟ قَالَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِیٌّ فَبِعْتُ مِنْہُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ: قَالَ: اَوَّہْ عَیْنُ الرِّبٰوا، عَیْنُ الرِّبٰوا، لَا تَفْعَلْ وَلٰکِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِیَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَیْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِہٖ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ بلالؓ رسول اللہ کے پاس برنی کھجور (عمدہ قسم کی) لائے۔ آپؐ نے فرمایا "کہاں سے لائے" کہا ہمارے پاس ناکارہ کھجوریں تھیں تو میں نے ایک صاع کے بدلے دو صاع کے حساب سے بیچ دیں۔ آپؐ نے فرمایا" اوہ خالص سود خالص سود! ایسا مت کرو۔ ہاں جب ایسا ارادہ ہو تو اپنی کھجور الگ بیچو اور دوسرے سودے سے خود خرید لو (یعنی ان کو پہلے قیمتاً فروخت کرو۔ پھر اس رقم سے عمدہ کھجوریں خرید لو) دوسرا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ شِرَی التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ اَیَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا یَبِسَ فَقَالَ نَعَمْ فَنَہَاہُ عَنْ ذٰلِکَ۔

(رواہ مالک والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ)

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تازہ کھجور کے عوض خشک کھجور خریدنے کے متعلق پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تازہ کھجور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خشک ہو کر (وزن میں) کم ہو جاتی ہے۔" کہا "ہاں"۔ پس آپ نے اس سے منع فرمایا۔

ربا الفضل کے متعلق عام حکم یوں ارشاد فرمایا:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمَرُ بِالتَّمَرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ یَدًا بِیَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی، اَلْاٰخِذُ وَالْمُعْطِیْ فِیْہِ سَوَاءٌ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ سونا سونے کے بدلے چاندی چاندی کے عوض، گندم گندم کے، جو جو کے کھجور کھجور کے بدلے، اور نمک نمک کے بدلے۔ ایک ہی جیسے (وزن میں) اور دست بدست خرید و فروخت جائز ہے۔ پس جس نے زیادہ لیا یا زیادہ کا مطالبہ کیا اس نے سود کھایا۔ لینے والا اور دینے والا دونوں (گناہ میں) برابر کے شریک ہیں۔

اس حدیث میں چھ اجناس شمار کی گئی ہیں۔ سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک۔ اگر ان کی برابر برابر دست بدست سودا بازی کی جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر پھر ایسے تبادلہ کی ضرورت ہی کیا ہے؟

ظاہر ہے کہ چیزوں کے تبادلہ کی ضرورت اسی صورت میں پیش آسکتی ہے جب کہ ایک جنس قدرے ناقص ہو اور دوسری نسبتاً بہتر ہو۔ جیسے حضرت بلالؓ نے تبادلہ کیا۔ لیکن آپ نے انہیں منع فرما دیا۔ دراصل شریعت ہم سے یہ مطالبہ کرتی ہے۔ کہ اگر اپنے بھائی سے اتنا ایثار کر سکو کہ اس کو ناقص چیز کے عوض اتنی ہی مقدار میں اچھی چیز دے دو تو بہت خوب ہے۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو دونوں جنسوں کی قیمت بازار کے موجودہ نرخوں کے حساب سے متعین کرو۔ پھر اسی حساب سے آپس میں تبادلہ کر لو۔ ایک کو بیچ کر دوسری خرید لو۔ براہِ راست تبادلہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"زیادہ ستانی" کی ہوس پرورش پاتی ہے۔ جو بالآخر سود کے دروازوں تک لے جاتی ہے۔ اور اسلام کا یہ طریقہ ہے۔ کہ وہ جس چیز کو حرام قرار دیتا ہے۔ اس کے چور دروازوں پر بھی پہرے بٹھا دیتا ہے۔ تاکہ کہیں سے بھی اندر داخل ہونے کی گنجائش نہ رہے۔

مقروض سے ہدیہ وصول کرنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ الّا یہ کہ مقروض اور قرض خواہ کے درمیان پہلے سے بھی ایسے ہدیہ کے تبادلہ کے تعلقات موجود ہوں ارشاد نبوی ملاحظہ فرمائیے:۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَقْرَضَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلَا یَاْخُذْ هَدِیَّةً۔ (رواہ البخاری)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو قرض دے۔ تو پھر اس سے ہدیہ قبول نہ کرے۔

دوسرا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ یَشْفَعُ لِاَحَدٍ شَفَاعَةً فَاَهْدٰی لَهٗ هَدِیَّةً عَلَیْهَا فَتَقَبَّلَهَا فَقَدْ اَتٰی بَابًا عَظِیْمًا مِنْ اَبْوَابِ الرِّبٰوا۔ (ابو داؤد)

حضرت ابو امامۃؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو کوئی کسی شخص کی سفارش کرے۔ پھر وہ اس سفارش کے عوض اس سفارش کنندہ کو کوئی تحفہ بھیجے اور وہ اسے قبول کرلے تو وہ سود کے دروازے میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہوگیا۔

اب حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی زبانی ایک اور قسم کے سود کی تعریف سنیئے

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَلَقِیْتُ عَبْدَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ بن سلام فقال انک بارض فیھا الربوا فاش فاذا کان لک علی رجل حق فاھدی الیک حمل تبن او حمل شعیر او حبل قت فلا تأخذہ فانہ ربوا۔ (رواہ البخاری)

حضرت ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے۔ کہ میں مدینہ آیا تو عبداللہ بن سلام سے ملا۔ انہوں نے کہا کہ تو اس سرزمین میں رہتا ہے جہاں علانیہ سود کا رواج ہے۔ سو اگر تیرا کسی شخص پر حق (قرضہ) ہو اور وہ تجھے بھس کا گٹھا، یا جو یا گھاس کا گٹھا ہدیہ دے۔ تو مت قبول کر۔ کیوں کہ وہ سُود ہے۔

ذیل میں سود کی ایک ایسی قسم درج کی جاتی ہے۔ جس کا ہمارے ہاں عام رواج ہے۔ اور کسی کو یہ احساس تک نہیں کہ اس قسم کی سودا بازی بھی سود ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیعتین فی بیعۃ۔ (رواہ مالک۔ والترمذی وابوداؤد والنسائی) ولابی داؤد من باع بیعتین فی بیعۃ فلہ اوکسھما او الربا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی چیز کو دو مختلف صورتوں میں بیچنے سے منع فرمایا (یعنی نقد کم قیمت پر اور ادھار زیادہ قیمت پر (کیوں کہ یہ بھی سُود ہے)

اور ابوداؤد میں ہے "جس کسی نے ایک چیز دو مختلف صورتوں میں بیچی۔ تو خریدار کم قیمت والی کا مستحق ہے۔ یا پھر وہ سود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴)

بیمہ اور انعامی بانڈ

موجودہ زمانہ کی لعنتوں میں سے ایک اور لعنت بیمہ ہے۔ جو پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ اسے بھی حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ بلکہ بعض جگہ تو مجبوراً زندگی اور املاک کا بیمہ کرانا پڑتا ہے۔ ملک کے طول و عرض میں بیشمار بیمہ کمپنیاں بیمہ کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ پہلے تو یہ کمپنیاں صرف زندگی اور املاک کا بیمہ کرتی تھیں اب انہوں نے اپنا دائرہ کار وسیع کر لیا ہے۔ یہ لوگ بھی چونکہ اپنے کاروبار کے جواز کے فتوے ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ اور جاہل عوام کو ہر طرح پھانسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا بیمہ اور اس کے اجزائے ترکیبی پر غور کرنا بہت ضروری ہے۔

بیمہ اور اس کی شرائط:۔

بیمہ کمپنیاں زیادہ تر زندگی اور املاک مثلاً عمارات، موٹریں، بسیں، جہاز کارخانے وغیرہ کا بیمہ کرتی ہیں۔ طریق کار یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے۔ تو بیمہ کمپنی کا ڈاکٹر آکر اس کی صحت کا معائنہ کر کے اندازہ کرتا ہے۔ کہ یہ بیمہ دار اتنی مدت مثلاً ۲۰ سال تک طبعی طور پر زندہ رہنے کے قابل ہے اب بیمہ کمپنی اور بیمہ دار کے درمیان ایک معاہدہ طے پاتا ہے۔ بیمہ دار جتنی رقم کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیمہ کرانا چاہتا ہے۔ اسے سالانہ اقساط میں تقسیم کر کے بالاقساط بیمہ کمپنی کو دیتا رہتا ہے۔ شرائط بالعموم یہ ہوتی ہیں۔

(۱) اگر بیمہ دار اپنی مدت مقررہ تک زندہ رہے۔ اور اقساط ادا کرتا رہے۔ تو اس مدت کے اختتام پر اس کو اس کی تمام جمع شدہ رقم مع مقررہ شرح سود (جسے بیمہ کمپنی کی اصطلاح میں ایک معصوم سا نام "بونس" دیا گیا ہے۔ ادا کر دی جاتی ہے۔

(۲) اگر دورانِ مدت بیمہ، بیمہ دار طبعی طور پر یا کسی حادثہ کے نتیجہ میں مر جاتا ہے۔ تو اس کی اب تک کی جمع شدہ رقم مع شرح سود اس کے ورثار کو (جنہیں وہ خود ہی معاہدہ میں نامزد کر چکا ہوتا ہے) مل جاتی ہے۔ اور ادائیگی اقساط کی مدت جتنی کم ہو۔ اتنی ہی شرح سود زیادہ ہوتی ہے۔

(۳) اگر بیمہ دار کسی خاص مجبوری سے یا بالارادہ اقساط دینا چھوڑ دے۔ تو پہلی ادا کردہ اقساط بحق کمپنی ضبط متصوّر ہوتی ہیں۔ اِلّا یہ کہ پالیسی پھر سے شروع کر دی جائے۔ اور درمیانی اقساط بھی یک مشت ادا کر دی جائیں۔ کچھ مدت پہلے تو پالیسی چھوڑنے کی صورت میں اپنی ادا کردہ رقم کی واپسی بہرحال ناممکن تھی۔ آج کل (مدت معاہدہ سے قبل پالیسی سرینڈر کروانے پر ٪۶۰ رقم واپس مل جاتی ہے)

نوٹ:۔ اب ہر سرکاری نیم سرکاری ملازم کا بیمہ لازمی ہے۔ اس کی موت کی صورت میں ورثار کو مقررہ رقم ادا کر دی جاتی ہے۔ اس کی قسط حکومت یا ادارہ ادا کرتا ہے۔

املاک کے بیمہ میں بھی عموماً یہی شرائط طے پاتی ہیں۔

بیمہ پالیسی کا تجزیہ:۔

اب اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ بیمہ پالیسی تین بڑے بڑے جرائم سے ترکیب پاتی ہے۔ شرط نمبر ایک صاف واضح ہے۔ کہ یہ سودی کاروبار ہے۔ جس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمت میں کسی قسم کا شک نہیں۔ شرط نمبر ۲ قمار یا جُوا سے متعلق ہے۔ ایک آدمی ایک آدھ قسط ادا کرنے کے بعد جاں بحق ہو جاتا ہے۔ تو اس کی ادا کردہ رقم سے کئی گنا زائد رقم اسے کیوں کر مل جاتی ہے۔ تھوڑی سی محنت کے بعد اتفاقی طور پر بہت زیادہ رقم کا مل جانا، اسی کا نام قمار اور جُوا ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی بنا پہ اپنی اقساط جاری نہیں رکھ سکتا۔ تو شریعت اس کی جمع شدہ رقم ساری یا اس کا کچھ حصہ ضبط کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتی۔

(۴) جُوا اور سُود کے علاوہ بیمہ میں جو مزید شرعی قباحت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ معاملہ کرتے وقت نہ بیمہ دار کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنی اقساط ادا کرے گا۔ اور نہ بیمہ کمپنی کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا وصول کر سکے گی۔ اور اسے کیا کچھ ادائیگی کرنا پڑیگی لہذا یہ سودا بازی بیع غرر (دھوکہ کی بیع) ہوگی جو قطعاً ناجائز ہے۔ (بیع غرر کی مفصل تعریف اپنے مقام پہ ملاحظہ فرمائیے)

انعامی بانڈ

سُود اور قمار بازی چوں کہ قطعی طور پہ حرام ہیں۔ لہذا سود خور اور قمار باز خواہ وہ حکومت ہی ہو) ان کی عام شکل میں کچھ تبدیلی کر کے ان چیزوں کو نئے روپ میں پیش کر کے لوگوں کو پھانستے رہتے ہیں۔ قمار کی تعریف یہ ہے۔ کہ "محنت کے بغیر کسی گراں قدر رقم کا بطور حق مل جانا"۔ اب نچلی سطح پر تو یہ اخلاقی جرم قرار دیا گیا ہے۔ اور قمار خانوں پر چھاپے بھی آئے دن پڑتے رہتے ہیں مگر ریس کورس اور لاٹریاں وغیرہ بھی تو سب قمار ہی کی شکلیں ہیں۔ لیکن ان سے چوں کہ "مہذب" لوگوں کو واسطہ پڑتا ہے۔ لہذا یہ قانوناً جائز متصور ہوتی ہیں۔ جب کہ شرعاً ان کا کوئی جواز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ شکل بدلنے یا نام بدلنے سے حقیقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قرآن کریم نے جُوا کے لیے قمار کے بجائے لفظ ہی مَیسر استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی ہیں آسانی سے دستیاب ہو جانے والی چیز یا رقم۔ ارشادِ ربّانی ہے:۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔ (۲/۲۱۹)

اے رسُول آپؐ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پُوچھتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ الخ (۵/۹۰)

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور آستانے اور فال لگانے کے تیر سب شیطانی عمل کی وجہ سے ناپاک ہیں۔

انعامی بانڈ بھی دراصل سُود اور جوئے کی ایک مرکّب شکل ہے۔ حکومت عوام الناس سے سُود کا نام لیے بغیر رقم حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تو اس نے ایک نہایت خوبصورت سا نام وضع کر لیا ہے۔ اس طرح یہ کاروبار بھی دھڑا دھڑ شروع ہو گیا۔ ہر دو ماہ بعد جو انعامات تقسیم ہوتے ہیں۔ وہ دراصل اس جمع شدہ رقم کا دو ماہ کا سود ہوتا ہے جو سب حصہ داروں میں یکساں تقسیم کرنے کے بجائے چند ایک کو بذریعہ قرعہ اندازی دے دیا جاتا ہے۔ یہاں اس ناپاک چیز "سود" کا نام "انعام" رکھ دیا گیا ہے۔ قرعہ اندازی سے یہ رقم کسی کو عطا کرنا، یہی کچھ لاٹری میں ہوتا ہے۔ اور یہ سب قمار کی ہی مختلف شکلیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵

ذخیرہ اندوزی کنٹرول اور بلیک مارکیٹ

زمیندار اور تاجر لوگ اپنی ہوسِ زر پوری کرنے کے لیے بسا اوقات زمین سے حاصل شدہ یا خرید کردہ جنس کی فروخت بند کر دیتے ہیں۔ اس انتظار میں کہ جب بھاؤ گراں سے گراں تر ہو جائے۔ تو اس وقت فروخت کر کے زیادہ سے زیادہ نفع کمائیں۔ اسی کا نام ذخیرہ اندوزی ہے۔ اور شرعی اصطلاح میں اسے "احتکار" کہا جاتا ہے۔ اور یہ احتکار حرام ہے۔ ذخیرہ اندوزوں نے اسے "آزاد تجارت" کا معصوم سا نام دے کر حلال وطیب بنانے کی کوشش کی ہے۔ مگر درحقیقت غریب عوام کا استحصال ہے۔

ذخیرہ اندوزی کا ملکی معیشت پر اثر :-

ذخیرہ اندوزی ملکی معیشت پر یوں اثر انداز ہوتی ہے۔ کہ بہت سی جنس بازار میں جانے سے رُک جاتی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جنس کا بھاؤ تیز ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جس کا بار غریب عوام پر پڑتا ہے۔ جب کہ زمیندار اور تاجر اپنی محفوظ کردہ جنس کی بدولت بہت زیادہ فائدہ اٹھا جاتے ہیں۔

ذخیرہ اندوزی اور بنک کا کردار :-

بعض دفعہ تاجر لوگ بنک سے مزید قرضہ حاصل کرنے کے لیے اپنی جنس بنک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تحویل میں دے دیتے ہیں۔ یہ گویا "زرضمانت" ہے۔ جسے عرف عام میں (PLEDGE) کہا جاتا ہے۔ اس زرِضمانت کے عوض بنک قرضہ دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ یہ کاروبار اب اتنا عام ہوگیا ہے کہ منڈی کا ہر تاجر اسی کوشش میں مصروف نظر آتا ہے۔ کہ اپنی جنس بنک کے پاس رکھ کر زیادہ سے زیادہ سُودی قرضہ حاصل کر سکے۔

سرمایہ دار اور بنک کی ملی بھگت سے غریب عوام پر گرانی کی دوہری لعنت مسلط ہو جاتی ہے۔ موجودہ گرانی کا ایک بڑا سبب بھی یہی ہے۔ اس کاروبار میں بنک اس لحاظ سے فائدہ میں رہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ رقم سُودی کاروبار پر لگا سکتا ہے جب کہ زرضمانت اس کے پاس پہلے سے ہی موجود ہے۔ اور سرمایہ دار اس بات سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ اس کی محفوظ جنس کا بھاؤ بڑھ جاتا ہے۔ اور آئندہ کے لیے وہ مزید رقم لے کر کاروبار وسیع کرتا اور نفع کماتا ہے۔ ذخیرہ اندوزی کے یہ تباہ کن اثرات حکومت کی نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ اور اب تو حکومت مجبوراً ایسا قانون بنانے پر غور کر رہی ہے۔ جس سے (PLEDGING) کے کاروبار کو قانوناً بند کر دیا جائے۔

ارشادات نبوی:۔

اب احتکار کے متعلق ارشاداتِ نبویؐ ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَكِرُ إِنْ أَرْخَصَ اللّٰهُ الْأَسْعَارَ حَزِنَ وَإِنْ أَغْلَاهَا فَرِحَ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان ورزین)

"حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔" ذخیرہ اندوز بہت بُرا آدمی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بھاؤ ارزاں کر دے تو اسے غم لگ جاتا ہے۔ اور اگر تیز ہو جاتے تو وہ خوش ہوتا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذخیرہ اندوز ملعون ہے۔

ارشادِ نبوی ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَالِبُ مَرْزُوقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ۔

(رواہ ابن ماجۃ والدارمی)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بازار میں سودا لانے والے کو رزق ملتا ہے۔ اور ذخیرہ اندوز ملعون ہے۔

زیادہ نفع کمانے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے فروختنی مال کو جلد از جلد فروخت کر کے اسی رقم سے نیا مال خرید کر پھر فروخت کرتے جائیں۔ اور ایک سال کئی بار یہ چکر چلتا رہے۔ یہ صورت شرعی نقطہ نظر سے پسندیدہ اور ملکی معیشت کے لیے بھی بہت مفید ہے۔ دوسری صورت ذخیرہ اندوزی ہے۔ جو مذموم بھی ہے۔ اور ملکی معیشت پر تباہ کن اثرات کی حامل بھی۔ اسی لیے حضور نے ذخیرہ اندوز پر لعنت فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِينَ يَوْمًا يُرِيدُ بِهِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللهِ وَ بَرِئَ اللهُ مِنْهُ۔ (رزین)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی اجناس (اشیائے خورد و نوش) کو مہنگا ہونے کے ارادہ پر روک رکھے۔ بیشک وہ اللہ سے بیزار ہے۔ اور اللہ اس سے بیزار ہے۔

ذخیرہ اندوزی کا دائرہ:۔

ویسے تو ہر چیز کی ذخیرہ اندوزی ہو سکتی ہے۔ لیکن احادیث میں احتکار کا اطلاق عموماً طعام کے لیے آیا ہے۔ اور جو جنس بھی کھانے پینے کے استعمال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آتی ہے (یعنی تمام اجناس خوردنی اور اشیائے خورد و نوش) یہ احکام درجہ بدرجہ لاگو ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے گندم پھر چاول چینی، نمک اور مصالحے دالیں وغیرہ۔

ذخیرہ اندوز دراصل عوام کی معاشی ابتری اور اقتصادی بدحالی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی غرض سے اجناس کا ذخیرہ کرتا ہے۔ آخر جب اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہیں۔ اور عوام گرانی کے ہاتھوں فاقہ کشی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ تو وہ ان کی نازک حالت پر رحم کرنے کے بجائے ان کی مجبوری میں ان کا زیادہ سے زیادہ استحصال کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احتکار اتنا بڑا ظلم ہے۔ کہ اگر بعد میں ذخیرہ کی ہوئی جنس صدقہ بھی کر دی جائے تو بھی اس گناہ کا کفارہ نہیں بن سکتی۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِہٖ لَمْ یَکُنْ لَہٗ کَفَّارَۃً۔ (رزین)

"حضرت ابو امامہ سے مروی ہے۔ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص غلہ کو چالیس دن تک بند رکھے۔ پھر اسے صدقہ کر دے تو بھی اس کا کفارہ ادا نہیں ہو سکتا۔"

رہی ایسی اشیاء جن کا تعلق خورد و نوش سے نہیں مثلاً عمارتی سامان، کپڑا وغیرہ تو ان میں ذخیرہ اندوزی سے بچنا ہی بہتر ہے۔

کنٹرول

احتکار کے علاوہ ایک اور چیز بھی بازار سے اشیائے ضرورت کے غائب اور نتیجتہً گراں ہونے کا سبب بنتی ہے وہ کنٹرول ہے۔ جس چیز پر حکومت کنٹرول کر لیتی ہے۔ وہ ضرورت کے مطابق عوام کو مہیا نہیں کر سکتی ورنہ اس کے کنٹرول کرنے کا کوئی جواز ہی نہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کی بلیک مارکیٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ت زیادہ چڑھ جاتی ہے ۔ کوئی چیز کسی وقت بھی درحقیقت بازار سے ناپید
ں ہوتی ۔ بلکہ خفیہ طور پر مہنگے داموں فروخت ہونے لگتی ہے ۔ لہٰذا کنٹرول کے
مراثرات اس کے نفع بخش اثرات سے بڑھ جاتے ہیں ۔ عہدِ نبوی میں ایک دفعہ
کے بھاؤ چڑھنے لگے ۔ یہ صورتِ حال آپ کے سامنے رکھ کر آپ سے کنٹرول
استدعا کی گئی ۔ تو آپ نے فرمایا :۔

إِنَّ اللهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَإِنِّي لَأَرْجُوا أَنْ أَلْقَى
ي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطْلِبُنِي بِمَظْلَمَةٍ بِدَمٍ وَلَا مَالٍ ۔

(رواہ الترمذی ابوداؤد وابن ماجۃ)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی نرخ مقرر کرنے والا، رزق کا تنگ کرنے اور فراخ کرنے والا ۔
روزی دینے والا ہے ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میں اپنے رب سے اس حال میں ملوں
مجھ پر کسی کا کوئی خونی یا مالی حق نہ ہو۔"

حدیث بالا کا آخری حصہ قابلِ توجہ ہے ۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ "میں چاہتا ہوں کہ
اپنے رب کو اس حال میں ملوں کہ مجھ پر کسی کا کچھ خونی یا مالی حق نہ ہو"۔ معلوم ہوا کہ
یار پر کنٹرول کرنا، بائع پر یا مشتری پر کسی نہ کسی پر ظلم ضرور ہے ۔ جس کی ذمہ داری
پؐ قبول کرنے پر آمادہ نہیں ۔

کنٹرول کے موقع پر جابجا اس چیز کے ڈپو مقرر کر دیئے جاتے ہیں ۔ جہاں سے
چیز کنٹرول کے نرخ پر دستیاب ہو سکے ۔ اور حکومت کے منظور شدہ کارڈوں پر
کے یہ طریقہ طرح طرح کی بددیانتی کو جنم دیتا اور فروغ بخشتا ہے ۔ سب سے زیادہ بددیانتی
ڈپو ہولڈر کرتے ہیں ۔ جو کسی صاحبِ حق اور صحیح مستحق شخص کو ٹرخاتے اور کسی دوسرے
بطور رشوت) زیادہ دے کر نوازتے ہیں ۔ علاوہ ازیں کچھ مال بلیک میں بیچ کر
ہاتھ رنگتے ہیں ۔ اس طرح چور بازاری کا ایک نیا بازار قائم ہو جاتا ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنٹرول کے نقصانات:۔

بہرحال کنٹرول میں مندرجہ ذیل قباحتیں موجود ہیں۔

(۱) قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق سودا بازی میں بائع اور مشتری کی رضامندی ضروری شرط ہے۔ جو یہاں پوری نہیں ہوتی۔ خریدار چیز لینے پر مجبور ہوتا ہے۔ اسے جس بھاؤ پر بھی ملے۔

(۲) کنٹرول شدہ اشیار بقدرِ ضرورت دستیاب نہیں ہوتیں۔ بلکہ بازار سے غائب ہو جاتی ہیں۔

(۳) بلیک کا ایک نیا بازار کھل جاتا ہے۔ جس کے منہ مانگے دام مشتری ادا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(۴) کنٹرول شدہ اشیار میں ملاوٹ شروع ہو جاتی ہے۔

(۵) بہت سی اخلاقی بیماریاں کاروباری دنیا میں راہ پا جاتی ہیں۔ لہٰذا کنٹرول ہماری شرع کے مزاج کے منافی ہے۔

چور بازاری اشیار کے کنٹرول کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اسلام میں چونکہ کنٹرول ناجائز ہے۔ لہٰذا اسلامی معاشرہ چور بازاری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور بلیک مارکیٹنگ کا وجود یکسر ناپید ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں چونکہ تجارت بالکل آزاد ہے۔ اس لیے ہر چیز کھلے بندوں کھلے بازار میں فروخت ہوگی۔

کسٹم اور سمگلنگ

اسلام اشیار کی درآمد و برآمد پر خواہ وہ اندرونِ [illegible] کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ آزاد تجارت [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاہ سے محصول چنگیوں کا کاروبار بھی برا سرنا جائز ہے۔ ہمارے معاشرے میں اور لعنت جو رواج پا چکی ہے وہ سمگلنگ ہے۔ لوگ محصول چنگی سے بچنے کی اپنا درآمدی یا برآمدی مال چوری چھپے پار کر جاتے ہیں۔ اور اس طرح چونگی ٹیکس یا سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی کا نام سمگلنگ ہے۔ جس کا وجود غیر اسلامی اصول ت کا مرہونِ منت ہے۔

بلیک مارکیٹنگ اور سمگلنگ یہ دونوں صورتیں قانون کی نگاہ میں جرم ہیں۔ اگر ت اسلامی اصولوں کے مطابق ہوتی تو یہ صورتیں جنم ہی نہ لیتیں۔ بہرحال اب جبکہ تیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ تو ان کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ کہ ہماری اپنی حکومت اور ہمارے ہی بھائی بندوں نے ایک فیصلہ کر کے یہ صورتیں قرار دی ہیں۔ اور ان میں اسلام کے کسی اصول پر براہ راست زد بھی نہیں پڑتی ہمیں اس قانون کا احترام ہی کرنا چاہیئے۔

ادانہ تجارت اور کسٹم :۔

کسٹم کے متعلق ہمیں تاریخ سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ نے اپنے عہدِ خلافت میں غیر ملکی تاجروں سے اپنی بندرگاہوں پر اترنے والے پر کچھ کسٹم وصول کیا تھا۔ وہ بھی جوابی کارروائی کے طور پر۔ صرف ان ملکوں کے وں سے جنہوں نے پہلے مسلمان تاجروں سے کسٹم وصول کرنا شروع کیا۔ لیکن ے ہاں جس کثرت سے اندرونِ ملک ہی جابجا محصول چنگیاں قائم کر دی گئی ہیں ں عمومیت سے بندرگاہوں پر، اپنوں سے، غیروں سے، نجی مال پر بھی اور تجارتی بھی کسٹم وصول کیا جا رہا ہے۔ اس کا شرعاً کوئی جواز نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶)

اقسامِ تجارت

اس باب میں تجارت کی وہ اقسام درج کی جا رہی ہیں۔ جن کا عہدِ نبوی
رواج تھا۔ ان میں سے اکثر آج کل بھی موجود ہیں۔ ان کے اصطلاحی نام جو احاد
میں مذکور ہیں، انہیں سمجھنے کے لیے یہاں ان کی وضاحت کی جاتی ہے۔ تاکہ
کا مضمون سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔

تجارت کی ناجائز صورتیں

وہ صورتیں جو حضور اکرمؐ نے ناجائز قرار دیں۔ یہ سب بالعموم اندھے
ہیں یا دھوکے والے ہیں۔

(۱) مُزَابَنَة :۔ کھجور یا انگور کے باغ کا پھل پکنے سے پہلے ہی خشک کھج
یا خشک انگور (کشمش) کے ساتھ سودا چکا لینا۔

(۲) ثُنیا :۔ (استثنار کرنا) کسی باغ کا سودا چکاتے وقت چند درختوں کو
کھیتی کا معاملہ چکاتے وقت مخصوص خطہ زمین کو اپنے لیے الگ کر لینا۔

(۳) مُنابَذَة :۔ اپنا کپڑا یا رومال وغیرہ کسی تجارتی مال پر (خصوصاً کپڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھانوں پر، پھینکنا، کہ جس تھان پر رومال جا پڑے ۔ اس کا اتنی قیمت پر سودا طے ہو گیا۔

(۴) مُحاقلة :- کھیتی کا اس کے پکنے سے پہلے ہی سودا چکا لینا ۔

(۵) مُخابرۃ :- زمین کی بٹائی ۔ کسی کو اپنی زمین کاشت کے لیے دینا ۔ اور اس سے اس کے عوض حصہ وصول کرنا (یہ پہلے منع تھا ۔ بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی)

(۶) مُعاوَمَۃ :- کسی باغ کی پیداوار کا موجودہ فصل کی بجائے چند سالوں کے لیے پیشگی سودا طے کرنا ۔

(۷) بیع سِنِین :- بیع سنین اور معاومہ ایک ہی چیز ہے ۔

(۸) مُلامَسَۃ :- آنکھیں بند کر کے یا رات کے اندھیرے میں کسی تجارتی مال پر (خصوصاً) کپڑے کے تھانوں پر ہاتھ لگانا، اور یہ بات پہلے طے کر لینا کہ جس مال پر ہاتھ لگے وہ اتنے کا ہوا۔

(۹) بیع حَصَاۃ :- کنکری پھینک کر سودا کرنا، کہ جس چیز پر کنکری جا پڑے وہ اتنی رقم کی میرے ذمہ ہے ۔

(۱۰) بیع عرایا (یا) عَرِیّۃ :- بیع عرایا بھی دراصل مزابنۃ کی ہی ایک شکل ہے ۔ لیکن مزابنۃ وسیع پیمانے پر اور تجارتی نقطۂ نگاہ سے ہوتا ہے ۔ جب کہ عرایا معمولی پیمانے پر غریبوں مسکینوں کے ساتھ، جب کہ ایک محتاط اندازہ کر لیا جائے ۔ کہ پھل پکنے کے بعد اتنا رہ جائے گا (اس میں رخصت ہے) بعض دفعہ کسی باغ کا مالک اپنے باغ میں سے چند ایک درختوں کا پھل یتیموں اور غریبوں کو ہبہ کر دیتا ۔ لیکن ان لوگوں کی اس کے باغ میں اپنے درختوں کی نگہداشت کے لیے بار بار کی آمد و رفت باغ کے مالک کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام میں مخل ہوتی۔ جس سے باغ والا ان غریبوں سے اس کچے پھل کا خشک کھجوروں سے تخمینہ کرکے سودا کر لیتا۔ اور انہیں اس کے عوض اندازہ سے خشک کھجوریں دے۔ اس قسم کی محدود اور مشروط بیع کو بیع عرایا کہتے تھے

(۱۱) بَیعِ عُربَان :۔ (سائی یا بیعانہ والے سودے) کسی چیز کا سودا کر لینا اور کچھ رقم بطور بیعانہ دے کر یہ شرط کر لینا کہ اگر اتنی مدت میں رقم ادا نہ ہوئی تو بیعانہ ضبط۔ یا اگر بیعانہ وصول کرنے والا چیز نہ دے سکے۔ تو بیعانہ کے ساتھ اتنی مزید رقم کا حرجانہ ادا کرے۔

(۱۲) بیع غرر :۔ (دھوکہ کی بیع) عوضین[1] میں سے جب کسی ایک عوض کی بھی مقدار یا صفت یا مدت معلوم نہ ہو تو یہ بیع 'بیع غرر' کہلائے گی۔ مثلاً ایک ماہی گیر سے یہ سودا کرنا کہ اس مرتبہ جتنی مچھلیاں جال میں آئیں وہ اتنی رقم میں لے لی جائیں۔ سودا کرنے والے اور ماہی گیر دونوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس طرح جال میں کوئی مچھلی آتی بھی ہے یا نہیں یا اگر آتی ہیں تو کتنی؟ یہ غیر معلوم المقدار ہے۔ لہذا یہ بیع دھوکہ کی بیع ہے۔

(۲) بیمہ کمپنی والے جب بیمہ دار سے اقساط طے کرتے ہیں تو کمپنی کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کتنی قسطیں وصول کر سکے گی۔ یہاں مدت نامعلوم ہے۔ اور ایسے ہی بیمہ دار کو معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کیا کچھ مل سکے گا۔ اور کب ملے گا' پھر مجھے ملے گا یا میرے وارثوں کو۔ یہاں مقدار، مدت اور صفت تینوں چیزیں نامعلوم ہیں۔ لہذا یہ بیع غرر ہوئی۔

(۳) اسی طرح بعض لوگ گولی پھنکوا کر مال فروخت کرتے ہیں۔ ایک

---

[1] مثلاً ایک گائے کی قیمت ہزار روپیہ ہے۔ اب گائے اور ہزار روپیہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے عوضین ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ گولی پھینکنے کی اجرت طے ہو جاتی ہے۔ اب جس چیز پر بھی گولی جا کر لگے۔ وہ اتنی اجرت میں مشتری کی ہو جاتی ہے۔ اور گولی عموماً پھسلتی پھسلتی ہر چیز کو چھوڑ کر کونے میں جا لگتی ہے۔ یہ مجہول الصفت کی مثال ہے۔ مشتری کو معلوم نہیں کہ اسے کیا مل سکے گا۔ لہذا یہ بیع بھی غلط ہوئی۔

(۱۳) بیع مضطر:۔ لاچار یا ضرورت مند آدمی سے سودا بازی، جو اپنی ضرورت کی وجہ سے اپنی چیز اونے پونے میں بیچنے پر مجبور ہوتا ہے۔

(۱۴) بیع نجش بائع کی طرف سے کچھ ایسے لوگ مقرر ہوں۔ جو خریدار کو دیکھ کر عین موقعہ پر آجائیں اور سامان کی قیمت بڑھا دیں۔ تاکہ خریدار زیادہ قیمت ادا کرنے کی طرف راغب ہو جائے۔ یا قابل فروخت مال کی اتنی تعریف کرے۔ کہ مشتری کو زیادہ قیمت پر پھانس لے۔

(۱۵) بیع الدین بالدین:۔ اس کو بیع الکالی بالکالی بھی کہتے ہیں۔ یعنی دونوں طرف سے سودا ادھار چکانا اس کی بھی متعدد صورتیں ہو سکتی ہیں۔ سٹہ بازی بھی اسی کی قسم ہے۔ جہاں نہ فروختنی مال موجود ہوتا ہے۔ نہ اس کی قیمت۔ اس کی پوری تشریح سٹہ بازی میں دیکھیئے۔

(۱۶) بیع الحیوان بالحیوان نسیئۃ ادھار جانور کو ادھار جانور کے بدلے بیچنا۔ مثلاً میں نے اپنا گھوڑا آپ کو دیا۔ آپ کے گھوڑے کے عوض یا گائے بھینس کے عوض، مگر دونوں طرف سے سودا ادھار طے پایا ہے۔ اس سودے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔ جب تک کہ یہ جانور ایک دوسرے کے قبضہ میں نہ چلے جائیں۔

اب ان کے متعلق ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْمُزَابَنَةِ، وَالْمُخَابَرَةِ، وَالْمُعَاوَمَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا۔ (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ، مخابرہ معاومۃ اور ثنیا سے منع فرمایا اور بیع عرایا میں رخصت دی۔

۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَبَيْعِ الْغَرَرِ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع الحصاۃ (کنکریاں پھینکنے کی بیع) اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔

۳۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَشْتَرِطِ السَّمَكَ فِي الْمَاءِ فَإِنَّهُ غَرَرٌ۔" (رواہ احمد)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مچھلی کو پانی میں مت خریدو۔ کیوں کہ یہ دھوکا ہے۔"

۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّجْشِ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع نجش سے منع فرمایا۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ[1] عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاچار آدمی کی سودا بازی سے، اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا اور پھلوں کی ان کے پکنے سے پہلے بیع کرنے سے بھی منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

[1] بیع مضطر کیوں منع ہے۔ یہ اگلے باب مسائل و احکام میں ملاحظہ فرمائیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل کی احادیث میں پھلوں کے پکنے سے پیشتر سودا بازی کی ممانعت کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ جو سراسر انسانی ہمدردی پر مبنی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

٦ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ قِيْلَ وَمَا تُزْهِيَ، قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ وَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ۔ (متفق علیہ)

حضرت انسؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے خوش رنگ ہونے سے پہلے ان کی بیع سے منع فرمایا۔ پوچھا گیا خوش رنگ ہونے کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا" یہاں تک کہ سرخ ہو جائیں (یعنی پک جائیں) پھر فرمایا۔ بھلا دیکھو تو اگر خدا تعالےٰ اس کا پھل روک دے۔ تو پھر وہ شخص کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال لیتا ہے"؟

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ بِعْتَ مِنْ اَخِيْكَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمَ تَاْخُذُ مَالَ اَخِيْكَ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچے۔ پھر اس باغ پر کوئی آفت آجائے تو تجھے جائز نہیں کہ تو اس سے کچھ لے۔ بھلا تو اپنے بھائی کا مال بغیر حق کے کیسے لے سکتا ہے!۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ۔

(رواہ مالک، ابوداؤد، وابن ماجۃ)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عربان سے منع فرمایا۔

ہمارے معاشرے میں اس "بیع عربان" کا بہت رواج ہے۔ پلاٹوں، مکانو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زمینوں کے جتنے سودے ہوتے ہیں۔ اور بیعانہ کے جو اشٹام لکھے جاتے ہیں ان سب میں بیعانہ کی ضبطی والی شرط سرکاری دستاویز کا جزو لاینفک ہوتی ہے یہی حال دوسرے سودوں میں بھی ہوتا ہے۔ اگر خریدار کسی مجبوری کی وجہ سے رقم بروقت مہیا نہیں کر سکا۔ تو اس کی بیعانہ کی رقم ضبط کر لینا انتہا درجہ کی سنگدلی اور خود غرضی ہے۔ اسی وجہ سے اس بیع کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر بائع اپنی کسی مجبوری کی بنا پر چیز مہیا نہیں کر سکا۔ اور اس کے پاس مہیا نہ کر سکنے کا معقول عذر ہے۔ تو اس پر وصول کردہ بیعانہ کے ساتھ اتنی زائد رقم کا تاوان نہ پڑنا چاہیئے۔

(۲) تجارت کی جائز صورتیں

(۱) بَیْعِ سَلَم:۔ (سلف) اس بیع میں کسی چیز کا موسم آنے سے کچھ عرصہ پہلے سودا کر لیا جاتا ہے (اس سودے میں چار چیزوں کا تعین کرنا ضروری ہے۔ جنس، قیمت، مقدار اور مدت) اور پوری کی پوری رقم پیشگی ادا کر دی جاتی ہے۔ یہ تجارت جائز ہے۔ تاہم کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں ہو سکتی۔

(۲) ھَرَج :۔ (نیلام) جس میں بائع بذریعہ بولی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کر سکتا ہے یہ بھی جائز ہے۔ بلکہ حضور اکرم نے خود مسجد نبوی میں بیٹھ کر چند اشیاء نیلام فرمائیں۔

اب بیع کی ان دونوں صورتوں کے متعلق آپ کے ارشادات ملاحظہ فرمایئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَھُمْ یُسْلِفُوْنَ فِی الثِّمَارِ السَّنَۃَ وَالسَّنَتَیْنِ وَالثَّلٰثَ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَلْیُسْلِفْ فِیْ کَیْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ (متفق علیہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ پھلوں کے ایک دو یا تین سال کے لیے پیشگی سودے کر لیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا "جو کوئی کسی چیز میں پیشگی سودا کرے۔ تو اسے چاہیئے کہ مقررہ ماپ میں مقررہ وزن میں اور مقررہ مدت تک کے لیے سودا کرے۔ (متفق علیہ)

بیع سلم میں یہ بھی شرط ہے۔ کہ مشتری جب تک خود جنس وصول نہ کر لے۔ یہ سودا کسی دوسرے کی طرف منتقل نہیں کر سکتا۔ ارشادِ نبوی ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَلَا یَصْرِفْهُ اِلٰی غَیْرِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّقْبِضَهٗ۔ (ابوداؤد، ابن ماجۃ)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیع سلم کرے تو مال پہ قبضہ کرنے سے پہلے کسی دوسرے کی طرف یہ سودا منتقل نہ کرے

بذریعہ نیلام اشیاء کی خرید و فروخت بھی ایک اچھی صورت ہے۔ بشرطیکہ بولی دینے والوں کو حکم نہ دیا جائے۔ جیسے کہ بیع نجش میں کیا جاتا ہے کسی بھائی کو نقصان پہنچانے کی خاطر کوئی زیادہ بولی دیتا چلا جائے۔ جب کہ اس کا بھائی وہ چیز حاصل کرنے کی ضرورت اور خواہش رکھتا ہو۔ خود آں حضور نے مسجد نبوی میں کئی بار نیلام فرمایا

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ حِلْسًا وَّقَدَحًا فَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْ هٰذَا الْحِلْسَ وَالْقَدَحَ؟ فَقَالَ رَجُلٌ اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّزِیْدُ عَلٰی دِرْهَمٍ فَاَعْطَاهُ رَجُلٌ دِرْهَمَیْنِ فَبَاعَهُمَا مِنْهُ۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ بیچا۔ فرمایا کون شخص یہ ٹاٹ اور پیالہ خریدتا ہے۔ ایک شخص نے کہا میں یہ دونوں [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے! تو کسی نے ان دونوں چیزوں کے دو درہم دیئے تو آپ نے ان کو بیچ دیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے۔ ایک دفعہ ایک سائل مسجد نبوی میں آکر سوال کرنے لگا۔ حضور اکرم نے اس سے پوچھا "تمہارے پاس گھر میں کچھ ہے بھی؟ کہنے لگا۔ ہاں ایک چادر ہے اور ایک رسی۔ آپ نے فرمایا' یہ دونوں چیزیں لے آؤ"۔

جب وہ شخص یہ اشیاء لے آیا۔ تو آپ نے ان کی نیلامی شروع کی۔ آپ یہ چیزیں دکھا کر صحابہ کرام سے پوچھنے لگے"۔ ان کا کیا دو گے"۔ ایک صحابی نے کہا "میں ایک درہم میں خریدتا ہوں"۔ آپ نے فرمایا "کوئی اور بولے"۔ پھر ایک اور صحابی اسے دو درہم میں لینے پر آمادہ ہو گئے۔ تو آپ نے وہ اشیاء دو درہم کے عوض اس کو دے دیں۔

اس رقم سے آپ نے سائل کے لیے کلہاڑے کا پھل اور دستہ خریدا۔ خود اپنے مبارک ہاتھوں سے کلہاڑا جوڑ کر سائل کے حوالے کیا اور فرمایا "جنگل سے لکڑیاں لا کر بازار میں فروخت کر دیا کرو۔ اور سوال کرنے سے پرہیز کرو۔ سائل کلہاڑا لے کر اس کام پہ چلا گیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے کام میں اتنی برکت دی کہ وہ چند ہی دنوں میں خوش حال ہو گیا۔

۳۔ تجارت کی پسندیدہ صورتیں

مقارضت یا مضاربت :-

شراکت کی ایسی صورت جس میں ایک شخص کی زمین یا باغ ہو۔ اور دوسرا محنت کرے۔ اور دونوں پیداوار میں طے شدہ حصہ کے مطابق شریک ہوں۔ یا کسی بھی کاروبار میں ایک شخص کا سرمایہ ہو اور دوسرے کی محنت۔ اور منافع میں دونوں طے شدہ حصہ کے شریک ہوں۔ شراکت کی یہ صورت مضاربت یا مقارضت کہلاتی ہے۔

(۲) شراکت :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں سرمایہ اور محنت دونوں میں شرکت ہو۔ اور رقم، مدت اور محنت کے لحاظ سے طے شدہ شرائط کے مطابق دونوں نفع ونقصان میں شریک ہوں۔

اب ان کے متعلق ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَفَعَهٗ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَالَمْ یَخُنْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَاِذَا خَانَهٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِهِمَا۔ (رواہ ابوداؤد) وَزَادَ رَزِیْن "وَجَاءَ الشَّیْطَانُ"

حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔ "دو شریکوں کا تیسرا میں ہوتا ہوں (یعنی ان کا مددگار ہوتا ہوں) جب تک کوئی ان میں سے اپنے ساتھی سے خیانت نہ کرے۔ پھر جب کوئی ایک خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں اور رزین نے اضافہ کیا۔ اور (اللہ تعالیٰ کی جگہ) شیطان آجاتا ہے۔

جب تک شریکین نیک نیتی سے کاروبار کرتے رہیں، سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اس کاروبار میں برکت یقینی ہے۔ اور جب کسی ایک کی بھی نیت میں فتور آگیا، تو گویا اللہ تعالیٰ کی جگہ شیطان نے لے لی۔ اب وہ کاروبار خسارے کی نذر ہو جائے گا۔ درج ذیل احادیث میں مقارضت یا مضاربت کے متعلق بھی برکت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

عَنْ صُهَیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ثَلٰثٌ فِیْهِنَّ الْبَرَکَةُ: اَلْبَیْعُ اِلٰی اَجَلٍ وَالْمُقَارَضَةُ وَاِخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِیْرِ لِلْبَیْتِ لَا لِلْبَیْعِ۔ (ابن ماجۃ)

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزوں میں برکت ہے۔ (۱) کاروبار میں مقررہ مدت کا پاس رکھنے میں۔ (۲) مضاربت میں اور (۳) گندم اور جو کی ملاوٹ اپنے گھر کے استعمال کے لیے۔ نہ کہ تجارت کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاربت کی شرائط ملاحظہ ہوں۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ وَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا تَكْفُوْنَنَا الْمُؤْنَةَ وَ نُشْرِكُكُمْ فِی الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار نے عرض کیا۔ کہ کھجوروں کے باغ ہمارے اور ہمارے بھائیوں (مہاجرین) کے درمیان تقسیم فرما دیجئے۔ فرمایا "میں تقسیم نہیں کروں گا۔ آپ لوگ ہم سے محنت لے لیجئے۔ اور ہم آپ کو پھل میں شریک کریں گے"۔ انصار نے عرض کیا آپ کا حکم سر آنکھوں پر (بخاری)

اس حدیث میں انصار کے "جذبۂ ایثار" کی ایسی مثال پائی جاتی ہے۔ جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پھر حضور کا منصفانہ فیصلہ بھی قابل غور ہے۔ آپ نے اتنی عظیم پیش کش کو عدل و انصاف کے مقابلہ میں کچھ وقعت نہ دی شراکت میں اگر ایک شریک کچھ کمی بیشی بھی کر جائے تو درگزر سے کام لینا چاہیئے ہوسکتا ہے کہ آئندہ چل کر معاملہ پھر ٹھیک ہو جائے۔ یا ایسا خیال ہی غلط ثابت ہو آپ نے فرمایا:۔

وَعَنْهُ (عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ دارمی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس شخص نے تیرے پاس امانت رکھی ہے اس کی امانت ادا کر۔ اور جو کوئی تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر"۔

شراکت کو جس قدر باعث برکت قرار دیا گیا ہے۔ اسی قدر ہم اس سے گریز کرتے ہیں۔ آج کل ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ ہے "تھوڑا کرو ٹکرا کیلئے کرو۔ کیوں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراکت آج کل حقیقی بھائی سے بھی نہیں نبھ سکتی۔ آج کل شراکت کا کونسا زمانہ ہے" اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں خودغرضی حد سے تجاوز کر چکی ہے۔ برداشت اور ایثار کا فقدان ہے معمولی معمولی باتوں پر تنازعات شروع ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دونوں فریق خیر و برکت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ کی جگہ شیطان آبراجمان ہوتا ہے۔

شراکت مشروط:۔

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّهُ كَانَ يَشْتَرِطُ عَلَى الرَّجُلِ إِذَا أَعْطَاهُ مَالاً مُقَارَضَةً: أَنْ لَا تَجْعَلَ مَالِي فِي كَبِدٍ رَطْبَةٍ وَلَا تَحْمِلَهُ فِي بَحْرٍ وَلَا تَنْزِلَ بِهِ فِي بَطْنِ مَسِيلٍ فَإِنْ فَعَلْتَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَدْ ضَمِنْتَ مَالِي۔

(رواہ الدارقطنی ورجالہ ثقات۔)

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ عَمِلَ فِي مَالٍ لِعُثْمَانَ عَلَى أَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا۔ وَهُوَ مَوْقُوفٌ صَحِيحٌ۔

حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ جب وہ اپنا مال مضاربت پر دیا کرتے۔ تو شرط طے کرتے کہ جانوروں کی بیع نہ کرنا نہ بحری سفر کرنا نہ میرے مال کو پانی کی گزرگاہ میں لے جانا۔ اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی کام کیا تو میرے مال کی ضمانت تمہیں ادا کرنا پڑے گی (دارقطنی اور اس کے راوی ثقہ ہیں)

اور امام مالک مؤطا میں علاء بن عبدالرحمن بن یعقوب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمانؓ کے مال سے تجارت کرتے تھے۔ اس شرط پر کہ نفع دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ (یہ حدیث موقوف اور صحیح ہے)

حدیث بالا سے مندرجہ ذیل امور اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) مضاربت یا مقارضت کی صورت میں صاحب مال کا مال کارکن (عامل) کے پاس بطور ضمانت ہوتا ہے۔ سرمایہ میں کسی افتاد کی وجہ سے نقصان ہوجائے تو اس نقصان کا ذمہ دار صاحب مال ہی ہے۔

(۲) اگر مالک کارکن کو نقصان سے بچنے کی خاطر ہدایات دے دے۔ اور عدم تعمیل کی صورت میں نقصان کی ذمہ داری اس پر ڈال دے تو ایسی ذمہ داری صحیح ہے۔

(۳) مضاربت کی صورت میں اگر نقصان ہوجائے تو نقصان بھی مالک کا ہوگا جبکہ عامل کی محنت ضائع ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦

تجارت اور سودے بازی
مسائل و احکام

ارشادِ خداوندی ہے:۔

یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (۴/۲۹)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ تمہارا باہمی رضامندی سے کوئی سودا طے پا جائے۔

اس باب میں باطل کی تشریح از روئے احادیث درج کی جائے گی۔ اور بتلایا جائے گا کہ کس کس قسم کے سودے صحیح اور جائز ہیں۔ اور کون کونسے غلط اور باطل۔

(۱) سودا فسخ کرنے کا اختیار (خیارِ بیع)

سودا طے ہو جانے کے بعد بھی جب تک بائع اور مشتری جُدا نہ ہوں ان میں سے ہر ایک کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ۔ (متفق علیہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بیچنے والا اور خریدنے والا' دونوں سودے کو پورا کرنے یا فسخ کرنے کا اس وقت تک اختیار رکھتے ہیں جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں۔ سوائے بیع خیار کے (جس میں معین وقت کے اندر اندر چیز واپس کرنے کی شرط ہوتی ہے)

ہمارے ہاں یہ غلط دستور چل نکلا ہے۔ کہ ایک دفعہ کسی کے منہ سے بات نکل گئی۔ اور فوراً ہی اُسے غلطی کا احساس ہو گیا تو بھی دوسرا فریق اسے دبا لیتا ہے۔ اور اگر وہ بات نہ مانے تو دوسروں سے دباؤ ڈلواتا ہے۔ اور اسے مجبور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے منہ سے نکلی ہوئی بات کا پہرہ دے (خواہ اس میں اس بیچارے کو کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے)، یہ بات سراسر غلط ہے۔ اور ایسی سودا بازی ناجائز ہے۔ اس حدیث کی رو سے بھی۔ کہ یہ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ کے حکم سے بھی ناجائز درج ذیل حدیث اسکی مزید وضاحت کرتی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَفَرَّقَنَّ اثْنَانِ اِلَّا عَنْ تَرَاضٍ ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دونوں (بائع اور مشتری) اس حال میں جدا نہ ہوں کہ وہ آپس میں خوش نہ ہوں۔

لہٰذا سودا طے ہو چکنے کے بعد بھی اگر کسی فریق کی طبیعت پر ناپسندیدگی کا بار ہو۔ تو ایسی بیع جائز اور درست نہ ہوگی۔ وہ اسے جدا ہونے سے پیشتر فسخ کرنے کا پورا اختیار رکھتا ہے۔ ہاں' جدا ہونے کے بعد بیع پکی ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے تو:۔

بائع کی بات کا لحاظ کیا جائے گا۔ اور اسے معتبر سمجھا جائے گا۔ اور مشتری کو اختیار ہے کہ وہ سودا بحال رہنے دے یا فسخ کر دے۔ حدیث ملاحظہ ہو۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَیِّعَانِ وَلَیْسَ بَیْنَھُمَا بَیِّنَۃٌ فَالْقَوْلُ مَا یَقُولُ رَبُّ السِّلْعَۃِ أَوْ یَتَتَارَکَانِ۔ (رواہ الخمسۃ وصححہ الحاکم)

"ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے۔ اور ان کے درمیان کوئی شہادت یا ثبوت بھی نہ ہو تو بات اس شخص کی معتبر ہو گی جو مال کا مالک ہے۔ یا پھر وہ سودا چھوڑ دیں"۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

ترمذی کی دوسری حدیث یوں ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَیِّعَانِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِیَارِ۔ (رواہ الترمذی)

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے تو بائع کی بات معتبر سمجھی جائے گی۔ اور مشتری صاحب اختیار ہے۔ (چاہے وہ سودا کرے یا چھوڑ دے)

(۳) اگر فریقین میں سے کوئی ایک سودا مکمل ہو جانے کے بعد جھگڑا پیدا کرنے کی کوشش کرے تو وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ"۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
"اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہے"

لین دین کے معاملات، کاروبار تجارت، اور شراکت وغیرہ میں بسا اوقات جھگڑے بھی اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ تجارت میں اگر لین دین درست نہ ہو۔ تو بعد میں جھگڑالو آدمی خواہ مخواہ کوئی جھگڑے کی شق پیدا کر کے فائدہ اُٹھا جاتے ہیں۔

ایسے جھگڑالو آدمی کو پنجابی زبان میں "رٹے خور" کہتے ہیں - الدالخصام کا صحیح مفہوم یہ پنجابی لفظ رٹے خور ہی ادا کر سکتا ہے۔ اور عام کہاوت ہے کہ "رٹہ کا میدان کبھی خالی نہیں گیا"۔ ہمارے معاشرہ میں ایسے لوگوں کا ایک گروہ پیدا ہو چکا ہے۔ یہ لوگ عموماً تیز طرار، زبان آور ہوتے ہیں۔ اور اپنی زبان آوری کی بنا پر ناحق کو حق ثابت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے فریق کو جو فی الواقع حق پہ ہوتا ہے، دبا جاتے ہیں۔ اور اس سے کچھ نہ کچھ وصول کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور اگر معاملہ عدالت یا مصالحت کنندوں تک بھی جائے۔ تو بھی جیت انہی کی ہوتی ہے۔

ایسے ہی ایک جھگڑا حضور اکرمؐ کی خدمت میں بھی پیش ہوا۔ فریقین میں سے ایک اسی قسم کا جھگڑالو اور زبان آور تھا۔ آپؐ نے اس کی باتوں سے متاثر ہو کر فیصلہ تو اس کے حق میں کر دیا۔ مگر آپؐ کا اپنا ضمیر مطمئن نہیں تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم میں سے بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ جو اپنی زبان آوری کی وجہ سے حق ثابت کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیں۔ اگر انہوں نے اپنے بھائی کا حق کھایا تو وہ جہنم کی آگ کھاتے ہیں"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی وہ یہ مت سمجھیں۔ کہ حضورؐ نے ان کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ تو اب یہ ناحق مال ان کے لیے حق ہو گیا۔

یہ طبقہ لوگوں کو پریشان کرنے کے ڈھنگ بھی بخوبی جانتا ہے۔ پولیس اور عدالتوں میں ان کی آمد و رفت اکثر رہتی ہے۔ رشوت دینا دلوانا خوب جانتے ہیں۔ ان لوگوں کا موقف یہ ہوتا ہے۔ کہ کسی بھی چیز پر جس میں ان کا خواہ مطلق حق نہ ہو اپنے حقوقِ ملکیت کا جھوٹا دعوےٰ کر دیتے ہیں۔ اب مدعا علیہ پر یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ اس متنازعہ چیز پر اپنا حق ثابت کریں۔ اور مدعی کو جھوٹا ثابت کریں۔ اور بعض اوقات یہ طبقہ عدالت سے STAY ORDER بھی لے آتا ہے۔ اس صورت میں مدعا علیہ اور بھی زیادہ پریشان ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اس سے اس کا کام کاج بھی متاثر ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے عدالتی نظام بھی کچھ ایسا ہے۔ جس میں دیوانی مقدمات تو در کنار، فوجداری مقدمات بھی سالہا سال چلتے رہتے ہیں۔ اور فیصلہ ہونے میں نہیں آتا۔ ان مصائب سے مجبور ہو کر مدعا علیہ مدعی سے سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور مدعی اس سے حسب منشا حقوق یا نقد وصول کر پاتے ہیں۔ عدالتوں اور تھانوں میں شرفار کی آمد و رفت اسی طبقہ کی مرہونِ منت ہے۔ اس قسم کے لوگ اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ترین ہیں۔ ان ہی لوگوں کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ۔ (۲ / ۲۰۴)

"اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کی بات چیت آپ کو اس دنیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی میں بڑی اچھی لگتی ہے۔ اور جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے (جھوٹ او ناحق) اس پر وہ اللہ کو گواہ بھی کرتا ہے۔ حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔

ایسے لوگوں کی ایک حقیقت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ خدا کی قسم اُٹھا کر بھی جھوٹا بیان دیتے ہیں۔ ان کے حلفیہ بیان اور گواہیاں جھوٹ ہی جھوٹ ہوتا ہے۔

ان لوگوں کی ایک قسم ایسی بھی ہے۔ جو کوئی بھی حق بات تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ بس اپنی ضد پر اڑنا جانتے ہیں یا دوسروں کو تکلیف پہنچانا۔ یہ ان کی خود غرضی کی انتہا ہے۔ اور وہ اس طرح زیادہ سے زیادہ مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ایسا ہی ایک جھگڑا آپؐ کی خدمت میں پیش ہوا۔

ایک انصاری کے باغ میں چند کھجور کے درخت حضرت سمرۃ بن جندب کے بھی تھے۔ وہ انصاری مع اہل و عیال اپنے باغ میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت سمرہ بھی باغ میں جایا کرتے تھے۔ جس سے انصاری کے اہل و عیال کو تکلیف پہنچتی۔ ان انصاری نے آں حضور اکرمؐ سے اس تکلیف کا ذکر کیا۔ حضورؐ نے حضرت سمرۃ کو بلایا اور فرمایا کہ وہ درخت اس انصاری کے ہاتھ فروخت کر دو۔ لیکن سمرہ نے یہ بات تسلیم نہ کی۔

پھر حضور اکرمؐ نے دوسری تجویز پیش کی۔ کہ ان کے عوض اتنے ہی اور ان جیسے کھجور کے درخت دوسری جگہ سے خرید کر لے دو۔ حضرت سمرہ نے یہ بھی تسلیم نہ کیا۔

پھر حضورؐ نے تیسری تجویز پیش کی۔ کہ یہ درخت اس انصاری کو ہبہ کر دو۔ اور ساتھ ہی آپؐ نے اس کا بڑا ثواب بھی بیان فرمایا۔ اور حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمرۃ کو اس بات کی بڑی ترغیب دلائی۔ لیکن انھوں نے یہ تجویز بھی تسلیم نہ کی۔

جب سمرہ نے سب تجاویز مسترد کر دیں۔ تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔ اس انصاری سے کہا۔ "جاؤ اور جا کر باغ سے سمرہ کے درخت ہی کاٹ دو کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری) اور سمرہ سے فرمایا۔ بے شک تو ضرر پہنچانے والا شخص ہے۔"

حقیقتاً ایسے لوگوں کا علاج ہی یہی ہے۔ لہٰذا لین دین کرتے وقت یا کاروبار کرتے وقت ایسے آدمیوں سے بچنا ہی بہتر ہے۔ اور ساتھ خدا سے دعا بھی مانگتے رہنا چاہیئے۔ کہ وہ ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے جو ناحق پریشان کرتے رہتے ہیں۔

(۴) (جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنا اور پرایا مال ناحق ہتھیانا):

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ۔

"ابو اُمامہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص قسم کھا کر کسی مسلم آدمی کا حق مار لیتا ہے۔ تو اللہ اس کے لیے دوزخ واجب کر دیتا ہے۔ اور جنت اس کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ ایک آدمی نے پوچھا۔ اگرچہ یہ حق تلفی بالکل معمولی قسم کی ہو۔ فرمایا۔ اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ یوں ارشاد فرمایا:۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْہِمْ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ قَالَ اَبُوْذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ہُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوذر سے روایت ہے۔ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا" حضرت ابوذر نے کہا، ایسے لوگ نامراد ہوئے۔ اور انہوں نے خسارہ اٹھایا۔ اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا ایک تو وہ شخص جو اپنے پاجامہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہے۔ دوسرا وہ جو احسان کرکے جتلاتا رہے۔ تیسرا وہ جو اپنے فروختنی مال کا نکاس جھوٹی قسموں سے کرے۔

ایک دفعہ یوں فرمایا۔

عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ عَوْذَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! اِنَّ الْبَیْعَ تَحْضُرُہُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوْبُوْہُ بِالصَّدَقَۃِ۔

قیس بن ابی عوذہ سے روایت ہے کہ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہِ تاجران! سودا بازی میں بہت سی بے ہودہ باتیں اور جھوٹی قسمیں شامل ہو جاتی ہیں۔ پس تم خرید و فروخت کے ساتھ صدقہ بھی ملا لیا کرو۔

(۵) ماپ تول میں کمی:۔

سودا طے ہو جانے کے بعد ماپ تول میں کمی بیشی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی گناہ کے سبب سابقہ امتوں میں سے کئی امتوں پر قہر الٰہی نازل ہوا۔ ارشادِ باری ہے۔

وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ۔ (الرحمٰن۹)

"انصاف کے ساتھ وزن پورا کرو۔ اور تول میں کمی نہ کرو"

دوسری جگہ فرمایا:۔

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۞ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ۔ (۸۳ آیت ۳)

"ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے جہنّم ہے۔ جب وہ لوگوں سے ماپ لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ اور جب انہیں دیتے ہیں۔ تو ماپ تول میں کمی کر دیتے ہیں"

آیت بالا کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ کہ کسی کو اس کے حق سے نہ کم دینا چاہیئے۔ نہ خود اپنے حق سے زیادہ لینا چاہیئے۔ یہ صورت صرف ماپ تول تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ جہاں کہیں بھی کسی کا حق تلف کیا جائے گا۔ وہ اسی ضمن میں آئے گا۔ مثلاً ایک آدمی مزدور سے کام لیتا ہے۔ اور اس کو طے شدہ اُجرت نہیں دیتا۔ اس سے کم دیتا ہے۔ یا لیت ولعل کرتا اور تنگ کرکے دیتا ہے تو یہ بھی بڑا ظلم ہے۔ اسی طرح مزدور جو اُجرت تو پوری وصول کرتا ہے۔ لیکن کام پورا نہیں کرتا۔ یا ٹھیک طرح سے نہیں کرتا۔ اس کے لیے بھی یہی حکم ہے کبھی وقت تھا کہ مزدور کام ٹھیک کرکے دیتا۔ تو اسے ہمیشہ مالک کی طرف سے شکایت ہوتی کہ وہ اُجرت پوری طرح نہیں دیتا۔ یا دیر یا تنگ کرکے دیتا ہے۔ اس کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا تھا:۔

اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عِرَقُہٗ۔

"مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے پہلے ادا کردو"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک دوسری حدیث میں یوں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتے ہیں: "کہ میں قیامت کے دن ایسے شخص سے نہ کلام کروں گا۔ اور نہ اسے پاک کروں گا۔ جو مزدور سے کام تو پورا لیتا ہے۔ مگر اُجرت نہیں دیتا۔

لیکن آج کے دور میں ہر مزدور اور ہر ملازم اپنے اپنے کام کا چور بن چکا ہے۔ اُجرت پوری وصول کرتا ہے۔ مگر کام نیک نیتی سے نہیں کرتا۔ ٹھیکہ پہ کام کرتا ہے۔ تو ٹھیک نہیں کرتا۔ اور اگر اجرت پہ لگائیں تو کام کم کرے گا۔ دفتروں کے کئی ملازم کام چور ہیں۔ نہ پورا وقت دیتے ہیں۔ نہ کام دیانت داری سے کرتے ہیں پھر اس بددیانتی پر مطمئن اور خوش ہیں کہ دفتر میں بڑا عیش ہے۔ اپنی مرضی سے جتنا چاہا کام کیا۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ انہیں کیا معلوم۔ کہ یہ عیش اللہ کے نزدیک کتنا بڑا ظلم ہے۔ جب وہ ایک طے شدہ معاہدہ کے مطابق تنخواہ پوری وصول پالیتے ہیں۔ تو پھر یہ انتہا درجہ کی بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ کام چوری ملازمین اور مزدوروں تک محدود نہیں۔ معاشرہ کا تقریباً ہر محنت کرنے والا اس لعنت میں گرفتار ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ایک تفسیر کی کتاب بغرض صحت کسی مصحح (پروف ریڈر) کے حوالے کی گئی۔ جب وہ تفسیر پڑھنے کے بعد واپس آئی۔ تو سخت حیرت بھی ہوئی اور دکھ بھی۔ مصحح نے اکثر مقامات پر اعراب خود بلیڈ سے صاف کرکے پھر وہاں غلطی لگادی تھی سرسری نظر دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انہوں نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ مگر جب بغور دیکھا گیا تو ان کی حرکت واضح ہوگئی۔ (کہ انہوں نے اپنی کارکردگی کو نمایاں کرنے کی خاطر خود کئی صحیح اعراب اور حروف بلیڈ سے مٹائے اور پھر وہاں غلطی لگادی)۔ ان کے اس کارنامہ کی اطلاع مینجر صاحب کو دی گئی۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہمیں بھی اس مصحح کی یہ حرکت معلوم ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کو جواب دے دیا گیا ہے۔ یہ فقط ایک مثال ہے۔ ورنہ آپ جدھر نظر اٹھائیں، یہی کچھ نظر آئے گا۔ اس طرح ہر شخص اپنی حلال کمائی میں حرام کی آمیزش کر رہا ہے۔ اپنا حق تو پورا وصول کرتا ہے۔ مگر دیتے وقت خیانت کر جاتا ہے۔

حضور اکرم کا انتباہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِ الْكَيْلِ وَالْمِيزَانِ: إِنَّكُمْ وُلِّيتُمْ أَمْرَيْنِ هَلَكَتْ فِيهِمُ الْأُمَمُ السَّابِقَةُ قَبْلَكُمْ۔ (ترمذی)

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماپنے اور تولنے والے لوگوں سے فرمایا۔" بلاشبہ تم دو ایسے کاموں کے والی بنائے گئے ہو۔ کہ تم سے پہلے کئی قومیں اسی جرم کی پاداش میں ہلاک ہوئیں"

یہ دو کام معلوم ہے کونسے ہیں۔ ماپ میں اور تول میں کمی بیشی۔ یہی دو جرائم ہی تھے۔ جن کی پاداش میں حضرت شعیبؑ کی قوم پر بھی عذاب آیا تھا۔

ماپ تول کے پیمانے

اکثر حکومتیں یہ ذمہ داری اپنے سر لیتی ہیں۔ ملک میں مروجہ ماپ تول اور لمبائی کے پیمانوں کی جانچ پڑتال کے معیاری پیمانے اپنے ہاں محفوظ رکھیں۔ اگر یہ تحفظ نہ کیا جائے۔ تو ماپ تول میں کمی بیشی کرنے والے بہت سی حدود پھلانگ جائیں۔ اسی احتیاط کی خاطر آں حضورؐ نے فرمایا:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْمِيزَانُ مِيزَانُ أَهْلِ مَكَّةَ۔ (ابوداؤد والنسائی)

ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام ملک میں ماپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا پیمانہ تو مدینہ والوں کا معتبر سمجھا جائے گا۔ اور تول کا پیمانہ مکہ والوں کا۔

(۶) مسروقہ مال اور مالک

مسروقہ مال کی خرید و فروخت قطعاً حرام ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:۔

عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ وَيَتَّبِعُ الْبَيِّعُ مَنْ بَاعَهُ۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی)

حضرت سمرہ سے روایت ہے۔ کہ حضور کریم نے فرمایا۔ جس شخص نے اپنا مال بعینہٖ کسی دوسرے آدمی کے پاس پایا تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ اور مسروقہ مال خریدنے والا اس شخص کو ڈھونڈھے۔ جس نے اس کے پاس یہ مال بیچا تھا۔"

معلوم ہوا کہ چور دکاندار مسروقہ مال اونے پونے میں خرید لیتے ہیں۔ اور انہیں اصل حقیقت کا علم ہوتا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے (ارتکاب گناہ کے علاوہ) رقم ادا کر دینے کے باوجود ان کا اس مال پر کچھ حق نہیں ہوتا۔ اگر صاحبِ مال کو معلوم ہو جائے کہ اس کا مال فلاں شخص کے پاس موجود ہے۔ تو وہ بے روک ٹوک لے جا سکتا ہے۔ رہی مشتری دکاندار کی رقم جو وہ چور کو ادا کر چکا ہے۔ تو اس کی یہی صورت ہے۔ کہ وہ چور کو تلاش کر کے اس سے اپنی رقم واپس لے ورنہ اس کی رقم ضائع ہو گئی۔

(۷) جو چیز اپنے پاس موجود نہیں، اس کی سودا بازی نہ کی جائے

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدِي۔ (رواہ الترمذی)

حکیم بن حزام سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسی چیز بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس موجود نہیں۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَلِاَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ! یاتینی الرجل یرید منی البیع ولیس عندی فابتاع لہ من السوق؟ قال لا تبع ما لیس عندک۔

"اور ترمذی کی ایک اور روایت جو ابوداؤد اور نسائی میں بھی ہے۔ میں یوں مذکور ہے۔ کہ حکیم بن حزام نے کہا۔ یارسول اللہ! ایک شخص مجھ سے کچھ خریدنے کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ میرے پاس موجود نہیں ہوتی۔ تو میں اسے بازار سے خرید کر دے دیتا ہوں۔ فرمایا جو چیز تیرے پاس نہیں۔ اس کی سودا بازی مت کرو"

کیوں کہ ایسی چیز کے نہ مل سکنے کا بھی امکان ہے۔ اور نہ جس نرخ پر سودا طے ہوا۔ بھاؤ میں کمی بیشی کا بھی امکان ہے۔ لہٰذا یہ صورت بھی ممنوع ہے۔

(۸) مال منڈی میں پہنچنے سے پیشتر راستہ میں ہی قافلہ روک کر سودا بازی کی جائے

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلقوا السلع حتی یھبط بھا الی السوق۔ (متفق علیہ)

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تجارتی مال کا آگے جا کر سودا نہ کرو۔ حتیٰ کہ وہ منڈی میں اتارا جائے۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلقوا الجلب فمن تلقاہا فاشتری منہ فاذا اتی سیدہ السوق فھو احق بالخیار۔ (رواہ مسلم)

"ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" غلہ وغیرہ کے قافلوں کو آگے سے جا کر مت ملو۔ جو کوئی اس سے آگے سے مل کر مال خرید لے۔ اور بعد میں مال کا مالک منڈی میں آئے۔ تو اسے سودا فسخ کرنے کا اختیار ہے"

ایسی صورت میں بائع کے استحصال کا پورا امکان موجود ہے۔ اس لیے بائع کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ ایسی صورت میں بازار پہنچ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح نرخ دریافت کرنے کے بعد یہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۹) جب تک خرید کردہ مال اپنے قبضہ میں نہ کر لیا جائے اسکا آگے سودا نہ کیا جائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ۔ (ابوداؤد)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ لوگ بازار کے بالائی حصہ میں غلہ کا سودا کرتے پھر وہیں بیچ دیتے۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر بیچنے سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ اس غلہ کو منتقل نہ کیا جائے۔ یعنی قبضہ میں نہ کر لیا جائے۔

ذیل کی حدیث پہلی سے زیادہ واضح ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُبَاعَ السِّلَعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتَّى يَحُوزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رِحَالِهِمْ۔

(رواہ احمد وابوداؤد) ایک طویل حدیث کا آخری حصہ۔

"ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ آں حضورؐ نے فرمایا۔ جس مقام پر مال خریدا جائے وہیں فروخت نہ کیا جائے۔ جب تک کہ تاجر اسے اپنی قیام گاہ پر نہ لے جائے۔

ہمارے ہاں یہ عام دستور ہے۔ کہ منڈی میں سودا خرید کر انہی کے گوداموں میں پڑا رہنے دیتے ہیں۔ اور گودام کا کرایہ ادا کر دیتے ہیں۔ اور پھر اسی جگہ اس کو فروخت کر دیتے ہیں۔ نہ اسے کسی دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں۔ نہ اس پر قبضہ کرتے ہیں۔ اور نہ ماپ تول کر دیکھنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں۔ شرعاً اس قسم کی سودا بازی ممنوع ہے۔

اس کے علاوہ تجارتی حلقوں میں سٹہ بازی میں بکثرت رواج پکڑ چکی ہے۔ سٹہ باز جو عموماً بڑے بڑے تاجر ہوتے ہیں۔ اپنے دفتروں میں بیٹھ کر یہ کاروبار کرتے ہیں۔ کسی ایک جنس کے متعلق اندازہ کیا جاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اتنی مدت کے بعد اس چیز کا بھاؤ اتنا ہو جائے گا۔ مثلاً آج کل چنے کا بھاؤ ۴۵ روپے فی من ہے۔ ایک صاحب اندازہ لگاتے ہیں کہ چھ ماہ بعد چنے کا بھاؤ ۶۰ روپے ہونے کا امکان ہے۔ اور دوسرے صاحب کے خیال میں بھی یہ نرخ ستر روپے تک چلا جائے گا۔ ان میں سے ایک صاحب بائع بن جاتے ہیں۔ دوسرے مشتری۔ سودا یہ طے پاتا ہے۔ کہ آج سے پورے چھ ماہ بعد چنے کی ایک ہزار بوری ستر روپے من کے حساب سے فروخت کرتا ہوں۔ دوسرے صاحب مشتری بن کر سودا پکا کر لیتے ہیں اور کچھ بیعانہ بھی دے دیتے ہیں۔ حالانکہ بائع کے پاس مال موجود نہیں ہوتا چھ ماہ گذرنے کے بعد وہ نفع نقصان کا حساب کرکے رقم کا لین دین کر لیتے ہیں۔ نہ کوئی مال دیتا ہے۔ نہ لیتا ہے۔ تجارت کی اس قسم کو سٹہ کہتے ہیں۔ یہ سٹہ کئی لحاظ سے ممنوع ہے۔

(۱) جو چیز پاس موجود نہیں۔ اس کی بیع ناجائز ہے۔

(۲) جس مال پر قبضہ نہیں کیا گیا۔ اس کی بھی بیع ناجائز ہے۔

(۳) اسے ماپ تول کر اپنی تسلی نہیں کی گئی۔

(۴) مال تجارت کا لین دین سرے سے ہوا ہی نہیں۔ جب عوضین میں سے کچھ بھی حاضر نہیں۔ لہٰذا بیع النسیئہ بالنسیئہ کے تحت یہ بیع ممنوع ٹھہری۔

ان وجوہات کی بنا پر سٹہ بازی کا کاروبار قطعاً ممنوع ہے۔

(۱) جب تک خرید کردہ مال کی خود ماپ تول کر تسلی نہ کر لی جائے اس کا آگے سودا نہ کیا جائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ۔ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَتّٰى يَكْتَالَهُ۔ (متفق علیہ)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص غلّہ خریدے۔ تو جب تک اس کے پورا ہونے کی تسلی نہ کرے۔ اسے فروخت نہ کرے۔ اور ابن عباسؓ کی روایت میں ہے۔ یہ جب تک اسے ماپ نہ لے۔"

نیز فرمایا:۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيْلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى بِالتَّمْرِ۔ (مسلم)

"حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے ڈھیر کو معروف پیمانہ سے تولے بغیر فروخت کرنے سے منع فرمایا۔"

سوچنے کی بات ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے کھجور یا کسی اور غلہ کا کوئی ڈھیر پچاس من سمجھ کر خریدا۔ اور پھر اسے تولے بغیر ۵۰ من ہی سمجھ کر آگے فروخت کر دیا۔ تو اس میں نہ کوئی داؤ ہے نہ جھوٹ۔ آخر اس میں کونسی شرعی قباحت ہے۔ اور کیوں لازماً اسے ماپ تول کرنے کے بعد ہی آگے فروخت کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا امکان موجود ہے۔ کہ یہ ڈھیر ۵۰ من نہ ہو۔ بلکہ وزن کم نکلے۔ اور مشتری کو داؤ لگ گیا ہو۔ اگر ایسی صورت ہے۔ تو شریعت آپ سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ آپ اس داؤ کو اپنے تک ہی محدود رکھیں۔ اور اسے آگے منتقل نہ کریں۔

دوسری صورت یہ ہے۔ کہ ایک ڈھیر نرخ طے کر کے خرید لیا۔ ڈھیر وہیں پڑا تھا کہ ایک اور گاہک آگیا۔ اب خریدار (یا منڈی والے نے، بائع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ن کرنے گاہک سے کچھ نفع پر سودا کر لیا۔ اور ڈھیر کا بعد میں وزن ہوا۔ پہلے خریدار (منڈی والے کا)، وزن کی کمی بیشی کا کوئی حرف ہی نہیں آتا۔ مگر وہ صرف سودا کرنے میں منافع کا حق دار بن جاتا ہے۔ تو ایسی صورت میں شریعت آپ سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ ایسا نفع جو وہیں کھڑے ہوگا۔ اس کا اصل حق دار وہ پہلا بائع ہے نہ کہ منڈی والا۔ اسی طرح وزن کی کمی بیشی کا بڑا رواج ہو چکا ہے اصل مالک ہی ذمہ دار ہوگا ہمارے ہاں منڈیوں میں اس قسم کے کاروبار کا بھی بڑا رواج ہو چکا ہے ذیل میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تُبَاعُ حَتَّى يُنْفَصَّلَ۔ (مسلم)

"فضالہ بن عبید سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ دینار میں خریدا۔ جس میں سونا اور نگینے تھے۔ میں نے ان کو الگ الگ کیا۔ تو بارہ دینار سے زیادہ مالیت کا پایا۔ پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے جب تک الگ الگ نہ کر لیا جائے۔ فروخت نہ کیا جائے"

(۱۱) جب کسی شخص کے ساتھ سودا ہو رہا ہو تو درمیان کوئی تیسرا آدمی اسی سودے کی کوشش مت کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ۔ (رواہ مسلم)

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ نہ اپنے بھائی کی منگنی کی بات کرے

06558

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان منگنی کرے۔ ہاں اس کی اجازت سے ایسا کر سکتا ہے۔"

(۱۲) طے شدہ سودے کو کوئی تیسرا آدمی خراب بھی نہ کرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، یَسُوْمُ الرَّجُلُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے چکائے ہوئے سودے پر سودا نہ چکائے (یعنی زیادہ رقم کا لالچ دے کر اپنے مسلم بھائی کا سودا خراب نہ کرے۔

ہمارے ہاں ایسا جوڑ توڑ بھی بکثرت چل رہا ہے۔ پیسہ کے لالچ میں سب اخلاقی اصول بے دریغ پس پشت ڈال دیئے جاتے ہیں۔

(۱۳) بھاؤ سے ناواقفیت کی بنا پر سودا بازی کر کے کسی کو نقصان نہ پہنچایا جائے

(۱۴) کسی کو نقصان پہنچانے کی خاطر قیمت نہ بڑھائی جائے۔

(۱۵) شیر دار جانوروں کا دودھ روک کر انہیں نہ بیچا جائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ لَا تَلَقَّوُا الرُّکْبَانَ لِبَیْعٍ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سودا بازی کے لیے غلہ کے قافلے کو آگے جا کر نہ ملو۔

۲۔ وَلَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ۔

(۲) کسی کا سودا ہونے کے درمیان دوسرا شخص وہ سودا نہ کرے۔

(۳) وَلَا تَنَاجَشُوْا۔

(۳) دوسرے کو نقصان پہنچانے کی خاطر قیمت مت بڑھاؤ

(۴) وَلَا یَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

(۴) کوئی شہری (کسی چیز کے بھاؤ کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی دیہاتی سے سودا نہ کرے۔

(۵) وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ۔ (متفق علیہ)

(۵) بکری یا اونٹ کے تھنوں میں دودھ جمع نہ کر رکھو۔

اگر ایسا جانور کسی نے خرید لیا' تو اسے دودھ دوہنے کے بعد اختیار ہے۔ اگر مطمئن ہے تو مال اپنے پاس رکھ لے۔ اور اگر ناخوش ہے تو واپس لوٹا دے۔ اور کھجور کا ایک صاع بھی ساتھ دے"۔

مسلم کی ایک روایت کی رُو سے یہ اختیار اسے تین دن تک ہے۔ کیوں کہ تین دنوں تک جانور کی کیفیت کا اچھی طرح اندازہ ہو جاتا ہے۔

دودھ روک کر بیچنے کے متعلق دوسرا ارشاد بھی ملاحظہ ہو۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَنِ اشْتَرَىٰ شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا۔ بخاری

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ جو شخص ایسی بکری خریدے۔ جس کے تھنوں میں دودھ روک دیا گیا ہو۔ پھر یہ شخص وہ جانور واپس کر دے۔ تو اس کے ساتھ ایک صاع (گندم یا کھجور) کا بھی دے۔

یعنی ایسا داؤ والا سودا قابل واپسی ہے۔ تاہم کچھ نہ کچھ اضافہ بھی کر دینا چاہیئے۔ مثلاً ایک دو دن جو اس کا دودھ استعمال کیا۔ اس کے بدلے اسے صاع غلہ کا دیا جائے۔ یا اس کے ہم قیمت کچھ اور معاوضہ دے دینا چاہیئے۔

(۱۶) کسی کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ

لہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ اَنْ تُدْرِكَ ۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاچار آدمی سے سودا کرنے، بیع غرر اور پھلوں کے پکنے سے قبل ان کا سودا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بیع غرر کا بیان پہلے گذر چکا ہے)

نیز فرمایا:۔

عَنْ اَبِیْ حُرَّةَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ: اَلَا لَا تَظْلِمُوْا: اَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ۔ (رواہ البیہقی والدارقطنی)

"ابی حرۃ رقاشی اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں۔ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار مت ظلم کرو۔ خبردار کسی شخص کا مال دوسرے کے لیے اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں"

موجودہ دور میں یہ دستور چل نکلا ہے۔ کہ لوگ اس تاک میں رہتے ہیں۔ کہ کون ضرورت اور مجبوری کے تحت اپنا مال سستے داموں فروخت کر رہا ہے۔ پھر اس کی مجبوری کا پورا اندازہ کرکے اس سے سودا بازی کرتے ہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ قیمت گھٹا سکیں۔ اس طرح کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا حرام اور ایسی سودا بازی ممنوع ہے۔ اِلّا یہ کہ بائع بطیب خاطر کچھ کمی کردے لیکن مشتری اسے مجبور نہ کرے۔ اس صورت میں یہ بیع جائز تو ہوگی مستحسن پھر بھی نہ ہوگی۔

ہمارے ہاں یہ حال ہے کہ مشتری خود بسا اوقات ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ بائع خود اس کے ہاں اپنا مال کم سے کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے اور یہ سب کام کمال ہوشیاری، جھوٹ، فریب اور بددیانتی سے انجام دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ ایسی سودا بازی کلیتاً حرام ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کا ایک واقعہ ہے۔ ایک صحابی کو کچھ ضرورت لاحق ہوئی۔ تو انہوں نے دوسرے صحابی کو اپنا گھوڑا ۵۰۰ درہم کے عوض فروخت کرنا چاہا۔ مشتری نے گھوڑے کی سواری کر کے اندازہ لگایا۔ کہ گھوڑا کم از کم ۸۰۰ درہم کا ہے۔ مشتری نے بائع سے کہا۔ اگر میں اس کا ۶۰۰ درہم دے دوں تو پھر۔ بائع بڑا خوش ہوا۔ اور بولا۔ سبحان اللہ! پھر مجھے اور کیا چاہیئے۔ وہ بولے۔ اگر ۷۰۰ درہم دے دوں تو پھر؟ بائع اور خوش ہو گیا۔ اس طرح وہ اضافہ کرتے گئے۔ اور بائع ہر بار بڑا خوش ہوتا۔ آخر مشتری بولا۔ تمہارا گھوڑا تو ۸۰۰ درہم کی مالیت کا ہے۔ تم آخر اسے اتنا سستا کیوں بیچنا چاہتے ہو؟ بائع نے کہا۔ میں اپنی ضرورت سے مجبور تھا۔ میں اپنی لڑکی کو رخصت کرنا چاہتا تھا۔" مشتری نے کہا۔ لڑکی کو رخصت کرنے کے لیے تنگ ہو کر خرچ کرنے کا شرعی طور پر کوئی جواز نہیں ہے۔ شریعت نے ہمیں ایسی تقریبات نہایت سادگی سے انجام دینے کا سبق دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ شریعت نے ہمیں مال خریدنے کی اجازت دی ہے لوگوں کی ضرورتیں خریدنے کی اجازت نہیں دی۔" پھر جب دیکھا کہ بہر حال وہ گھوڑا بیچنا ہی چاہتا ہے۔ تو اس کو پوری رقم اس کو ادا کر دی۔

مجبور لوگوں کی ضرورت کی سودا بازی کا نام ہی بیع مضطر ہے جو ناجائز ہے

(۱۷) قرض لینے کے بعد سودا بازی نہ کی جائے۔

(۱۸) جس مال پر قبضہ نہیں ہوا' اس کا نفع بھی جائز نہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

۱۔ لَا یَحِلُّ سَلَفٌ وَلَا بَیْعٌ۔

(پیشگی دیا ہوا) قرض اور بیع جائز نہیں۔

اگر بائع پہلے ہی مشتری کا مقروض ہے۔ تو سودا بازی کے وقت مشتری ضرور کم قیمت لگانے کی کوشش کرے گا۔ اور بائع لحاظ کرنے پر مجبور ہو گا ایسی صورت میں یہ بیع درست نہ ہو گی۔

۲۔ وَلَا شَرْطَانِ فِی بَیْعٍ۔

ایک بیع میں دو شرطیں حلال نہیں۔ نقد قیمت کم ادھار زیادہ۔ (اس کا بیان آگے آئے گا)

وَلَا رِبْحُ مَا لَا یُضْمَنُ۔

جس مال پر قبضہ نہیں ہوا۔ اس کا نفع حلال نہیں۔

۴۔ وَلَا بَیْعُ مَا لَیْسَ عِنْدَکَ۔ (رواہ الترمذی)

جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں۔ اس کا سودا بھی مت کرو۔"

جس مال پر قبضہ نہیں ہوا۔ اس کا نفع حلال نہیں سے مراد یہ ہے۔ کہ اس میں اگر نفع ہو جائے تو وہ پہلے بائع کا ہو گا (جو اس کا پہلا مالک ہے۔) اور مشتری جس نے اس سے وہ مال خرید کر آگے فروخت کیا ہے۔ چوں کہ ابھی اس مال پر اس کا قبضہ نہیں ہوا تھا اس لیے یہ موجودہ نفع اسے نہیں بلکہ بائع کو ملے گا۔

(۲) بیع شدہ چیز جب تک (بطور ضمان) بائع کے پاس رہے۔ اس کے نفع و نقصان کا وہی ذمہ دار ہے۔ جب تک کہ مشتری اسے اپنے قبضہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر لیتا۔ اگر وہ کوئی جانور ہے۔ اور اس مدت میں وہ بچہ جنے تو وہ بائع ہی کا ہوگا۔ اور اگر مر گیا تو بھی اسی کا نقصان ہے۔ ذیل کی حدیث بھی اس پر شاہد ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ۔ (رواہ الخمسة)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انتفاع باعتبار ضمان کے ہے۔" (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی)

یعنی جو نقصان کا ذمہ دار ہے۔ نفع بھی اسی کا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک شخص نے بکری خریدی۔ اس نے مشتری کے ہاں بچہ دیا۔ اس نے اس کے دودھ وغیرہ سے بھی فائدہ اٹھایا۔ اب اگر اس بکری میں کوئی ایسا عیب نکل آیا ہے جو بائع کے ہاں بھی موجود تھا۔ تو اب مشتری اسے پہلے داموں پہ واپس کر سکتا ہے۔ باقی رہے وہ منافع جو خریدنے والے کو حاصل ہوئے۔ تو فرمایا یہ اس کا حق ہے۔ کیوں کہ اگر بکری مرجاتی۔ تو بھی یہ نقصان اس (مشتری) کا ہی ہوتا۔

البتہ "رہن" کا معاملہ الگ ہے۔ کیوں کہ رہن شدہ چیز مرتہن کی نہیں ہو جاتی۔ راہن ہی کی رہتی ہے۔ اس لیے اس کا نفع نقصان بھی راہن (رہن رکھنے والے) کا ہوتا ہے۔ بخلاف الخراج بالضمان کے۔ کہ اس کا اصل مالک مشتری (گاہک) ہوتا ہے۔

(۱۹) سودا بازی کرتے وقت اپنے مال کے عیب سے آگاہ نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ كَتَمَا وَكَذِبَا فَمُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ۔ (متفق علیہ)

حکیم بن حزام سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بائع اور مشتری دونوں مختار ہیں (سودا طے کرنے یا فسخ کرنے کے) جب تک کہ علیحدہ نہ ہوں۔ پھر اگر انہوں نے صاف گوئی سے کام لیا۔ اور مال کے عیب کی وضاحت کر دی۔ تو ان کے سودا میں برکت دی جاتی ہے۔ اور اگر کچھ عیب وغیرہ چھپا گئے۔ یا جھوٹ سے کام لیا۔ تو ان کی بیع سے برکت اٹھالی جاتی ہے"

ہمارے ہاں اکثر کاروبار میں بائع اور مشتری کے علاوہ ایک تیسرا شخص بھی آداخل ہوتا ہے۔ جسے دلال یا کمیشن ایجنٹ کہا جاتا ہے۔ ان دلالوں کی طرفین سے طے شدہ کمیشن ہوتی ہے۔ یہاں تک تو معاملہ گوارا ہے۔ اب دلال یہ کام کرتا ہے۔ کہ بائع سے درپردہ الگ معاملہ طے کرتا ہے۔ کہ میں خواہ کتنی قیمت پر بیچوں تم (بائع) اتنی رقم کے حق دار ہو۔ یا خود بائع ہی دلال سے کہہ دیتا ہے۔ کہ مجھے بہرحال اتنی رقم ملنی چاہیئے۔ اگر تم زائد رقم وصول کر سکو تو وہ تمہاری اپنی۔ اور اس معاملہ کو مشتری سے صیغۂ راز میں رکھا جاتا ہے۔ دلال اب مشتری کو سبز باغ دکھا کر کافی زیادہ رقم بٹور لیتا ہے۔ اور جب معاملہ طے ہو جائے۔ تو یہ زائد (خفیہ) رقم بائع سے وصول کر لیتا ہے۔ اور دونوں طرف سے کمیشن بھی لے لیتا ہے۔ یہ بیع ناجائز ہے۔ کیوں کہ اگر مشتری کو اصل حالات کا علم ہو جائے۔ تو وہ یقیناً بیع فسخ کر دے۔ اور زائد خفیہ رقم جو دلال ہضم کر جاتے ہیں۔ وہ قطعاً حرام ہے۔

مزید احادیث بھی ملاحظہ فرمائیے :۔

عَنْ وَاثِلَةَ ابْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ أَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تَلْعَنُهُ۔ (رواہ ابن ماجہ)

واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا "جس شخص نے اپنی عیب دار چیز تبلائے بغیر بیچی۔ وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہے گا۔ یا فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔"

آج کل عیب دار مال کو اچھے مال میں اس طرح چھپا دینا کہ مشتری سے اس کا عیب مخفی رہے۔ ایک باقاعدہ فن کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اور جو شخص اس کام میں ماہر ہو۔ اسے بہت سمجھدار تصوّر کیا جاتا ہے۔ یا اگر کوئی جانور فروخت کرتا ہو تو اس کے اصل مالک کو اس کے متعلق جو کچھ معلوم ہوتا ہے مشتری اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس طرح بائع عیب تبلائے بغیر چیز کی صحیح قیمت وصول کر لیتا ہے۔ یہ صریح فریب کاری ہے۔ اور ایسی بیع حرام ہے۔ درج ذیل حدیث اس کی مزید وضاحت کر رہی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلہ کے ایک ڈھیر پر گزر ہوا۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا۔ تو انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی۔ فرمایا "اے غلے والے یہ کیا؟ کہنے لگا۔ یا رسول اللہ۔ بارش ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا "تو تو نے (اس نم دار غلہ کو) ڈھیر کے اوپر کیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کر دیا۔ تاکہ لوگ دیکھ سکتے۔" پھر فرمایا "جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں"۔

ایسے فریب کار آدمی سے آں حضورؐ کس قدر بیزاری کا اظہار فرما رہے ہیں۔ کہ ایسے شخص کو مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا ایسی فریب کاریوں سے پرہیز کیجئے۔ یا پھر حضور اکرمؐ سے لاتعلقی گوارا کیجئے۔

(۲۰) سودا واپس موڑ لینا کارِ ثواب ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا اَقَالَهُ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بائع کسی مسلمان کا سودا واپس کر لے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہوں کو موڑ دے گا (یعنی سودا مکمل ہو جانے کے بعد پھر مشتری کی خواہش پر سودا واپس لے کر اس کی قیمت اسے دے دے۔ اللہ اس کے گناہ معاف فرما دے گا)

اور ہمارے ہاں اکثر دوکانوں پر لکھا ہوتا ہے۔ کہ "خریدا ہوا مال واپس نہ ہوگا" اس واپس نہ کرنے میں جو کچھ مضمر ہے۔ اس سے سب آگاہ ہیں۔ ذیل کی حدیث میں اس کی صراحت بھی موجود ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَفْقَةَ خِيَارٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يُّفَارِقَ صَاحِبَهٗ خَشْيَةَ اَنْ يَّسْتَقِيْلَهٗ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

حضرت عمروؓ بن شعیب اپنے باپ سے، اور وہ اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "بائع اور مشتری جب تک جدا نہ ہوں۔ سودے کے متعلق مختار ہیں۔ اِلّا یہ کہ اختیار کی شرط بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لی جائے۔ اور دونوں میں سے کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اس خوف سے جلد جدا ہونے کی کوشش کرے۔ کہ کہیں سودا واپس نہ ہو جائے۔

(۲۱) ایک ہی بیع دو صورتوں میں نہ کی جائے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعَتَیْنِ فِیْ بَیْعَۃٍ۔

(رَوَاہُ مَالِکٌ - تِرْمِذِیُّ - اَبُوْدَاؤُدَ - نَسَائِیُّ -)

وَلِاَبِیْ دَاؤُدَ مَنْ بَاعَ بَیْعَتَیْنِ فَلَہٗ اَوْکَسُھُمَا اَوِ الرِّبَا۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی سودا دو صورتوں میں کرنے سے منع فرمایا (مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی) اور ابوداؤد میں یہ اضافہ ہے "جس شخص نے ایک ہی سودا دو صورتوں میں کیا۔ تو مشتری کے لیے کم قیمت والا ہی ہے۔ یا پھر وہ سود ہوگا۔"

اس شرط کا اطلاق اس وقت ہوگا۔ جب کسی سے ایک ہی وقت میں دو سودے کیے جائیں۔ نقد کم قیمت پہ اور ادھار زیادہ قیمت پر۔ بعض علماء کا خیال ہے۔ کہ اس شرط کا اطلاق صرف اس صورت میں ہوگا جب کہ ایک شخص سے دو سودے کیے جائیں۔ ادھار کی اور نقد کی قیمت مختلف ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ خریدار بھی مختلف ہوں۔ مثلاً ایک شخص ایک کرسی ۲۰ روپے نقد پہ فروخت کر رہا ہے۔ پھر اس کے بعد کوئی دوسرا ادھار کا گاہک آتا ہے۔ تو بائع وہی یا اس جیسی کرسی اس کے ہاتھ ۲۵ روپے کی بیچ دیتا ہے۔ تو یہ جائز ہے۔ کیوں کہ یہ دونوں سودے الگ الگ ہیں۔ جس چیز سے منع فرمایا گیا وہ یہ ہے کہ ایک ہی سودے میں دو سودے مت کیے جائیں۔ ایک ہی مشتری سے نقد اور ادھار کی قیمتیں الگ الگ نہ طے کی جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۲) میوہ دار درختوں یا باغ کی بیع۔

اگر پہلے سے پھل (بُور) لگ چکا ہو تو پکنے پر پھل بائع کا ہوگا۔ الا یہ کہ مشتری اپنے حق میں شرط طے کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ الَّذِي بَاعَهَا. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی شخص قلم لگ جانے کے بعد درخت خریدے۔ تو درخت کے پھل بائع کی ملکیت ہوں گے۔ مگر یہ کہ مشتری اپنے لیے شرط کرلے۔

(۲۳) اپنے وعدہ کی بڑی سختی سے پابندی کی جائے:۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ، إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ (۱۷/۳۴)

اور عہد کو پورا کرو عہد کے متعلق ضرور بازپرس کی جائے گی۔

اب حدیث قدسی ملاحظہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: "ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن ان تین شخصوں کا مدعی میں خود ہوں گا۔

رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ

(۱) جو شخص مجھے درمیان میں لا کر عہد کرے۔ پھر وعدہ پورا نہ کرے۔

وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) جو کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت خود ہضم کر جائے۔

وَرَجُلٌ اِسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْهُ وَلَمْ یُعْطِهٖ اَجْرَهٗ (رواہ مسلم)

(۳) جو شخص کسی مزدور سے پورا کام لے کر اس کی اجرت نہ دے۔

(۲۴) لین دین کا معاملہ کرتے وقت خود غرضی کو بالائے طاق رکھ کر مشورہ صحیح دینا چاہیئے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ (ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۴۲۰)

جس سے مشورہ طلب کیا جائے۔ اس کی حیثیت امین کی ہوتی ہے۔

لہذا اسے مشورہ خلوص اور دیانت داری سے دینا چاہیئے۔ ہمارے ہاں یہ مرض بہت عام ہے۔ اگر آپ نے عمارت کا کچھ کام کرانا ہو۔ اور راج مستری سے مشورہ کریں۔ تو وہ یقیناً آپ کو ایسا مشورہ دے گا جس میں اس کا اپنا مفاد مضمر ہوگا۔ زیادہ کام کو تھوڑا اور زیادہ لاگت کو کم کر کے بتائے گا۔ جس سے اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک دفعہ کام شروع ہو جائے۔ تو مالک پھنس کر آئندہ سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور ہو جائے۔ لہذا وہ ایسی باتوں سے مالک کو پھانس کر اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتا ہے آپکو معاشرہ کے ہر طبقہ اور زندگی کے ہر پہلو میں آپ کو بسا اوقات ایسے ہی مشورے ملیں گے۔ کوئی سودا بازی کی بات ہو۔ برادری کا معاملہ ہو۔ صحیح مشیر کم ہی ملیں گے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔

(۲۵) ماپ تول میں کمی کے بجائے کچھ اضافہ کرنا چاہیئے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازار تشریف لے گئے۔ وہاں ایک تولا (وہ شخص جو کسب کے طور پر اجناس وغیرہ تولتا ہے) کوئی جنس تول رہا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسائی وارمی۔ (النسائی جلد ۲)

تول اور جھکتا تول۔ (طویل حدیث کا ایک اقتباس)

ظاہر ہے۔ کہ اس جھکتا تولنے کا فائدہ دوسرے بھائی کو ہی پہنچ سکتا ہے۔ خود تھوڑی بہت کسر کھا کر بھی دوسرے کو فائدہ پہنچانا ہی اسلامی تعلیم ہے۔ لیکن یار لوگوں نے اس معاملہ میں کچھ ایسی مہارت پیدا کرلی ہے۔ کہ دیکھنے والا یہی تصو کرتا ہے۔ کہ اُسے جھکتا مل رہا ہے۔ اور گھر جاکر وزن کرے تو کبھی پورا نہیں نکلتا۔ یہی حال ماپ اور لمبائی کے پیمانوں میں ہوتا ہے۔

(۲۶) مساجد میں سودا بازی سے پرہیز کی جائے۔

مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز اور دینی تعلیمات کے حصوں کا مرکز ہیں۔ اور بازار میں کاروباری دھندوں کی گھما گھمی ہوتی ہے۔ ان دنیوی اشغال سے کچھ وقت بے تعلق ہونے اور اللہ کی یاد میں مشغول ہو کر روحانی غذا حاصل کرنے کے لیے مسجد میں پانچ وقت کی حاضری لازمی قرار دی گئی ہے۔ تاکہ خدا تعالےٰ کے احکام کی ہر دم یاد تازہ ہوتی رہے۔ گویا مساجد اور بازار دونوں ایک دوسرے کی عین ضد ہیں۔ اسی لیے حضور نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اَحَبَّ الْبِلَادِ عِنْدَ اللّٰہِ مَسَاجِدُ وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اَسْوَاقُھَا۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین جگہیں مساجد اور ناپسندیدہ ترین جگہیں بازار اور منڈیاں ہیں۔

تو اسی بنا پر مساجد میں کاروباری بات چیت کرنے سے منع فرمادیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸)

قرض، رہن اور دیوالیہ

کاروبار تجارت میں اکثر قرضہ کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ سودی قرضہ کا دروازہ تو اسلام نے قطعی طور پر بند کر دیا ہے۔ لیکن قرض بلا سود کے دروازے کھلے ہیں۔ کاروبار مضاربت کی صورت میں بھی کیا جا سکتا ہے، شراکت کی صورت میں بھی۔ جن کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ علاوہ ازیں کاروباری لوگوں کو دستی ادھار لینے کی بھی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ جہاں سے مال خریدتے ہیں وہاں کچھ رقم نقد ادا کر دی جاتی ہے۔ باقی ادھار کر لیا۔ یا اپنے گاہک کو مال چکاتے وقت پوری رقم وصول نہ ہوئی تو ادھار ہو گیا۔ یا بائع کے اس مشتری نے رقم پیشگی جمع کرا دی۔ غرض کاروبار میں ادبار قرض اور لین دین کی اکثر ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں درج ذیل ہدایات پر پورا پورا عمل کیا جائے۔ جو خدا اور اس کے رسول نے دی ہیں۔

قرض حسنہ کیا ہے؟

عام طور پر قرض بلا سود کو قرض حسن کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ قرض حسنہ کیلئے بلا سود کے علاوہ چند شرائط اور بھی ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) قرض صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے دیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) قرض دے کر مقروض پر احسان نہ جتلایا جائے۔ نہ اس سے بیگار لی جائے نہ کوئی اور فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۳) اگر مقروض شکریہ کے طور پر کسی وقت کوئی ہدیہ پیش کرے۔ تو حتے الوسع اس سے اجتناب کیا جائے۔ الّا یہ کہ اس قرضہ سے پہلے بھی ان دونوں کے درمیان تحفہ تحائف کا سلسلہ چلتا رہتا ہو۔

(۴) قرض دینے کے بعد اس سے کوئی ایسی سودا بازی نہ کی جائے۔ کہ وہ قرض کے احسان کی وجہ سے کم قیمت پر بھی مال دینے پر رضامند ہو جائے (یہ سب شکلیں غیر شعوری طور پر سود کی مد میں آجاتی ہیں)

(۵) اگر مقروض فی الواقع تنگ دست ہے۔ اور اپنے وعدہ پر قرضہ بیباق نہیں کر سکا۔ تو اسے اس کی فراغت تک مہلت دی جائے۔ اور یہ بہت بڑا ثواب کا کام ہے۔ اور اگر اس کی محتاجی کو مدنظر رکھ کر معاف ہی کر دیا جائے۔ تو یہ اور بھی بہتر ہے۔

یہ ہے وہ قرضہ جس کی اللہ تعالےٰ نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ یہ اور اس مضمون کی آیات قرآن کریم میں بے شمار ہیں۔

قرآن کریم میں جس قدر قرض حسنہ کی تاکید کی گئی ہے۔ اتنا ہی یہ ہمارے معاشرے سے ناپید ہو گیا ہے۔ اگر کوئی کسی کو قرضہ دے بیٹھے تو سمجھ لیجے کہ وہ رقم ہی ڈوب گئی۔ اب آپ کی خوش قسمتی ہے۔ کہ وہ رقم آپ کو واپس مل جائے۔ عدالت کی طرف رجوع کیا جائے۔ تو طویل مقدمات کے بعد بھی کچھ حاصل وصول ہونا مشکل ہے۔ اور اگر کچھ وصول ہو بھی جائے۔ تو قرض خواہ اس لمبی پریشانی کے عوض بسا اوقات اپنی رقم پر فاتحہ پڑھ لینا گوارا کر جاتا ہے۔ آج کل جس طرح اسلام کی دوسری اخلاقی قدریں بدل گئی ہیں۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح اس قرض حسن کی مٹی بھی پلید ہو رہی ہے۔ قوم کا مزاج کچھ ایسا بگڑ چکا ہے کہ وہ خود بھی قرض حسنہ کے بجائے سود لینا دینا پسند کرتے ہیں۔ صاحب استطاعت لوگ اگر یہ نیکی کا کام کرنا چاہیں بھی تو معاشرہ کی نادہندگی کی وجہ سے پریشانی سے بچنے کی خاطر انکار کر دیتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ان حالات میں جھوٹ سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہماری حکومتیں اور عدالتیں قرض حسنہ کے سلسلہ میں انتہا درجہ کی حوصلہ شکنی کرتی ہیں اور سود جیسی لعنت کی سرپرستی کرتی ہیں۔ ان عدالتوں کی نگاہ میں قرض حسنہ اگر گناہ نہیں تو معیوب ضرور ہے۔ دوسری طرف اسلام نے اگر قرض حسنہ دینے کو بہت بڑی نیکی قرار دیا ہے۔ تو ساتھ ہی قرض بلا ضرورت لینے کو اگر گناہ نہیں تو معیوب ضرور قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقروض آدمی کا جنازہ تک پڑھنے سے انکار کر دیا کرتے تھے۔ تاآنکہ اس کی ادائیگی کی کوئی صورت نہ نکل آئے۔

اگر مقروض قرض کی واپسی کی اہلیت رکھتا ہے۔ مگر پھر بھی ادا نہیں کرتا۔ تو اس کے اسی جرم کو شریعت اسلامیہ نے قابل تعزیر قرار دیا ہے۔

اب اس سلسلہ میں ارشادات نبویؐ ملاحظہ فرمائیے۔

قرض لینے والے (مقروض)

مقروض کے لیے سب سے ضروری بات وعدہ کی پابندی ہے۔

اور اگر ہو سکے تو وعدہ سے پہلے ہی ادا کر دے۔ یہ صورت بڑی مستحسن ہے۔ ورنہ اپنے وعدہ پر تو ضرور ادائیگی کرے۔ اور اگر حالات سے مجبور ہے۔ تو کم از کم قرض خواہ کے پاس جا کر اسے حالات سے مطلع تو کرے۔ اور اس سے معذرت کرے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۔ ۱۷/۳۴

اور اپنے عہد پورے کرو۔ عہد کے متعلق یقیناً (قیامت کو) باز پرس ہوگی۔

حضور اکرم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّوجل فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے روز میں ایسے شخص پر خود مدّعی بنوں گا۔ جس نے مجھے درمیان میں لاکر عہد کیا۔ پھر پورا نہ کیا (یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے)۔

اگر مقروض ان تینوں باتوں میں سے کوئی بھی پوری نہ کرے۔ تو شریعت نے قرض دار کو یہ حق دیا ہے۔ کہ وہ آکر مقروض سے سختی سے مطالبہ کرے۔ اور اسے سخت سست کہہ لے۔ بلکہ اگر قرض خواہ کو ضرورت پیش آئے۔ تو وہ وعدہ سے پہلے بھی پوچھنے کا حق رکھتا ہے۔ لہذا قرض کے سلسلہ میں وعدہ کا پورا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مومن کی روح اس کے قرضہ کے سبب سے معلّق رہتی ہے۔ تاآں کہ قرضہ کی ادائیگی ہو جائے"۔ (شافعی، احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

قرض ناقابلِ معافی گناہ ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ ۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ مگر قرضہ (کی بخشش نہیں)"

شہادت جیسا بلند مرتبہ عمل جس کے متعلق ارشاد ہے۔ کہ خون کا پہلا قطرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرتے ہی شہید جنت کا حق دار بن جاتا ہے۔ تو یہاں بھی قرض جیسی لعنت آڑے آسکتی ہے۔ لہٰذا قرض سے حتی الوسع اجتناب ضروری ہے۔

درج ذیل حدیث اس سے بھی واضح تر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا مُّقْبِلًا غَیْرَ مُدْبِرٍ یُکَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّیْ خَطَایَایَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلَمَّا اَدْبَرَ نَادَاهُ فَقَالَ: نَعَمْ اِلَّا الدَّیْنَ کَذٰلِكَ قَالَ جِبْرِیْلُ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ کہ ایک آدمی نے سوال کیا۔ یارسول اللہ بتلایئے۔ کہ اگر میں خدا کی راہ میں مارا جاؤں۔ درآں حالیکہ میں صبر کرنے والا۔ ثواب کی نیت رکھنے والا، آگے بڑھنے والا اور پیٹھ نہ پھیرنے والا ہوں۔ تو کیا اللہ میرے سب گناہ معاف کردے گا۔ فرمایا "ہاں"۔ وہ چلا گیا۔ آپؐ نے اسے پھر آواز دے کر بلایا اور فرمایا "ہاں، مگر قرضہ معاف نہ ہوگا" حضرت جبریل نے مجھے اسی طرح بتایا ہے"

یعنی سائل کے سوال پر حضور اکرم نے تو بخشش کی بشارت دے دی۔ مگر خداوند تعالیٰ نے اسی وقت وحی بھیج کر اس "شہادت" میں ترمیم فرمادی۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقروض آدمی کی نماز جنازہ پڑھنے سے اکثر اجتناب فرماتے تھے۔ حدیث ذیل ملاحظہ ہو۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَیْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَیْهِ دَیْنٌ۔ قِیْلَ لَا، فَصَلّٰی عَلَیْهَا۔ ثُمَّ اُتِیَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰی فَقَالَ هَلْ عَلَیْهِ دَیْنٌ؟ قِیْلَ نَعَمْ۔ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَیْئًا؟ قَالُوْا ثَلٰثَةُ دَنَانِیْرَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوا ثَلَاثَةُ دَنَانِيرَ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا لَا۔ قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ" فَصَلَّى عَلَيْهِ۔ (بخاری)

سلمہ بن اکوع سے روایت ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ صحابہ نے آپ سے کہا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھائیے آپ نے پوچھا اس پر کوئی قرضہ ہے؟ عرض کیا "نہیں"۔ تو آپ نے اس کی نماز پڑھا دی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا۔ فرمایا۔ اس پر کچھ قرض ہے"؟ کہا گیا ہاں۔ فرمایا، کیا وہ کچھ چھوڑ گیا ہے؟ صحابہؓ نے کہا "تین دینار چھوڑے ہیں۔ پس آپ نے اس کی نماز پڑھائی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا۔ آپ نے پوچھا" اس پر کچھ قرضہ ہے"۔ عرض کیا" تین دینار کا مقروض ہے۔ فرمایا، کیا کچھ چھوڑا ہے؟ ہم نے عرض کیا کچھ نہیں"۔ آپ نے فرمایا "خود ہی اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو" ابو قتادہ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ آپ نماز پڑھائیے اس کا قرضہ میرے ذمہ ہوا"۔ تو آپ نے اس پر نماز پڑھا دی۔ (بخاری)

یہ وہ دور تھا جب مملکتِ اسلامیہ تہی دست تھی۔ لیکن فتح مکہ کے بعد جب بیت المال میں قومی فنڈ جمع رہنے لگا۔ تو حضور اکرم ان غریب مسلمانوں کے قرضے جو فوت ہو جاتے اور قرض باقی چھوڑ جاتے۔ اپنے ذمہ ڈال لیتے تھے۔ اور یہ آپ کا اُمت پر بڑا احسان ہے۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ قَضَاءً؟ فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَامَ فَقَالَ أَنَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاءُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی میت لائی جاتی، تو آپ پوچھتے "کیا اس نے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑا ہے"۔ اگر بتایا جاتا کہ ہاں اتنا مال چھوڑ گیا۔ تو آپ اس کی نماز پڑھا دیتے وگرنہ مسلمانوں سے کہتے "اپنے بھائی کی نماز تم خود ہی پڑھ لو"۔ پھر جب اللہ نے آپ پر فتوحات کا دروازہ کھولا۔ تو آپ (منبر پر) کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ میں مومنوں کا ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ خیر خواہ ہوں۔ تو جو کوئی فوت ہو جائے۔ اور اس پر قرضہ ہو، تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہو گی۔ اور جو مال چھوڑ جائے۔ تو وہ مال اس کے ورثاء کے لیے ہے"۔

حدیثِ مذکورہ سے ہی فقہاء نے یہ حکم اخذ کیا ہے۔ کہ وہ شخص جو قرض چھوڑ کر مرے اور اس کی ادائیگی کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ تو اسلامی حکومت سرکاری خزانے سے اس کا قرض ادا کرے

نادہندگی

مقروض کی نیت کا پھل اسے مل کر رہتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا۔ أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص لوگوں سے قرض لے۔ اور ادائیگی کی نیت رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ادائیگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی توفیق دے گا۔ اور جو کوئی تلف کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اللہ خود اسے تلف کر دے گا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ۔ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُکُمْ عَلٰی مَلِیٍّ فَلْیَتْبَعْ۔ رَوَاہُ الْمُسْلِمُ وَالْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب توفیق کا ادائیگی میں، تاخیر کرنا ظلم ہے۔ اور جب تم میں سے کوئی شخص کسی صاحب توفیق کے حوالہ کیا جائے۔ تو اس غنی کو چاہیئے کہ حوالہ قبول کرے۔

نادہندگی بحیثیت تعزیری جرم

وَعَنِ الشَّرِیْدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیُّ الْوَاجِدِ یُحِلُّ عِرْضَہٗ وَعُقُوْبَتَہٗ، قَالَ ابْنُ الْمُبَارَکِ یُحِلُّ عِرْضَہٗ یُغْلَظُ لَہٗ وَعُقُوْبَتُہٗ اَنْ یُحْبَسَ لَہٗ۔ (ابوداؤد والنسائی)

حضرت شرید سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ادائیگی کر سکنے والے کی نادہندگی، اس کی بے عزتی اور سزا کو جائز کر دیتی ہے۔ ابن مبارک نے کہا۔ بے عزتی یہ ہے۔ کہ اسے برا بھلا کہا جائے۔ اور سزا یہ کہ اسے قید کر دیا جائے۔

حسنِ ادائیگی

اگر مقروض سے بیتر آسکے تو اصل رقم سے کچھ زیادہ دے دے۔ اور یہ چیز بطور شکریہ ہوگی۔ نہ کہ بطور سود (سود جب ہے کہ قرض خواہ خود اس کا مطالبہ کرے) بلکہ یہ ادائیگی کی بہترین صورت ہے۔ اور اگر وہ اصل چیز سے کچھ بہتر ادا کر سکے۔ تو یہ بھی ادائیگی کی احسن صورت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي۔ (ابوداؤد)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض لیا تھا سو آپ نے حساب چکا دیا، اور مجھے کچھ زیادہ بھی دیا۔

وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو رَافِعٍ: فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَقُلْتُ لَا أَجِدُ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رُبَاعِيًا: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَعْطِهِ إِيَّاهُ، فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً۔ (مسلم)

حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوان اونٹ قرض لیا۔ پھر آپ کے پاس زکوٰۃ کے اونٹ آئے۔ ابورافع کہتے ہیں۔ کہ آپ نے مجھے اس آدمی کا اونٹ ادا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے کہا۔ اس مال میں تو اس سے بہتر اونٹ (چھ سات برس کے) چار دانتوں والے موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا وہی دے دو۔ کیوں کہ لوگوں میں بہترین آدمی وہ ہے جو ادائیگی میں اچھا ہے۔ (مسلم)

آپ نے ایک چیز کے عوض اس سے بہتر چیز واپس کی۔ اور امت کے لیے ایک عام اصول بھی ارشاد فرمایا۔ کہ تم میں سے بہتر وہ ہے۔ جو ادائیگی میں بہتر ہے کہ یہ بھی حسن ادائیگی کی ایک شکل ہے۔ اور اگر چیز اچھی ادا نہیں کر سکتا۔ تو پھر ادائیگی کے وقت شکریہ ضرور ادا کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ قَالَ اسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَجَاءَهُ مَالٌ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ فَقَالَ:۔ بَارَكَ اللهُ تَعَالَى فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ۔ (رواہ النسائی)

حضرت عبداللہ بن ابی ربیعۃ سے روایت ہے۔ کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس ہزار درہم قرض لیے۔ پھر جب مال آیا۔ تو آپ نے وہ رقم مجھے لوٹا دی اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تیرے مال اور اہل میں برکت عطا فرمائے" (پھر فرمایا) قرض دینے کا بدلہ صرف حسنِ ادائیگی اور شکریہ ادا کرنا ہے"

یہ قرضے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے۔
ریاستی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہوتے تھے۔ ورنہ اپنی ذات کے لیے تو آپ کو ایسے قرضوں کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے آخری دم تک "فقر" ہی کو پسند فرمایا۔

مقروض نے اگر وقت پر ادائیگی نہیں کی۔ اور قرض خواہ آکر تقاضا کرتے وقت کچھ سخت سست بات کرے۔ تو مقروض اسے تحمل سے برداشت کرے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ تَقَاضٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَغْلَظَ لَهٗ، فَهَمَّ اَصْحَابُهٗ، فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا؛ وَاشْتَرُوْا لَهٗ بَعِیْرًا فَاَعْطُوْهُ اِیَّاهُ قَالُوْا: لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ اشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ، فَاِنَّ خَیْرَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہا ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض کا تقاضا کیا۔ اور آپ کو سخت سست کہنے لگا۔ صحابہ نے اس کو ایذا دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا" اسے کچھ نہ کہو" حق والے کو باتیں کرنے کا حق ہے اس کے لیے اونٹ خرید و اور اسے دے دو" صحابہ نے عرض کیا" ہمیں اس کے اونٹ جیسا اونٹ نہیں مل رہا اس سے بہتر ملتا ہے"۔ آپ نے فرمایا۔ وہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد دے دو۔ کیوں کہ تم میں سے بہتر وہ ہے۔ جو ادائگی میں اچھا ہو۔

قرض دینے والے (قرضخواہ)

قرض خواہ سے سفارش

قرض دینے والوں کو اللہ تعالیٰ یوں ہدایت فرماتے ہیں۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ۔

"اگر مقروض تنگ دست ہے۔ تو اسے فراغت تک مہلت دو۔ اور اگر اسے معاف ہی کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔"

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ كَانَ لَهٗ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ اَخَّرَهٗ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ"۔ (رواہ احمد)

عمران بن حصین سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کے ذمے کسی کا قرض ہو اور مقروض ادائیگی میں تاخیر کرے۔ تو قرض خواہ کے لیے ہر دن کے عوض صدقہ ہے۔

مقروض سے نرمی اختیار کرنا:-

وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ۔ (مسلم)

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات محبوب ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے قیامت کی سختیوں سے نجات دے، تو اسے چاہیئے کہ تنگ دست کو مہلت دے، یا پھر اسے معاف کر دے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی مضمون کی ایک دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

وَعَنْ اَبِی الْیَسَیْرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْہُ اَظَلَّہُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ۔ (مسلم)

ابی الیسیر سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے۔ جو شخص تنگ دست کو مہلت دے یا اسے معاف کر دے۔ تو خدا تعالیٰ اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔

دوسرے کے قرض کی ادائیگی } دوسروں کی طرف سے قرض ادا کر دینا باعث مغفرت اور بڑے ثواب کا کام ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَۃٍ لِیُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَقَالَ ھَلْ عَلٰی صَاحِبِکُمْ دَیْنٌ؟ قَالُوْا نَعَمْ، قَالَ: ھَلْ تَرَکَ لَہٗ مِنْ وَفَاءٍ؟ قَالُوْا لَا. قَالَ: صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ" قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ" عَلَیَّ دَیْنُہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی عَلَیْہِ۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ تاکہ آپؐ اس کی نماز پڑھائیں۔ فرمایا" کیا تمہارے ساتھی پر کچھ قرض ہے"۔ بولے "ہاں" فرمایا گیا اس نے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑا ہے" عرض کیا' نہیں۔ فرمایا" تو پھر اپنے دوست پر خود ہی نماز پڑھ لو"۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے عرض کیا" یارسول اللہ! اس کا قرضہ میرے ذمہ ہوا"۔ تو آپ آگے بڑھے اور اس کی نماز پڑھائی۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَعْنَاہُ: وَقَالَ فَکَّ اللّٰہُ رِھَانَکَ عَنِ النَّارِ کَمَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَلَكْتَ بِهَا نَ اَخِيْكَ الْمُسْلِمِ - لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقْضِىْ عَنْ اَخِيْهِ دَيْنَهُ اِلَّا فَكَّ اللهُ رِهَانَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - (رواہ فی شرح السنۃ)

اور اسی مضمون کی ایک اور روایت میں ہے۔ کہ آپ نے (حضرت علیؓ سے) فرمایا "جس طرح تو نے اپنے مسلمان بھائی کی گردن آگ سے آزاد کی ہے۔ اسی طرح اللہ تجھے نارِ جہنم سے آزاد کرے۔ پھر فرمایا۔ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا قرضہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے نفس کو آزاد فرما دے گا۔"

رہن

لین دین کرتے وقت یا قرض لیتے وقت بعض اوقات کوئی چیز رہن رکھنے کی ضرورت بھی پیش آجاتی ہے۔ خصوصاً جب لین دین کرنے والوں میں پہلے اعتماد قائم نہ ہو۔ لہٰذا اس کے احکام بھی ملاحظہ فرمائیے۔

۱:۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِىْ رَهَنَهُ لَهُ غُنْمُهُ وَعَلَيْهِ غُرْمُهُ - (رواہ الشافعی مرسلاً)

حضرت سعیدؒ بن المسیب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گرو رکھنا (کسی گرو رکھی ہوئی چیز کو اس کے اصل مالک سے نہیں روک سکتا۔ اس کا فائدہ بھی اسی کے لیے ہے۔ اور اس کا تاوان بھی اسی پر ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرہونہ چیز کے نفع ونقصان کا ذمہ دار اصل مالک (راہن) ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مرہونہ جانور مرگیا۔ تو یہ نقصان اصل مالک (مقروض) کا ہے۔ مرتہن کا نہیں۔ اسی طرح اگر جانور نے بچہ جنا تو وہ بھی اصل مالک کا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلظَّهْرُ یُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ یُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَی الَّذِیْ یَرْكَبُ وَیَشْرَبُ النَّفَقَةُ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مرہونہ جانور کی پیٹھ سواری کے لیے اور شیر دار مرہونہ جانور کا دودھ پینے کے لیے اس کے اخراجات کے عوض جائز ہے۔ اور جو شخص سواری کرتا یا دودھ پیتا ہے۔ اسی کے ذمہ اس کا خرچہ ہے"۔

یعنی شیر دار جانور کا دودھ اس کی خوراک کے عوض اور سواری والے جانور کی سواری اس کی خوراک کے عوض مرتہن کے لیے جائز ہے۔ مگر جانوروں کے علاوہ دوسری مرہونہ اشیاء سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ اگر کچھ فائدہ حاصل ہو تو وہ رہن رکھنے والے کا ہوگا۔ مثلاً کسی نے مکان کو رہن رکھا ہے۔ تو اگر مرتہن اس کا کرایہ وصول کرے تو وہ رقم راہن کی ہوگی جو کہ اصل مالک ہے نہ کہ مرتہن کی۔ اور اگر وہ خود اس میں رہتا ہے تو اسے مناسب کرایہ راہن کے حساب سے وضع کرنا ہوگا۔ اسی طرح مرمت مکان کا خرچہ بھی اصل مالک کے کھاتہ میں جائے گا۔

یہی صورت زمین کی ہے۔ مرتہن اگر خود کاشت کرے۔ تو بحیثیت کاشتکار وہ اپنے حصہ کا مستحق ہے۔ زمین کا حصہ اس کے اصل مالک کے کھاتہ میں وضع ہوگا۔ اور اگر کسی کو کاشت کے لیے دے دے تو بھی زمین کا حصہ اصل مالک (راہن) ہی کا حق ہے۔ جو کہ اس کے قرضہ سے وضع کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ وہ چیزیں جن کے رکھنے پر کوئی خرچ نہیں آتا۔ اور بآسانی سنبھالی جا سکتی ہیں۔ مثلاً زیور، مشین وغیرہ۔ ان سے استفادہ کرنے کا مرتہن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کوئی حق نہیں۔ وہ اس کے پاس بطور امانت ہیں۔

دیوالیہ

بعض دفعہ مقروض آدمی کسی ناگہانی آفت یا خسارے کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتا کہ وہ آئندہ کسی وقت بھی اپنے قرض خواہوں کی ادائیگی کر سکے۔ ایسے شرعی اصطلاح میں مفلس اور ہماری زبان میں "دیوالیہ" کہتے ہیں۔ اس کے متعلق بھی ارشاداتِ نبوی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ اَفْلَسَ فَاَدْرَكَ رَجُلٌ مَالَهٗ بِعَیْنِهٖ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْ غَیْرِهٖ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص مفلس ہو جائے۔ اور کوئی آدمی اپنا مال بعینہٖ اس کے پاس پائے۔ تو وہ اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔" (بخاری ومسلم)

(۲) دیوالیہ آدمی کا مال قرض خواہوں میں قرضہ کی نسبت سے تقسیم ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اُصِیْبَ رَجُلٌ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَیْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: تَصَدَّقُوْا عَلَیْهِ، فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَیْهِ فَلَمْ یَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَیْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهٖ ۔ خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَیْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص نے پھل خریدا جسے نقصان پہنچ گیا۔ اور اس کا قرضہ بہت بڑھ گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا: "اس پر صدقہ کرو"۔ لوگوں نے صدقہ کیا۔ پھر بھی اتنی رقم نہ ہو سکی جو قرضے پورے کر سکے۔ آپ نے قرض خواہوں سے فرمایا۔ "جو کچھ نسبت کے ساتھ تمہیں ملتا ہے لے لو۔ اور تمہارے لیے یہی کچھ ہے۔

یعنی اگر ایک آدمی کا قرضہ اس کے اثاثہ سے تین گنا ہے۔ تو ہر ایک قرض خواہ کو اس کی رقم کا صرف ایک تہائی ملے گا۔ ہاں ایسا قرض خواہ جس کا مال ابھی اس کے پاس بعینہٖ پڑا ہے۔ تو وہ قرض خواہ اپنا مال لے لے گا۔ باقی قرض خواہ بقایا اثاثہ کو مناسبت سے تقسیم کریں گے۔ اور آئندہ بھی کچھ توقع نہ رکھنی چاہیئے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے۔ کہ زید نے بکر سے ایک بھینس دو ہزار روپے کی ادھار لی۔ زید دیوالیہ ہو گیا ہے۔ اس کا مجموعی قرضہ پندرہ ہزار ہو گیا۔ اور اس کا کل اثاثہ! اس بھینس سمیت صرف پانچ ہزار روپے ہے۔ اصولاً تو اب ہر قرض خواہ کو تیسرا حصہ ملنا چاہیئے۔ مگر بکر جا کر اپنی بھینس واپس لے سکتا ہے۔ اب بقایا قرضہ تیرہ ہزار رہ گیا۔ اور اس کا اثاثہ باقی تین ہزار۔ تو اب یہ اس نسبت سے قرض خواہوں میں تقسیم ہو گا۔

دوسری چیز جو اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ مفلس آدمی صدقات وخیرات کا حق دار ہوتا ہے۔ لہٰذا عام مسلمانوں کو اس کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔

(۳) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ شَابًّا سَخِيًّا وَكَانَ لَا يُمْسِكُ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ يُدَانُ حَتّٰى أَغْرَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِي الدَّيْنِ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ لِيُكَلِّمَ غُرَمَاءَهٗ۔ فَلَوْ تَرَكُوْا لِأَحَدٍ لَتَرَكُوْا لِمُعَاذٍ لِأَجْلِ رَسُوْلِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَاعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَھُمْ مَالَہٗ حَتّٰی قَامَ مُعَاذٌ بِغَیْرِ شَیْءٍ۔

(رواہ سعید فی سننہ مرسلا)

حضرت عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے مروی ہے۔ کہ حضرت معاذ بن جبل ایک سخی جوان تھے۔ کوئی چیز ان کے پاس نہ ٹھہرتی۔ اور وہ ہمیشہ مقروض رہتے۔ یہاں تک کہ اپنا سارا مال قرض میں ڈبو دیا۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ میرے قرض خواہوں سے بات چیت کریں۔ قرض خواہ اگر کچھ چھوڑنے والے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر حضرت معاذ کو ضرور چھوڑ دیتے (مگر وہ اس بات پر آمادہ نہ ہوئے) آخر آپ نے حضرت معاذ کا سارا سامان بیچ کر قرض خواہوں کو کچھ دے دلا کر رخصت کر دیا۔ اور حضرت معاذ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔

حدیث بالا سے مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) قرضہ لینا ایک مذموم فعل ہے۔ خواہ قرض لے کر صدقہ ہی کیوں نہ کر دیا جائے لہٰذا حتی الوسع قرض سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

(۲) انسان کے پاس خواہ کچھ بھی نہ بچے تب بھی قرض ادا کرنا مقدم ہے۔

(۳) ایک دوسری حدیث میں یہ تفصیل بھی موجود ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُعاذ کے قرض خواہوں سے بات چیت کر لی۔ تو پھر حضرت مُعاذ کو ان کے اثاثہ میں کسی طرح کا تصرف کرنے سے آپ نے منع فرما دیا۔ پھر سب کچھ بیچ کر قرض خواہوں کو ادائیگی کر دی۔

قرقی:۔

(۴) عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَجَرَ عَلٰی مُعَاذٍ مَالَہٗ وَبَاعَہٗ فِیْ دَیْنٍ کَانَ عَلَیْہِ۔

(رواہ الدار قطنی وصححہ الحاکم واخرجہ ابوداؤد مرسلاً)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت کعبؓ بن مالک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دیا تھا۔ اور وہ مال ان کے قرض کی ادائیگی کے لیے فروخت کیا گیا۔

جب کوئی شخص دیوالیہ ہو جائے۔ تو پھر وہ مال جو اس کے پاس موجود ہے وہ اس کا نہیں رہتا۔ لہذا اس کو خرد برد کرنے یا اس میں تصرف کرنے کا اسے اختیار نہیں رہتا۔ ورنہ یہ امانت میں خیانت تصور ہوگی۔

تصرف سے روکنے کے عمل کو عربی میں حجر اور ہماری زبان میں قرقی کرنا کہتے ہیں۔ یہ حق حکومت، عدالت یا پنچایت کو ہوتا ہے جیسی بھی صورت ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام اولی الامر کی حیثیت سے کیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹

عاریت امانت اور ضمانت

تجارت اور روزمرّہ کے لین دین میں کبھی کچھ عاریتاً لینا پڑتا ہے۔ کبھی کسی کے پاس کچھ امانت رکھنا پڑتی ہے۔ یا کسی کی خود امانت سنبھالنا پڑتی ہے اور کبھی کسی کی ضمانت کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ لہٰذا ان کے متعلق بھی واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔

عاریت اگر کوئی مسلمان بھائی کوئی چیز عاریتاً طلب کرے تو اسے ضرور دینا چاہیے۔ یہ ایثار نہیں، بلکہ مانگی ہوئی چیز نہ دینا گناہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ (۱۰۷)

ان نماز پڑھنے والوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ یہ لوگ دکھلاوا کرتے ہیں۔ اور مانگی ہوئی چیز بھی نہیں دیتے۔

عاریت کی واپسی

(۱) مانگی ہوئی چیز مانگنے والے کے پاس بطور ضمانت ہوتی ہے۔ جس کو واپس کرنا اس پر لازم ہے۔ اور وہ اس کے نقصان کا (بطور ضمانت) ذمہ دار ہوتا ہے ارشادِ نبوی ملاحظہ ہو:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْیَدِ مَا اَخَذَتْ حَتّٰی تُؤَدِّیَہٗ۔ (رواہ احمد والاربعۃ وصححہ الحاکم)

حضرت سمرۃ بن جندب سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس ہاتھ نے جو کچھ لیا ہو اس پر اس کا ادا کرنا واجب ہے" (احمد۔ ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور یہ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

اگر مانگی چیز کا نقصان ہو جائے تو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِہٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِصَحْفَۃٍ فِیْھَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِھَا یَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَۃُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَۃِ ثُمَّ جَعَلَ یَجْمَعُ فِیْھَا الطَّعَامَ الَّذِیْ کَانَ فِی الصَّحْفَۃِ وَیَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّکُمْ" ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰی اُتِیَ بِصَحْفَۃٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا فَدَفَعَ الصَّحْفَۃَ الصَّحِیْحَۃَ اِلَی الَّتِیْ کُسِرَتْ صَحْفَتُھَا وَاَمْسَكَ الْمَکْسُوْرَۃَ فِیْ بَیْتِ الَّتِیْ کَسَرَتْ۔ (رواہ البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بیوی کے ہاں قیام پذیر تھے۔ کسی دوسری بیوی نے کھانے کی رکابی بھیجی۔ تو اس بیوی نے (جس کے ہاں آپ قیام پذیر تھے) خادم کے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ رکابی گر گئی اور ٹوٹ گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکابی کے ٹکڑے اور وہ کھانا جو اس میں تھا جمع کرنے لگے۔ اور فرمایا "تمہاری ماں کو غیرت آگئی" (بوجہ رقابت) پھر خادم کو ٹھہرایا۔ اور اس بیوی سے (جس کے ہاں رکابی ٹوٹی تھی) ایک دوسری سالم رکابی لے کر اس بیوی کے ہاں بھجوا دی جس نے بھیجی تھی۔ اور یہ ٹوٹی ہوئی رکابی اسی گھر میں رکھ لی۔ جہاں ٹوٹی تھی۔ (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاریتاً لی ہوئی چیز کا نقصان ہو جائے۔ تو مالک کو نئی چیز لے کر ادا کرنا پڑتی ہے۔ اور اگر ادا نہ کی جائے۔ تو مالک اس کا تقاضا کرنے کا حق دار ہے

(۲) عاریۃً چیز بطور امانت بھی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ یہ معاملہ پہلے سے طے ہو جائے۔ ایسی صورت میں نقصان کا بار اصل مالک پر ہو گا۔

(۳) موجودہ دور میں جہاں دوسری اخلاقی اقدار بدل گئیں۔ وہاں عاریۃً چیز لینے دینے کا رواج بھی کلیتہً معدوم ہو رہا ہے۔ لوگ عاریۃً لی ہوئی چیز واپس کرنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ اور اگر مالک مانگے تو اُلٹا اسے ذلیل انسان تصوّر کیا جاتا ہے۔ اور اسے شرافت سے بعید سمجھا جاتا ہے کہ چیز واپس مانگی جائے۔ نتیجہ یہ کہ عاریۃً چیز دینے والا بسا اوقات انکار کر دیتا ہے۔ اور اس طرح خداوند کریم کا یہ تاکیدی حکم معاشرہ سے ختم ہو رہا ہے۔

امانت

امانت عندالطلب واجب الادا ہوتی ہے۔ یہ استعمال نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر نقدی کی شکل میں ہو تو اس صورت میں استعمال کرے۔ کہ عندالطلب فوری ادائیگی کر سکے۔ تو اس میں کچھ حرج بھی نہیں۔ تاہم احتیاط یہی ہے کہ استعمال نہ کی جائے۔ امانت میں کسی طرح کی بھی خیانت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

امانت میں خیانت

فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ط (۲/۲۸۲)

جو شخص امین بنایا گیا ہے۔ اسے امانت ادا کرنا چاہیئے۔ اور اللہ سے جو اس کا رب ہے۔ ڈرتا رہے (یعنی اس میں کسی قسم کی خیانت نہ کرے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ارشاد نبوی ہے :۔

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ۔

جس میں امانت نہیں۔ اس میں ایمان بھی نہیں ۔

لہذا امانت کے متعلق پوری احتیاط لازم ہے ۔

امانت کے مال کا نقصان

اگر امانت میں امین کے ہاں کچھ نقصان ہو جائے ۔ وہ چیز گم ہو جائے ۔ یا چوری ہو جائے ۔ یا کسی اور صورت میں ضائع ہو جائے (جس میں امین کے اختیار کو کچھ دخل نہ ہو) تو اس کا بار امین پر نہیں ہوتا ۔ بلکہ وہ اصل مالک کا ہی نقصان ہوگا ۔ ارشاد نبوی ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ جَدِّہٖ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اُوْدِعَ وَدِیْعَۃً فَلَیْسَ عَلَیْہِ ضَمَانٌ ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جس شخص کے پاس امانت رکھی جاتی ہے ۔ وہ ضامن نہیں ہوتا "۔

البتہ اگر امین اس ماموںہ چیز کو کسی وقت بھی ذاتی استعمال میں لا چکا ہو تو پھر وہ اس کے نقصان کا ذمہ دار ہوگا ۔

ضمانت

جب دو شخصوں کے درمیان لین دین کا معاملہ ہو ۔ اور لینے والے یا حق دار کو دینے والے پر اعتبار نہ ہو، تو ضمانت کی ضرورت پیش آتی ہے درمیان میں تیسرا آدمی جو حق دار کو حق دلوانے کی ضمانت اٹھاتا ہے ۔ وہ ضامن کہلاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضامن کی ذمہ داری

اگر ضامن حق دار کو حق نہ دلوا سکے۔ تو لینے والے کے حق کی ادائیگی کی ذمہ داری ضامن پر آپڑتی ہے۔ جو بہر صورت اسے ادا کرنا ہوگی۔ خواہ لوگوں سے مانگ کر کرے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْعَارِیَۃُ مُؤَدَّاۃٌ، وَالْمِنْحَۃُ مَرْدُوْدَۃٌ، وَالدَّیْنُ مَقْضِیٌّ وَالزَّعِیْمُ غَارِمٌ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

ابی امامۃ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے " مانگی ہوئی چیز قابلِ واپسی ہے۔ اور شیر دار جانور بھی قابلِ واپسی ہے۔ اور قرضہ کی ادائیگی ضروری ہے۔ اور ضامن کو تاوان ادا کرنا ہوگا۔

وَعَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَسْئَلَۃَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدٍ ثَلَاثَۃٍ:

حضرت قبیصہ بن مخارق سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین شخصوں کے علاوہ کسی اور کو سوال کرنا (مانگنا) جائز نہیں ہے۔

رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَۃً فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْئَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَھَا ثُمَّ یُمْسِکُ

(۱) وہ شخص جس پر بوجھ پڑ گیا (ضمانت یا قرضے کا) اور وہ اس کی ادائیگی سے معذور ہے۔ وہ مانگ لے۔ تاآں کہ اس کی رقم پوری ہو جائے۔ پھر رک جائے

وَرَجُلٌ اَصَابَتْہُ جَائِحَۃٌ اجْتَاحَتْ مَالَہُ فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْئَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِنْ عَیْشٍ۔

(۲) وہ شخص کہ کسی ناگہانی آفت سے اس کا مال (یا کھیتی) ضائع ہو گیا۔ اور وہ محتاج ہو گیا۔ وہ اس حد تک سوال کر سکتا ہے کہ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہو سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُولَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ: لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ (رواہ مسلم)

(۳) وہ فاقہ زدہ آدمی جس کے متعلق اس کی قوم کے تین معتبر آدمی اس کی فاقہ زدگی پر گواہی دے دیں۔ تو اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے

لہٰذا ضمانت کا بار سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہیئے۔ کہ آیا واقعی اس میں حق دار کا حق دلوانے کی طاقت ہے۔ یا بصورت دیگر وہ خود یہ بار اٹھا سکتا ہے؟۔ اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت اس کے بس کا روگ نہ ہو۔ تو اسے ضمانت دینے سے پرہیز لازم ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰)

اموالِ تجارت اور زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن اور اہم مالی عبادت ہے۔ جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ وہ حلال ذرائع سے کمانے کے باوجود طیب نہ رہے گا۔ بلکہ ناپاک ہوگا۔ ملاحظہ ہو ارشادِ ربانی:۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا۔ (۹/۱۰۳)

(اے رسول، ان کے اموال سے زکوٰۃ وصول کیجئے۔ انہیں پاک کیجئے۔ اور اس (زکوٰۃ کی وصولی کے عمل سے)، انہیں پاکیزہ بنائیے۔

یعنی آیت بالا میں زکوٰۃ کے دو فائدے بیان ہوئے ہیں:۔

اوّل۔ یہ کہ دل روحانی بیماریوں مثلاً بخل، خود غرضی، لالچ، شقاوت سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بجائے اس میں اوصافِ جمیلہ، ایثار، ہمدردی جگہ لے لیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ مال پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ وہ خزانہ کے حکم میں نہیں رہتا۔ وہ خزانہ جو نہ صرف انسان کو جہنم میں لے جائے گا۔ بلکہ اس کے لیے سخت اذیت کا باعث ہوگا۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (۹: ۳۴-۳۵)

"اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں۔ اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں (اے رسولؐ) دردناک عذاب کی خوش خبری دے دیں۔ جس دن یہ (سونا چاندی) جہنم کی آگ میں تپائے جائیں گے۔ پھر ان سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ (اور کہا جائے گا) یہ کچھ تھا جو تم اپنے لیے خزانہ کرتے رہے۔ اب اس کا مزہ چکھو۔"

علاوہ ازیں بے شمار احادیث میں مانعین زکوٰۃ کے لیے سخت وعید آئی ہے جن کو بوجہ طوالت چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کفر ہے اسی بناء پر مانعین زکوٰۃ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ نے جہاد کیا تھا۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ زکوٰۃ کے معاملے میں پوری احتیاط سے کام لے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھا جائے۔

(۱) زکوٰۃ میں اجتماعیت :-

زکوٰۃ کی تحصیل اور مصارف دراصل اسلامی حکومت کا کام ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضور اکرمؐ نے رائج کیا تھا۔ ہمارے ہاں اسلامی نظام موجود نہیں ہے۔ اب انفرادی طور پر ہر ایک کو زکوٰۃ نکالنا اور اسے مناسب مصارف میں خرچ کرنا ہو گا۔ اگر اپنی برادری کے امیر یا معتبر آدمی کو زکوٰۃ کی تحصیل کے اختیارات دے دیئے جائیں۔ یا اہل محلہ کی باہمی کوششوں سے کوئی ایسا ادارہ بنا لیا جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو یہ فرائض انجام دے تو انفرادیت سے یہ طریقہ کار بہتر ہے۔ کیوں کہ اسلام ہمیں ہر معاملہ میں اتفاق اور اجتماعیت ہی سکھلاتا ہے۔ اگر یہ صورت ممکن نہ ہو۔ تو پھر انفرادی طور پر ہی ادا کر دی جائے۔

(۴) حیلہ سازی سے اجتناب :-

زکوٰۃ نکالتے وقت ایسی حیلہ سازیوں سے کام نہ لینا چاہیئے۔ جن سے وہ کلی یا جزوی طور پر زکوٰۃ سے بچ سکیں۔ ارشاد نبوی ہے :-

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ كَتَبَ لَهُ هٰذِهِ الْفَرِيْضَةَ الصَّدَقَةَ الَّتِيْ فَرَضَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِيْ اَمَرَ اللهُ بِهَا .... وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ ..... (رواہ البخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کو یہ تحریر لکھ کر دی تھی۔ یہ زکوٰۃ وہ فریضہ ہے جس کو رسول اللہ نے مسلمانوں پر فرض کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کا حکم دیا۔ ..... زکوٰۃ کے خوف سے متفرق جانوروں کو جمع نہ کیا جائے۔ اور مجتمع جانوروں کو متفرق نہ کیا جائے۔ (بخاری)

یہ دونوں باتیں زکوٰۃ سے بچنے یا اس میں کمی کی حیلہ سازیاں ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیئے۔ کہ بھیڑ بکری کے ریوڑ میں زکوٰۃ ۴۰ سے کم پر کچھ نہیں۔ اور ۴۰ سے ۱۲۰ تک ایک بکری ہے۔ زید اور بکر دونوں کے پاس ریوڑ ہے۔ اور اندازاً ہر ایک کے پاس پچاس پچاس بکریاں ہیں۔ وصولی زکوٰۃ کے وقت جب عامل کی اطلاع ہو تو دونوں اپنے آپ کو خلیط[1] (شریک کار) ظاہر کر کے ریوڑ اکٹھا کر لیں۔ اور

[1] ایسے شرکاء جنھوں نے اپنی مویشی کی نگہداشت اور رہائش کا انتظام (باقی بر صفحہ ۶۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح نصف زکوٰۃ سے بچ جائیں۔ یہ ناجائز ہے۔

اسی طرح مثلاً زید کے پاس ۵۰ بکریاں ہیں۔ اور بکر کے پاس ۲۰۔ اور وہ دونوں آپس میں خلیط ہیں۔ وصولی زکوٰۃ کے وقت وہ دونوں اپنا مال الگ کرلیں۔ تو بکر زکوٰۃ سے بچ جائے گا۔ یا زید اپنی بکریوں میں سے ۱۵ بکریاں بکر کی بکریوں میں شامل کرے۔ اور اس طرح دونوں زکوٰۃ سے بچ جاتے ہیں۔ ایسی ہی صورتوں سے حضورؐ اکرم نے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح حیلہ سازی کی ایک عام اور معروف شکل یہ ہے کہ وصولی زکوٰۃ کے وقت سے ذرا پہلے مرد اپنا مال بیوی کے نام ہبہ کردیتا ہے۔ اور زکوٰۃ کے مال پر سال کی شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ یا عورت اپنا زیور مرد کے نام ہبہ کردیتا ہے۔ تو ایسی ہیرا پھیری خود فریبی کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ کیوں کہ اس طرح عاملین زکوٰۃ کو یا اپنے نفس کو تو دھوکا دیا جاسکتا ہے۔ خدا کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ۲/۱۰

وہ اللہ اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ درحقیقت وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مگر وہ سمجھتے نہیں۔

ذاتی استعمال میں آنے والی چیزیں خواہ وہ محل زکوٰۃ ہوں، خزانہ کے حکم میں نہیں آتیں۔ لہٰذا وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دی جاتی ہیں بعض لوگ اس بات کا سہارا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰) تو مشترکہ طور پر کر رکھا ہو۔ مگر مال سب کا الگ الگ ہو انہیں خلیط کہا جاتا ہے ان کے اموال میں مشترکہ طور پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر پہننے کے زیور کی زکوٰۃ نکالنے کے قائل نہیں ہیں۔ اگرچہ وہ حد نصاب سے زائد ہو۔ اور اس کے مقابلہ میں رسول اکرم کے مستعمل زیور کے متعلق واضح حکم کی بھی پروا نہیں کرتے۔ تو یہ ان لوگوں کی صریح زیادتی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا ابْنَةٌ وَفِي يَدِهَا مَسَكَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا: أَتُعْطِينَ زَكٰوةَ هٰذَا؟ قَالَتْ لَا، قَالَ أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ فَأَلْقَتْهُمَا۔

(رواه الثلاثة وإسناده قوي)

حضرت عمرؓو بن شعیب اپنے باپ سے اور پھر اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ہمراہ اس کی بچی تھی۔ جس کے ساتھ سونے کے کڑے تھے حضور اکرم نے فرمایا "کیا اس کی زکوٰۃ دیتی ہو"؟ کہنے لگی "نہیں"۔ آپ نے فرمایا تو کیا یہ تمہیں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے آگ کے کنگن پہنائے" یہ سن کر اس نے انہیں اتار پھینکا (ابوداؤد ترمذی نسائی)

دوسرا ارشاد یُوں ہے:۔

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ أَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ! أَكَنْزٌ هُوَ؟ قَالَ إِذَا أَدَّيْتِ الزَّكٰوةَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ۔

(رواه أبو داؤد والدارقطني وصححه الحاكم)

حضرت اُمِّ سلمہ سونے کا بنا ہُوا زیور استعمال کرتی تھیں۔ انہوں نے آں حضورؐ سے پوچھا۔ یارسول اللہ! کیا یہ کنز ہے (دولت جمع کرنے کے حکم میں) فرمایا "جب تم اس کی زکوٰۃ ادا کردو تو یہ کنز نہیں ہے"۔ (ابوداؤد، دارقطنی، اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی گریز کی راہوں اور حیلہ سازیوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ شرح زکوٰۃ خدا تعالیٰ کے انعامات کے مقابلہ میں بالکل معمولی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو زکوٰۃ بطیبِ خاطر ادا کرنا چاہیئے۔

(۳) بُخل سے اجتناب :-

بُخل انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اگر اس نے فی الواقع کسی کا کوئی حق دینا ہو۔ اور دینے کو تیار بھی ہو تو پھر بھی طبیعت میں کچھ بوجھ محسوس کرتا ہے۔ (الا ماشاء اللہ) انسان کی اس فطرتی کمزوری کو شارع علیہ السلام نے بڑے خوب صورت انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ ارشاد ہے :-

سَيَأْتِيكُمْ رُكَيْبٌ مُبْغَضُونَ ـ فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَرَحِّبُوا بِهِمْ ؛

"تمہارے پاس (عاملینِ زکوٰۃ) کے چھوٹے چھوٹے قافلے آئیں گے۔ جو تمہیں ناگوار محسوس ہوں گے۔ جب وہ آئیں تو انہیں خوش آمدید کہو۔

وَخَلُّوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَبْتَغُونَ فَإِنْ عَدَلُوا فَلِأَنْفُسِهِمْ وَإِنْ ظَلَمُوا فَعَلَيْهِمْ وَأَرْضُوهُمْ فَإِنَّ تَمَامَ زَكَاتِكُمْ رِضَاهُمْ وَلْيَدْعُوا لَكُمْ. (رواہ ابوداؤد)

اور تشخیص مال و زکوٰۃ کے معاملہ میں انہیں اپنی مرضی کرنے دو۔ اور پھر اگر وہ انصاف سے کام لیں تو اس کا انہیں اجر ملے گا۔ اور اگر زیادتی کریں تو اس کا بار ان کی گردن پر ہے۔

تم انہیں خوش رکھو۔ کیوں کہ تمہاری زکوٰۃ کی تکمیل کا انحصار ان کی رضا پر ہے۔ پھر وصول زکوٰۃ کے بعد عاملین کو چاہیئے کہ تمہارے حق میں دعا کریں۔" (ابوداؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث بالا میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے متعلق کس قدر جامع ہدایات دی گئی ہیں۔

ایک دفعہ لوگوں نے حضورؐ اکرم سے شکایت کی کہ آپؐ کے عاملین ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "انہیں راضی کرو۔ اور جو کرتے ہیں کرنے دو"

ایک دفعہ حضورؐ اکرم سے پوچھا گیا کہ عاملین ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ تو کیا ہم اتنا مال چھپا لیا کریں کہ حساب برابر رہے۔ آپؐ نے فرمایا "ایسا مت کرو"

ان احکامات سے حضورؐ اکرم نے بہت بڑے فتنہ کا سدِ باب فرما دیا۔ ورنہ زکوٰۃ کا سارا نظام انسان کے طبعی بخل کی نذر ہو کر درہم برہم ہو جاتا۔ کیوں کہ حضورؐ اکرم کے نذر کردہ عامل مُصدّق اور بڑے منصف مزاج ہوتے تھے۔ اور انہیں تشخیص مال اور زکوٰۃ کے بارے میں پُوری ہدایات اور احکام دے کر روانہ کیا جاتا تھا۔ اب اگر زکوٰۃ دہندہ فطری بخل کی بنا پر انصاف کو بھی زیادتی تصور کرنے لگے۔ تو اس میں عامل کا کیا قصور؟

ایک دفعہ ایک صاحب مال نے عامل کو زکوٰۃ کے علاوہ کچھ ہدیہ بھی دیا۔ عاملین بڑے راست باز لوگ ہوتے تھے۔ انہوں نے حضورؐ اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر بالکل سچ سچ بتا دیا کہ یہ مال زکوٰۃ کا ہے۔ اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے۔ تو حضورؐ اکرم طیش میں آ گئے۔ اور منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ کہ "کچھ لوگوں کو میں عامل بنا کر بھیجتا ہوں (اس عامل کا نام ظاہر کرنا گوارا نہ کیا) اور وہ آ کر یُوں اور یُوں کہتے ہیں۔ بھلا اگر وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھے رہتے۔ تو ان کو ایسے ہدیے مل سکتے تھے؟"

ظاہر ہے کہ ہدیہ دینے سے صاحبِ مال کا مقصد تشخیص مال یا زکوٰۃ میں کمی کرانا ہو تھا۔ گویا اس ہدیہ سے رشوت کا کام لینا مقصود تھا۔

عاملین زکوٰۃ کو ہدایت تھی۔ کہ وہ زکوٰۃ میں اعلیٰ مال مت لیں۔ بلکہ اعلےٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوسط۔ ادنیٰ۔ تین درجہ کے اوسط میں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ نیز وہاں جاکر شان مت جتائیں۔ کہ ایک مقام پر بیٹھ کر لوگوں کو احکام دیں۔ کہ اپنا مال تشخیص کے لیے یہاں لائیں وغیرہ وغیرہ۔

(۴) زکوٰۃ کے مستحقین:۔

زکوٰۃ چوں کہ اغنیار سے وصول کر کے فقرار کو دی جاتی ہے۔ اس لیے غنی اور اور فقیر کا امتیاز بھی بہت ضروری ہے۔ مختصراً یہ کہ جو صاحب نصاب ہو وہ غنی ہے۔ اور جس کسی کے پاس محل زکوٰۃ اشیاء میں کچھ بھی حدِ نصاب کو نہیں پہنچتا وہ فقیر اور مستحق زکوٰۃ ہے۔

محلِّ نصاب[1]

محلِ نصاب چار چیزیں ہیں۔ اور انہیں چاروں پر انسانی زندگی کا انحصار ہے

(۱) زرعی پیداوار:۔

اس میں ہر وہ پیداوار شامل ہے جو ذخیرہ ہو سکتی ہے۔ خواہ وہ انسانوں کی خوراک ہو خواہ مویشی کی۔ مثلاً گندم و جَو، چاول، کپاس، جوار، باجرہ، مکئی۔ تیل نکالنے کے بیج، چری، گنا، یا گڑ وغیرہ۔ اس کے علاوہ ایسے تمام پھل بھی جو قابل ذخیرہ ہیں۔ مثلاً کھجور بطور چھوہارے، انگور بطور منقہ، بادام، اخروٹ وغیرہ وغیرہ (پھلوں کے سلسلہ میں ۱/۳ سے لے کر ۱/۴ تک رعایت بھی کرنا ہوگی)

یہ اجناس اگر قدرتی وسائل سے سیراب ہوں (مثلاً بارش، چشمے سے) تو ان پر زکوٰۃ عشر ۱/۱۰ ہوگی۔ اور مصنوعی وسائل سے مثلاً چاہی، نہری پانی ہو تو نصف عشر یا ۱/۲۰ حصہ ہوگی۔ اس کا حد نصاب ۵ وسق ہے۔ ایک وسق = ۶۰ صاع یا کل ۳۰۰ ٹوپے۔ ایک صاع = مروجہ دو سیر ا چھٹانک (جو آپ فطرانہ کے وقت حساب لگاتے ہیں) موجودہ علماء نے ۲۰ من گندم حدِّ نصاب متعین کیا ہے۔ اس سے کم فصل ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ایک سیر بھی بڑھ

---

[1] یعنی وہ اشیاء جن پر شریعت نے زکوٰۃ عائد کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے تو پورے فصل پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ نیز یہ زکوٰۃ ہر فصل پر ہوگی

ارشادِ ربانی ہے:۔

وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ (۶/۱۴۲)

"اور فصل کاٹنے کے دن (خدا تعالیٰ کا) حق اس کو ادا کرو" لہٰذا یہ زکوٰۃ فصل کاٹنے کے ساتھ ادا کر دینی چاہیئے۔

اگر سال میں دو یا زیادہ فصلیں ہوں تو سب پر زکوٰۃ ہوگی۔ اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے۔ سبزی، ترکاری اور عام پھل زرعی زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی زکوٰۃ تجارتی اموال کے حساب میں آسکتی ہے۔ اگر سال بعد تک کچھ بچ جائے۔

(۴) مویشی:۔

بھیڑ، بکری، دُنبے وغیرہ کے ریوڑ، گائے بھینس اور اونٹ جو عموماً خودرَو پیداوار، گھاس اور درختوں وغیرہ سے اپنا پیٹ پال لیتے ہیں۔ جبکہ یہ افزائش نسل کے لیے ہوں۔ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ ان کی زکوٰۃ کی تفصیل ذرا لمبی ہے۔ جو احادیث کی کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ہمیں حدِ نصاب سے غرض ہے اور وہ یہ ہے۔

بھیڑ بکری ۴۰ تک کچھ زکوٰۃ نہیں ہے۔ گائے بھینس ۳۰ تک اور اونٹ ۵ تک کچھ زکوٰۃ نہیں۔

جو جانور بطور عامل کام کر رہے ہوں۔ مثلاً آبپاشی، ہل چلانا، باربرداری یہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گے۔ نیز گھوڑا، خچر، گدھا اور پالتو جانور بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) چاندی، سونا اور نقدی

خواہ وہ امانت کی شکل میں کسی کے پاس ہو یا قابلِ وصول قرضہ کی صورت میں:-

ان کی زکوٰۃ ربع عشر یا ۱/۴۰ حصہ یا ۲½٪ ہے۔ حدِّ نصاب چاندی کے لیے ۵ اوقیہ ہے۔ یا ۲۰۰ درہم جو کہ اندازاً ۵۲½ تولہ ہے۔ اور سونے کا حدِّ نصاب ۲۰ دینار یا ۷½ تولہ ہے۔

دورِ نبوی میں سونا چاندی دونوں زرِ مبادلہ کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ اور ان کی قیمتوں میں صرف ایک اور سات کی نسبت تھی۔ یعنی ۷½ تولہ سونا = ۵۲½ تولے چاندی۔ دوسرے لفظوں میں سونے کا بھاؤ چاندی سے صرف سات گنا ہوتا تھا۔ بعد کے ادوار میں سونے کی قیمت تو چڑھتی گئی۔ اور چاندی کی قیمت گرتی گئی۔ اور اس کی غالباً دو وجوہ ہیں۔

اولاً۔ تو چاندی کی بجائے صرف سونا ہی زرِ مبادلہ قرار پایا۔

ثانیاً۔ چاندی کے زیورات آہستہ آہستہ متروک ہو گئے۔

۱۹۳۷ء کی جنگ عظیم سے پہلے چاندی اور سونے کی مالیت میں تقریباً ایک اور تیس کی نسبت ہو چکی تھی۔ اور اب تو یہ نسبت اور بھی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ اور آئندہ بھی یہ تفاوت بڑھنے کا امکان ہے۔

سونے اور چاندی کا حدِّ نصاب جو شارع علیہ السلام نے مقرر فرمادیا۔ اس میں ردّ و بدل کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ خواہ یہ باہمی تفاوت اور بھی زیادہ ہو جائے۔ مگر نقدی کے متعلق ہمیں ضرور کچھ فیصلہ کرنا ہوگا کہ نقدی کا حدِ نصاب طے کرنے کے لیے چاندی کو بنیاد قرار دیا جائے یا سونے کو۔ اکثر علماء کا خیال ہے۔ کہ ہمارے ہاں نوٹوں کے اجراء سے پہلے چونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاندی کا روپیہ رائج تھا۔ لہذا چاندی کو بنیاد قرار دے کر چاندی کی موجودہ قیمت کے حساب سے ۵۲½ تولے چاندی کی قیمت نکال لی جائے۔ یہ حدِ نصاب ہوگا۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ آج کے دَور میں چاندی زرِ مبادلہ شمار ہی نہیں ہوتی۔ تو اس کا معیار کیوں کر قرار دیا جا سکتا ہے۔ آج کل زرِ مبادلہ یا دوسرے لفظوں میں حکومت کے بنکوں میں محفوظ ذخائر صرف سونے کے رکھے جاتے ہیں۔ تو نقدی کا معیار چاندی کی بجائے سونا ہونا چاہیئے۔

ہمارے خیال میں سونے کی بجائے چاندی کو حدِ نصاب قرار دینا ہی زیادہ مناسب اور درست ہے۔ کیوں کہ زکوٰۃ جیسے اہم فریضہ میں ہر ممکن احتیاط لازم ہے۔ اگر اللہ کا حق ہمارے ذمہ رہ جائے۔ تو اس کا وبال بہت زیادہ ہے۔ لہذا عقلی دلائل کو بالائے طاق رکھ کر احتیاط کا پہلو اختیار کرنا چاہیئے۔

آج کل عموماً ایک ہزار روپیہ تک کی نقدی کو زکوٰۃ سے مستثنٰی سمجھا جاتا ہے۔

(۴) اموالِ تجارت

چوں کہ اموال تجارت کی زکوٰۃ ہمارے موضوع سے متعلق ہے۔ لہذا اسے ذرا تفصیل سے لکھا جائے گا۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ زکوٰۃ صرف سونے چاندی اور نقدی پر ہے موجودہ دور میں تجارت کے اموال کی زکوٰۃ کی فرضیّت کا تصور یا تو سرے سے موجود ہی نہیں، اور اگر ہے تو بہت کم۔ حالانکہ ہر طرح کے تجارتی اور صنعتی اموال پر زکوٰۃ ایسے ہی فرض ہے جیسے نقدی وغیرہ پر۔ ملاحظہ ہو ارشاد نبوی:-

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا اَنْ نُّخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِیْ نُعِدُّ لِلْبَيْعِ۔ (رواہ ابوداؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سمرہؓ بن جندب سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم فرماتے تھے جسے ہم تجارت کا مال شمار کرتے تھے۔

(۲) ایک شخص حماس نامی رنگے ہوئے چمڑوں اور تیر محفوظ رکھنے کے لیے ترکشوں کی تجارت کرتا تھا۔ اُسے حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

قَوِّمْهَا ثُمَّ الْأُدُمَ وَالْجِعَابَ وَأَدِّ زَكٰوتَهَا۔ (کتاب الاموال)

ان چمڑوں اور ترکشوں کی قیمت متعین کرو۔ پھر ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔

زکوٰۃ کی وصولی کے متعلق احکام

(۱) مال زکوٰۃ کی تشخیص موقع پر ہوگی۔ جس جگہ کہ مالِ زکوٰۃ موجود ہے۔

ارشاد نبوی ہے:۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى مِيَاهِهِمْ" (رواہ احمد)

حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے، پھر دادا سے روایت کی۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمانوں سے زکوٰۃ ان کے آب پاشی کے مقاموں پر ہی وصول کی جائے": (احمد)

یہ حدیث زرعی پیداوار سے متعلق ہے دوسری حدیث مویشی جانوروں کے متعلق ہے

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا تُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِيْ دُوْرِهِمْ۔ (رواہ ابوداؤد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عامل زکوٰۃ ایک جگہ بیٹھ کر بلاتے کے مال اپنے پاس نہ منگوائے۔ اور نہ صاحب مال اپنا مال دوسرے جا کر [illegible] کو زکوٰۃ دیتا ہے زکوٰۃ وہیں جا کر لی جائے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع پر مال کی تشخیص کا فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ مال کی تشخیص اور زکوٰۃ کی تعیین میں فریقین میں سے کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔ فصل کی تشخیص کھیتوں میں مویشی کی چراگاہوں میں، دکانوں کی دکانوں پر اور فیکٹریوں کی فیکٹری پر ہونی چاہیے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

(۲) مال کی زکوٰۃ اسی مال میں سے نکالنا بہتر ہے:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ وَالْبَعِيْرَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرَةِ۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت معاذ سے روایت ہے۔ کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غلّہ سے غلّہ۔ بکریوں سے بکری، اونٹوں سے اونٹ اور گایوں میں سے گائے۔ بطور زکوٰۃ، وصول کرو۔ (ابوداؤد)

اس ارشاد میں زکوٰۃ دینے والے کی سہولت کو زیادہ مدِنظر رکھا گیا ہے۔ تاہم وصول کنندہ کے لیے بھی اسی میں سہولت ہے۔ اگر صاحبِ مال، نقدی کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا چاہے تو اُسے اختیار ہے۔ مگر قیمت کے تعین میں دل کی فراخی کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اور رجحان کم قیمت لگانے کی طرف نہ ہو۔

(۳) عوامِل پیداوار:۔

یعنی ایسے آلات مشینری، عمارات یا مویشی جس کے ذریعہ پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ یہ عوامل زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گے۔ حضور اکرم کا ارشاد ہے۔

لَيْسَ فِي الْإِبِلِ الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ۔ (کتاب الاموال)

پیداوار کا ذریعہ بننے والے اونٹ میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(آبپاشی کا کام ہو یا ہل جوتنے کا یا بار برداری کا) اس اصول کے تحت زرعی زمین پہ کام کرنے والے بیل، ٹریکٹر، فصل کاٹنے کی مشینیں سب عوامل میں شمار اور مالِ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی۔

اسی طرح۔ دکانوں کی عمارت، فرنیچر اور سٹیشنری وغیرہ کا سامان بھی مالِ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔

اور فیکٹریوں کی اور کارخانوں کی بڑی بڑی عمارات اور بیش قیمت مشینری یہ سب کچھ عوامل کے ضمن میں آئے گی۔ اگرچہ فیکٹری کے سرمایہ کا کثیر حصہ انہی چیزوں پہ صرف ہو چکا ہو۔ زکوٰۃ صرف اس مال پہ ہوگی۔ جو اس کارخانے نے تیار کیا۔

(۴) مالِ مُستفاد کی آمیزش :-

مالِ مُستفاد وہ مال ہے۔ جو دورانِ سال کسی وقت بھی کاروبار میں لگایا جائے۔ مثلاً کاروبار شروع ہوئے چھ ماہ گزر گئے۔ تو مالک کو مزید کچھ رقم ہاتھ آگئی۔ وہ رقم بھی اب اس نے اس کاروبار میں شامل کر دی۔ اب زکوٰۃ کی تعیین کے وقت اس مال پہ تو پورا سال نہیں گزرا۔ لہٰذا اگر صاحب مال چاہے۔ تو اس مال کو مالِ زکوٰۃ سے الگ کر سکتا ہے۔ اور اس مال کی زکوٰۃ کا حساب مزید چھ ماہ گزرنے پر کر کے زکوٰۃ نکال لے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ ساتھ ہی ساتھ اس مال کی بھی زکوٰۃ نکال دی جائے۔ تاکہ آئندہ کے حساب کتاب کی پیچیدگیوں سے نجات حاصل ہو جائے۔ پھر اگر مال زکوٰۃ کچھ زیادہ بھی نکل گیا تو اللہ تعالیٰ اس کا بہت بہتر اجر دینے والا ہے۔

(۵) زکوٰۃ چالو کاروبار کی کل موجودہ مالیت پہ عائد ہوگی :-

زکوٰۃ موجودہ مالیت پر شمار ہوگی، نہ کہ اصل سرمایہ پر جو سال پہلے تھا کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورا سال گزرنے کی شرط نصاب کے لیے ہے۔ دوران سال میں حاصل ہونے والی رقم کے لیے نہیں۔ مثلاً ایک آدمی نے دس ہزار سے ایک کاروبار شروع کیا۔ پھر اس میں ماہ بماہ منافع کی رقم بھی شامل ہوتی رہی اور مالیت بڑھتی گئی۔ اور سال کے اختتام پر یہ رقم دس ہزار کی بجائے پندرہ ہزار روپے ہوگئی۔ اب زکوٰۃ پندرہ ہزار پر لگے گی۔ نہ کہ دس ہزار پر۔

اسی طرح اگر کاروبار میں نقصان ہو جاتا ہے۔ اور سال کے آخر میں رقم دس ہزار کی بجائے سات ہزار رہ جاتی ہے۔ تو زکوٰۃ سات ہزار پر لگے گی نہ کہ دس ہزار پر۔

اس سے یہ بات خود بخود واضح ہوگئی۔ کہ زکوٰۃ کا تعلق نہ تو اصل سرمایہ سے ہے نہ نفع اور نقصان سے، بلکہ اس کا تعلق موجودہ مالیت پر ہے۔

مالِ زکوٰۃ کی تشخیص

مندرجہ بالا ہدایات اور احکامات کی روشنی میں ایک دکان کی مالیت یوں مشخص ہوگی:۔

ا۔ سب سے پہلے فروخت شدہ مال کی نقد رقم۔ خواہ وہ پاس موجود ہے یا کچھ حصہ بنک میں بطور امانت ہے۔

(ب) موجود مال کی قیمت بحساب قیمت خرید، بمع متفرق اخراجات بار برداری تا دکان مذکور۔

(ج) ادھار جو مال کی فروخت عوض گاہکوں کی طرف رہ گیا ہے (اس میں ایسی ادھار کی رقوم جن کی وصولی کی توقع ہی نہ ہو۔ وضع کی جا سکتی ہیں)، ان تینوں رقموں کو جمع کر کے اس کا ۲½ فی صد نکال لیجئے۔ یہ اس دکان کی زکوٰۃ ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: - دوسروں سے قرض لے کر دکان میں لگایا گیا ہو۔ تو وہ دکان کا سرمایہ ہی شمار ہو گا۔ تعیین زکوٰۃ کے وقت یہ رقم وضع نہ ہو گی۔

ایک برقی پنکھے کی فیکٹری کا حساب یوں ہو گا۔

ا۔ فروخت شدہ مال کی رقم جمع نقود حسب بالا۔

ب۔ پیدا کردہ مال کی قیمت بحساب اصل لاگت۔

ج۔ گاہکوں کے ادھار ـــ حسب مثال بالا۔ زکوٰۃ نکال لیجئے۔

نوٹ: - موسمی فیکٹریاں اور کارخانے، مثلاً برف کا کارخانہ یا برقی پنکھوں کا کارخانہ۔ ایسے کارخانے اگر موسم ختم ہوتے ہی زکوٰۃ کا حساب کریں تو بہتر ہے بعض کارخانے ایک سال میں دو بار بھی مال تیار کر کے فروخت کرتے ہیں۔ مثلاً اینٹوں کے بھٹے۔ ان میں سے اکثر سال میں دو بار اینٹ پکاتے ہیں۔ یہ لوگ اگر ہر سیزن پر زکوٰۃ کا حساب کر لیا کریں۔ اور اٰتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ کے حکم پر عمل پیرا ہوں۔ تو یہ ہمارے خیال میں زیادہ مناسب ہے۔

بعض دکانیں ایسی ہیں جن کا اچھا خاصا کاروبار ہوتا ہے۔ لیکن ایسی دکانوں میں مال برائے نام ہوتا ہے۔ مثلاً سبزی فروش، پھل فروش، شیر فروش، قصاب، ہوٹلوں والے اور اخبارات وغیرہ کے دفاتر۔ ان کی دکانوں میں موجود مال تو حدِ نصاب کو پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کے پاس اگر سال بعد مال بچ جاتا ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ عائد ہو گی۔ دکان پر کچھ نہیں۔

البتہ گوالے یا گوجر لوگ جو کافی تعداد میں گائے بھینسیں رکھتے ہیں۔ ان پر مویشی کی زکوٰۃ تو عائد نہیں ہوتی۔ کیوں کہ وہ ان کے پاس بطور عوامل ہیں۔ البتہ روزانہ حاصل ہونے والے دودھ پر انہیں زکوٰۃ کا حساب رکھنا چاہیئے۔ ڈیری فارم کی زکوٰۃ بھی اس کی سالانہ پیداوار پر ہو گی۔ مویشیوں پر نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ :۔ گائے بھینس اگر افزائش نسل کی خاطر رکھی جائیں۔ تو ان پہ زکوٰۃ محلِ زکوٰۃ ہونے کی صورت میں ادا ہوگی۔ اگر کوئی صاحب مویشیوں کی خرید و فروخت کرتے ہوں تو تجارتی زکوٰۃ ہوگی۔ اگر ڈیری فارم میں یا گوالوں کے پاس ہوں تو یہ عوامل ہوں گے۔ تو ان پر زکوٰۃ عائد نہ ہوگی۔ اور زکوٰۃ پیداوار پر ہوگی۔

جائداد کی خرید و فروخت کرنے والے :۔

(۱) جو لوگ اپنے زائد سرمایہ سے زمینوں کے پلاٹ اور مکان تجارتی نظریہ سے خریدتے اور فروخت کرتے رہتے ہیں۔ ان پر تجارتی زکوٰۃ عائد ہوگی۔ کیوں کہ ان کی فروخت کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا کہ کب فروخت ہوں گے۔ خواہ تین ماہ بعد بک جائیں یا ۳ سال تک بھی نہ بکیں۔ ایسے لوگ جب کوئی چیز بِک جائے۔ اس کی قیمت فروخت کے حساب سے زکوٰۃ نکال دیا کریں۔ جب بھی بکے۔

(۲) یہی صورت مکان تعمیر کرکے بیچنے کا کاروبار کرنے والوں کے لیے ہوگی۔

(۳) جو لوگ مکان یا دکانیں تعمیر کرکے انہیں کرایہ پر چڑھا دیتے ہیں۔ تو زکوٰۃ دکانوں اور مکانوں کی مالیت پہ نہ ہوگی۔ بلکہ وصول شدہ کرائے کی کل رقم پہ ہوگی اور سال بعد یہ حساب ہوگا۔

البتہ جو لوگ اپنی ذاتی ضرورت کے لیے، کوئی پلاٹ یا مکان یا دکان خریدتے ہیں۔ ان پر کچھ زکوٰۃ نہیں۔

مُشترکہ کاروبار کی زکوٰۃ

مضاربت اور زکوٰۃ :۔ جبکہ سرمایہ ایک کا ہو اور محنت دوسرے کی۔

زید اور بکر ایک کاروبار میں شریک ہوئے۔ زید نے دس ہزار روپے سرمایہ لگایا۔ بکر نے محنت کی۔ نفع و نقصان برابر برابر طے ہوا۔ سال کے آخر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بجائے نفع کے نقصان ہو گیا۔ اور سرمایہ صرف آٹھ ہزار روپے رہ گیا۔ اب اس مال پہ زکوٰۃ عائد ہوگی یا نہیں؟ اگر ہو گی تو کیا صرف زید پہ ہو گی یا بکر پہ بھی؟ بکر یہ کہتا ہے۔ کہ جب اس کا سرمایہ ہی نہ تھا تو زکوٰۃ اس پر کیسے عائد ہو سکتی ہے؟

حل: موجودہ مال پر یعنی آٹھ ہزار پر زکوٰۃ عائد ہو گی۔ کیوں کہ زکوٰۃ کا تعلق نہ تو ابتدائی سرمایہ سے ہے اور نہ نفع نقصان سے۔ بلکہ موجودہ کل مالیت سے ہے۔ اور بکر زکوٰۃ میں برابر کا شریک ہو گا۔ کیوں کہ اس کی محنت نے سرمایہ کے برابر پورا کام کیا ہے۔ جب نفع کی صورت میں دونوں پہ زکوٰۃ واجب تھی۔ اسی طرح نقصان کی صورت میں بھی برابر کا حصہ دار ہو گا۔ اور یہ زکوٰۃ بھی کاروبار میں لاگت میں شمار ہو گی۔

شراکت: جب کہ ہر شریک سرمایہ بھی لگائے اور محنت بھی کرے۔

۔زید نے ایک کام میں دس ہزار روپے لگائے۔ ۲ ماہ بعد بکر ۲۰۰۰ روپے شامل کر کے شریک ہو گیا۔ مزید ۵ ماہ گزرنے پہ عمرو نے ۴۰۰۰ روپے شامل کر دیئے۔ سال کے اختتام پر زکوٰۃ کا حساب کیسے ہو گا۔ جب کہ سال کے آخر میں کاروبار کی مجموعی مالیت = ۲۶۵۰۰/ روپے ہوئی؟

حل: ۔اس سوال میں بکر اور عمرو مختار ہیں۔ اگر چاہیں تو زکوٰۃ ادا کریں۔ چاہے تو سال گزرنے پہ زکوٰۃ ادا کریں۔ تاہم اگر وہ بھی زید ادا کرنے پہ رضامند ہوں تو ہر ایک کے ذمہ زکوٰۃ اس طرح نکالی جائے گی۔

پہلے شراکت کے سوالوں کی طرح ہر ایک کا منافع اس کے سرمایہ میں شامل کیا جائے گا۔ سرمایہ کی اکائیوں کو مدت سے ضرب دے کر ہر ایک کا منافع الگ الگ معلوم کیا جا سکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زید کے سرمایہ کی اکائیاں = $12 \times 10 = 120$

بکر " " " = $10 \times 2 = 20$

عمر " " " = $5 \times 6 = 30$

نسبتی مجموعہ = $120+20+30 = 170$ یا $12+2+3 = 17$

منافع = (کل مالیت - اصل سرمایہ) = $26{,}500 - (6000 + 2000 + 1000) = 8{,}500$

زید کا منافع = $\frac{12}{17} \times \frac{8500}{1} = 6{,}000$ | زید کی کل مالیت = 16,000 روپے

بکر کا منافع = $\frac{2}{17} \times 8500 = 1{,}000$ | بکر کی کل مالیت = 3,000 "

عمر کا منافع = $\frac{3}{17} \times 8500 = 1{,}500$ | عمر کی کل مالیت = 7,500 "

کل مالیت = 26,500 روپے پر زکوٰۃ بحساب $2\frac{1}{2}\%$ = $\frac{5}{2} \times \frac{265}{100} = \frac{1325}{2} = 662\frac{1}{2}$ روپے

زید کی زکوٰۃ 400 روپے بکر کی =/75 اور عمر کی $182\frac{1}{2}$ روپے ہوگی۔

زید پر زکوٰۃ نکالنا فرض ہے۔ باقی دونوں مختار ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ابھی ادا کردیں اور پھر سال بھر بعد دیں۔ ورنہ اپنی سال سال بھر کی مدت کے بعد انہیں اسی طرح نئے سرے سے حساب کرکے زکوٰۃ نکالنا ہوگی۔ حساب کرتے وقت یہ بات خاص طور پر ملحوظ رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندہ کی طرف نہ رہ جائے۔

کمپنیوں کے حصص اور زکوٰۃ :۔

آج کل بے شمار کمپنیاں جن میں سے اکثر لمیٹڈ ہوتی ہیں میں لوگوں کے سرمایہ سے کاروبار کرتی ہیں۔ ان کا طریق مشہور و معروف ہے۔ مثلاً ایک کمپنی اپنا کاروبار چلانے کے لیے ایک لاکھ روپے کی رقم مشخص کرتی ہے۔ وہ اس کے ۱۰۰۰ حصے مقرر کرکے عوام کو دعوت دیتی ہے۔ کہ ۱۰۰/- روپے فی حصہ کے حساب سے جو شخص چاہے اور جتنے حصے چاہے خرید سکتا ہے۔ بعض کمپنیاں تو مضاربت کی شکل میں کام کرتی ہیں۔ اور اکثر ترجیحی حصص یا DEBENTURES کے ذریعہ سرمایہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرتی ہیں۔ یہ ترجیحی حصص عندالطلب قابل واپسی بھی ہوتے ہیں۔ اور ان پر ایک مقررہ شرح سے منافع بھی ملتا رہتا ہے۔ یہ تو خالص سودی کاروبار ہے۔ یہ حرام ہے لہذا ان حصص پر زکوٰۃ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ حرام مال کو حلال نہیں بنا سکتی رہے مضاربت کے حصص۔ تو ایسی صورت میں زکوٰۃ مخلوط مال کی صورت میں ادا ہو گی۔ ہاں اگر کمپنی یہ اہتمام نہ کرے۔ تو ہر حصہ دار صاحبِ نصاب خود اپنی زکوٰۃ ادا کرے۔ اور اگر صاحبِ نصاب نہیں ہے تو نہ کرے۔

کمپنیوں کے حصص کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ ایک سال بعد ۱۰/- روپے کے حصہ کی قیمت منافع کی شکل میں ۱۵/- روپے بھی ہو سکتی ہے۔ اور نقصان کی صورت میں ۔ ۹۰ ر ۰ ے بھی آ کمپنی سودی کاروبار میں ملوّث ہو تو ان کی حصص کی خرید و فروخت [illegible] م ہے۔ ۱۱ اگر مضاربت کی صورت میں کام کر رہی ہو تو جائز ہے۔ ان کی [illegible] ت کی شکل یہ ہے۔ کہ بائع اور مشتری آپس میں موجودہ قیمت کے لحاظ سے سودا بازی کر کے لین دین کر لیتے ہیں۔ اور کمپنی کو فقط مطلع کر دیتے ہیں۔ اور کمپنی کے اندراجات میں بطور حصہ دار بائع کی بجائے مشتری کا نام آجاتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہوتا ہے۔ جب کہ کمپنی کے پاس قابلِ فروخت حصص ختم ہو چکے ہوں۔ ایسے حصوں پر زکوٰۃ صاحبِ نصاب پر اس موجودہ قیمت کے لحاظ سے عائد ہو گی۔ نہ کہ ابتدا میں لگائے ہوئے سرمایہ کے حساب سے۔

تو یہ ہیں زکوٰۃ کی تشخیص [illegible] ح سے ہر آدمی اگر نیک نیتی سے اپنی [illegible] ہے ور اگر گنجائش نکالنا چاہے تو یہ اس کی [illegible]

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹... جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
06558

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تقریظ

عاجز:- ابوبکر صدیق السلفی (مولوی فاضل - فاضل علوم دینیہ) خطیب جامع مسجد نجم عزیز روڈ لاہور

۱۶ ذیلقعد ۱۳۹۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۷۶ء

حلال کمائی کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے حلال کمائی سے ضروریاتِ زندگی پوری کرنے والے مسلمان کو نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اور عبادت میں لذت نصیب ہوتی ہے حرام کمائی کرنے والے کی مالی و بدنی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی وہ دین سے دُور اور برائیوں کی طرف رغبت رکھتا ہے۔

موجودہ مادہ پرست دور میں مسلمان عوام میں ایمانی کمزوری اور احکام دین سے ناواقفیت کی وجہ سے حلال و حرام میں چنداں تمیز نہیں رہی ذرائع آمدن کی حلت و حُرمت کی طرف جتنی زیادہ توجہ کی ضرورت تھی اتنی ہی اس سے بے نیازی برتی گئی یہاں تک کہ علمائے کرام بھی اپنے وعظوں اور تقریروں میں پوری توجہ نہیں دیتے ان حالات میں ایک ایسی مختصر کتاب کی شدید ضرورت تھی جس میں قرآن و احادیث کی روشنی میں تجارت کے اصُول و قواعد بیان کیے گئے ہوں۔

ایمانی جوش اور اسلام و مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے میرے مکرم دوست مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑی محنت و کاوش سے اس موضوع پر ایک کتاب "اسلام میں ضابطہ تجارت" کے نام سے مرتب فرمائی ہے جس میں دینی نقطہ نظر سے لین دین اور تجارت وغیرہ کے اصول و قواعد آسان زبان میں لکھ کر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔

کتاب کی پروف ریڈنگ کے دوران مولانا ملک غلام علی کا تبصرہ بھی نظر سے گزرا جسے میں جناب کے علمی پایہ کے مناسب خیال نہیں کرتا۔ مسائل میں اختلاف کی گنجائش تو ہو سکتی ہے مگر انہوں نے جس تشنگی کا اظہار فرمایا ہے قرآن و احادیث میں اس کے لیے بنیاد تلاش کرنا مشکل ہے مثلاً وہ شکاری اور رکھوالی کے لیے رکھے گئے کتے کی خرید و فروخت جائز قرار دیتے ہیں جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار اور رکھوالی کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دینے کے باوجود کتے کی خرید و فروخت مطلق منع فرما دی اس سلسلہ میں استثنا کی احادیث ضعیف، منکر اور شاذ ہیں یعنی بیکار ہیں ان میں سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا (التعلیقات السلفیہ علی النسائی وغیرہ) اسی طرح جمہور علماء اُمت کے مسلک کو چھوڑ کر معدودے چند شارحین کے ساتھ توافق کی بناء پر نہی ثمن الدم سے سینگی لگانے وغیرہ کا پیشہ مراد لے کر خون کی خرید و فروخت کو سند جواز دینے کا مشورہ دیا ہے حالانکہ حدیث میں مطلق خون کی خرید و فروخت کے منع ہونے کا بیان ہے۔ رہی اضطراری حالت تو یہ ہر حرام چیز مثلاً سور، مردار وغیرہ میں پیش آ سکتی ہے تو کیا اس سے ان کی خرید و فروخت جائز ہو جائے گی؟ تبصرہ نگار کے ذہن میں شاید یہ بات نہیں رہی کہ یہ کتاب اختیاری حالات کے لیے لکھی گئی ہے نہ کہ اضطراری حالات کے لیے۔

بہر حال زندگی میں ہر شخص خرید و فروخت سے ضرور متعلق ہے اس لیے میری رائے میں یہ کتاب ہر مسلمان کے مطالعہ میں ضرور آنی چاہیئے تاکہ وہ حلال و حرام کی حدود کا پابند رہ کر دین پر عمل پیرا ہو سکے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالٰے اس کتاب کو مسلمانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے اور عمل کرنے کی توفیق ارزانی دے۔

دستخط مولانا ابوبکر صدیق صاحب

www.KitaboSunnat.com